سلسلۂ یوسفیہ

شمارہ (۵)

طوطی نامہ

سنہ ۱۰۴۹ھ

از

غواصی

مرتبہ

میر سعادت علی رضوی ایم اے

سنہ ۱۳۵۷ھ

مجلس اشاعتِ دکنی مخطوطات

سرپرست

عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر

(۱) مولوی سید محمد اعظم صاحب ام۔اے۔ بی۔ایس۔سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج صدر

(۲) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ام۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۳) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی۔اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پرووسٹ جامعہ عثمانیہ رکن

(۴) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام۔اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام۔اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ)... رکن

(۶) مولوی سید محمد صاحب ام۔اے۔........ (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد

(۷) مولوی میر سعادت علی صاحب ام۔اے۔............ شریک معتمد

اُردو یا ہندوستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ وَلی اورنگ آبادی جو گیارویں صدی ہجری کے ربع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دیکر دِلّی کے ان شعرا کو، جنھوں نے ولی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ وَلی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ

کے آخری زمانے میں اور اس کے بعد اسکی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لئے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم ونثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اسکی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کردی، اور انکی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطب شاہ بانیٔ شہر حیدرآباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اُردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لئے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لئے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اُردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت مُسلّم ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بُنیاد قایم ہے اور جنکے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لُطف اندوز ہوسکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے
تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشن یادگار ولی کے موقع پر" دکن کے مخطوطات"
کی جو نمایش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں
جنکی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا،
بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد
گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی
کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے
الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے
خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج
کرکے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں
کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کرسکیں گے
کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خراد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان
کا جزبن سکتے ہیں۔

حُسن اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر
مدظلہ نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا اور

اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرمانروایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اسلیئے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر ہیں۔ بہرحال اس اہم کام کی تکمیل کے لئے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیئے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدرشناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کرکے

شائع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار رہوں۔"

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کیگئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لیکر انکی اشاعت کی ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر
(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن
(۳) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن
(۴) مولوی عبد القادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) رکن
(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔اے .... (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد
(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام اے .... شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لئے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل

صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ انکی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں پر جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم

سلطان عبداللہ قطب شاہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالاتِ زندگی

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملا غواصی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ ہمعصر شعراء اور خود غواصی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اوس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جاسکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔

غواصی کی تاریخِ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوی۔ وہ سرکاری ملازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔ باوجود کوشش کے اُسے دربار شاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہد حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی

جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سُلطان عبد اللہ کے تخت نشیں ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو برآنے کا وقت آ چکا ہے چنانچہ اس نے مثنوی سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنا کا اظہار سُلطان عبد اللہ کو مخاطب کر کے اس طرح کیا:۔

جو سُلطان عبد اللہ انصاف کر	میرے جوہراں پوتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بہوت مان پانوں	اُس دور تے تا گریباں پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے	تو تازہ میرا طبع گلزار ہوئے
کہ غمگیں ہوں میں سخت سنسار تے	دھروں دغدغے لاک اس آزار تے
پریشانگی میں جمیا خیال میں	لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
بہر حال یو نظم الہام سوں	کیا ہیں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰۳۵ھ تک غواصی عسرت ہی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا اور ۱۰۴۵ھ میں حیثیت شاہی سفیر کے دربار بیجاپور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوی کہ دس پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دنیوی

مراتب واعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہو گئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۴۹ھ) کے آخر میں اپنے دنیا دار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیہ کر لیتا ہے۔ اس کا دل دنیا کے ساز و سامان عیش و عشرت۔ مال و دولت سے سیر ہو چکا ہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزو مند ہے۔ غواصی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنئے:

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص — لگا عشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کتا نفس کے کئے منے — کتا ہوئیگا ناؤں کے پیئے منے
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز — کریگا کتا خود نمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے — نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا — ہم اللہ و ہے ہم پیمبر ترا
جکچ خواست تیرا ہے سب اسپو چھوڑ — دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا — یو بھاندا ہے درویش ہور شاہ کا
سنبھال اپس اے یار اس دام تے — نکو غافل اچھ آپنے کام تے
اُجا دم جم اللہ کے نام سوں — متارہ سدا عشق کے جام سوں (طوطی نامہ)

یہ کسی طرح نہ معلوم ہو سکا کہ غواصی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوئی اور ملک الشعرا کا

خطاب کس سلسلے میں عطا ہوا۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ سُلطان عبداللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر غواصی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ یا کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں ایک واقعہ درج ہے کہ سُلطان عبداللہ کو ۱۰۴۱ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا تو وجہی اور غواصی نے تاریخ ولادت کہی۔ اصل عبارت اس طرح ہے :-

اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است

"آفتاب از آفتاب آمد پدید"

۱۰۴۱

و ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است این کلمہ را مادۂ تاریخ ساختہ است

"محفوظ باد"

۱۰۴۱

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کر سکتے کہ حقیقتاً غواصی نے سوائے دو مثنویوں کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا۔ بہت ممکن ہے کہ آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہو جائے۔ البتہ اتنا ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غواصی صرف ایک شاعر ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملاتِ سلطنت میں بھی دخیل تھا چنانچہ

۱۰۴۵ھ میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ ۱۰۴۵ھ میں محمد عادل شاہ بیجاپور نے اپنے درباری شاعر ملک خوشنود کو گولکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ منجانب محمد عادل شاہ سلطان عبداللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجاپور کی حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لئے روانہ کی گئی تھی۔ ملک خوشنود جب بیجاپور واپس ہونے لگا تو "بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند" غواصی کی دربار عادل شاہ میں خوب آؤ بھگت ہوی اور مراجعت کے وقت "حضرت عادل شاہ میرزین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند" (حدیقۃ السلاطین)

معلوم ہوتا ہے کہ غواصی نے اپنی غیر معمولی قابلیت سے دربار میں رسائی ہونے کے بعد بہت فائدہ اٹھایا اور ایسی شہرت حاصل کی جو اس کے ہم عصر یا بعد کے شعراء میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی بیجاپور میں سفیر کی حیثیت سے رہکر اس نے وہ سکہ بٹھایا کہ نصرتی اور مقیمی اپنی اپنی تصانیف میں اس کا

ذکر کرنے پر مجبور ہوئے ۔ یہی شہرت تھی جس نے میر حسن کو اپنے تذکرے میں غواصی کا حال لکھنے پر مجبور کیا ۔ کیونکہ اسی زمانے کے کسی اور شاعر کا تذکرہ میر حسن نے نہیں کیا ہے ۔

طوطی نامہ میں غواصی نے عورت کی فطرت اور مکر و فن کے متعلق کئی شعر جابجا لکھے ہیں ممکن ہے کہ اس کی خانگی زندگی اچھی نہ گذری ہو اور اسے عورتوں کا بہت تلخ تجربہ ہوا ہو ۔ پھر بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ قیاس صحیح ہے جبکہ اس کے متعلق تاریخ یا تذکرے سے ثبوت بہم پہنچانا تقریباً ناممکن ہے ۔

غواصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لئے اس کی آخری زندگی بالکل گمنام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں قرینِ قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا ۔

غواصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل تھا

قریب قریب ناممکن ہے۔ غواصی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی کی شاگردی کی یا خود ساختہ شاعر تھا۔ اپنی پہلی مثنوی سیف الملوک کے تمہیدی حصہ میں باوجود افلاس کی حالت میں رہنے کے اس کی حسبِ ذیل خود ستائی :۔

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں ... دھر نہار رہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب مرے پاس آئے ... مرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے
انن کا بہا کوئی دے نا سکے ... بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے
مرا دل خزینہ جوں معمور ہے ... بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے
مرا گیان عجب شکرستان ہے ... جو اوس تے میٹھا سب ہندستان ہے
جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے ... بھکاری ہیں منج شکرستان کے
شکر کھا مرے شکرستان تھے ... میٹھے بول اٹھے او اپس گیان تھے
جو میں ہم سوں طبع ازمائی کروں ... تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں
سکے کون ملنے مرے طور میں ... کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں
گگن سا تو دفتر مرے شعر کے ... ستارے سو جوہر مرے شعر کے

اور طوطی نامے کے آخر میں اپنی شاعری کی تعلّی جو غلو کی حد تک پہنچ گئی ہے :۔

جو طوطی مری طبع کا بے نظیر ... ہے شکر فشانی منے دل پذیر

کیا تشکر افشاں اس دھات سوں | کہ دم کوئی اچاوے نہ یاں بات سوں
یو گلدستہ خاصا مرے باغ کا | دوا درد منداں کے ہے داغ کا
اگر یو چڑھے نکتہ دانی کے ہات | سینے پر سُنے کے لکھے نیر سات
جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس | نہ کیوں ہوویں حیران دیک جن و انس
کہ اس دھات کے نور تن رولنا | ہور ایسی نوی تنتوی بولنا
مرا کام ہے اس زمانے میں آج | کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج
جب یو نظم میرا عروسی کیا | سُورج منجسوں آدست بوسی کیا
کہ جسکے صدف میں رتن صاف ہے | کرے لاف اگر اُن تو انصاف ہے
سخن پروراں یکتے ہیں یک زیاد | ولے ہور ہے منج زباں کا سواد

اِن اشعار سے ظاہر ہے کہ غواصی شاعری میں اپنا مدِ مقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف دکن کی حد تک ہی نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعرار کو اپنا خوشہ چیں سمجھتا ہے۔ اکثر دکنی شعراء نے اپنی اپنی تصنیفات میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے۔ نصرتی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابُوالمعالی کی تعریف کی ہے۔ وجہی جس نے غواصی کی طرح اپنی خوب

خود ستائی کی ہے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعر فیروز اور محمود کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے۔ اسی طرح ابن نشاطی نے فیروز کو استادِ فن کے لقب سے یاد کیا ہے۔ لیکن غواصی نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعر کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فنِ شعر میں کس قدر اکمل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی۔

غواصی کی اس تعلّی اور ہمہ دانی کے ثبوت میں اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اور طوطی نامہ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اپجی تصنیف نہیں۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوتِ تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہو سکتی ہے۔ غواصی نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے اصل کی صورت اختیار کرلی۔ یہ اس کی قادر الکلامی ہے۔ وہ نہایت پُر گو شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی :-

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں (۱۰۳۵) کیا ختم یو نظم دن تیس (۳۰) میں"

ان دونوں مثنویوں کے تمہیدی اور خاتمہ کے حصّے غواصی کی دماغی پیداوار ہیں۔ مختلف عنوانات پر اُسے طبع آزمائی کرنی پڑی ہے مثلاً حمد۔ نعت۔ منقبت۔ مدح بادشاہ۔ وجہِ تصنیف۔ خودستائی۔ تعریفِ سخن۔ فطرتِ نسوانی۔ شاعرانہ تعلّی۔ تصوّف۔ ہم یہاں ہر عنوان کے تحت چند شعر مثالاً نقل کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے ایک خاص بات جو غواصی کی طبیعت کے متعلق معلوم ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ اوسکی قادرالکلامی اور طبیعت کی روانی کے آگے کوئی موضوع ایسا نہیں جس پر وہ اظہارِ خیال آسانی سے نہ کرسکتا ہو۔ اشعار میں آمد کی شان یہ بتاتی ہے کہ وہ طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے حمد، نعت، بادشاہ کی تعریف، خودستائی اور شاعرانہ تعلّی کے اشعار ہم نے موقع بہ موقع نقل کئے ہیں بقیہ عنوانات کی مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:—

منقبت

توں ہے سات جگ کا ولی یا علی ولیاں تیرے جگ کے قلی یا علی

کہ توں وو کلیم آج مغرور ہے | جو کھاندا نبی کا ترا طور ہے
کرامت تھے تیرے کنکر پہاڑ ہوئیں | سکی ڈالیاں سب ہرے جھاڑ ہوئیں
جو سب ٹھار تیری دُرا ہی چلے | سبی کھن میں تیری جو شاہی چلے
بدن پر کروں جیب ہر بال کوں | سراؤں سدا تج نول لال کوں
رہوں تج تھے جگ میں سرافراز ہو | سدا تج ہوا میں اوڑوں باز ہو
رہوں تیرے بندیاں منے خاص ہو | تری مدح دریا میں غواص ہو

تعریفِ سخن

قلم کاف ونوں تھے جو نکلیا بہار | سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن عرش کرسی پو تھے دھائے ہیں | بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن تیج ہووے خدا کا صفت | بچن تے ہووے نعت اور منقبت
بچن تھے بھلے اور برے کام سب | ہر ایکس کوں ہوتے اہیں نام سب
بچن تھے ہوئی نام نیکی بدی | بچن تھے ہووے منتہی مبتدی
بچن تھے چلے دین و دنیا تمام | بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں | بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

فطرتِ نسوانی

غواصی اگر نار کھاتک پر آئے
تو سچ بات کوں جھوٹ کریوں ہرائے

جو بھوٹ جا پیچیاں کا سینا چور ہوئے
بُری ذات ہے یو اگر حور ہوئے

کہ ہے عورتاں کا نپٹ کام خام
نہوئے بھیدانوں کا یکا ٹیک فام

شکر تھے اگرچہ ہے عورت میٹھی
ولے سر بسر زہر کی ہے گھٹی

میٹھیاں گرچہ دستیاں ہیں جیوں شکر آج
ولے دل میں کچ نئیں ہے کڑوائی باج

نہ جا ان کی ظاہر کی خوبی پو بھول
کہ کانٹے تے ہے تیز یو گرچہ پھول

غواصی جو ناریاں کیرا لکر کوئے
لکھے سنو کتاباں تو پورا نہ ہوئے

تصوّف

طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں
ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہے توں

کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا
سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا

نکو جان نیچیا ہوں کر خاک تے
کہ پیلا رہے توں نو افلاک تے

جکچ آفرینش کے آثار ہیں
وو سب تج میں جلوا دیو نہار ہیں

سمج لے توں قدر اپنے اقبال کا — ہے دو جگ بہا ترے ایک بال کا

ترِی ذات میں نور اللہ ہے سب — تری قید میں ماسوا اللہ ہے سب

توں جانے کیتی لَیْسَ فی جُبَتِی — اوچا توں سکے دم انا الحق سیتی

گہے عید ہور گاہ معبود توں — گہے ہم ایاز ہور محمود توں

ہر قصے کے آغاز پر غواصی نے غروب آفتاب کا سماں مختلف طریقہ سے پیش کیا ہے جو قابل دید ہے :۔

جو ستار اسمان کا کہُن سال — سُنا سور کا مس میں مغرب کے گھال

رُپا چاند کا کھود مشرق کی کھان — جو آنے لگیا سب جہاں جگ مگان

گگن بن تے جھڑ جوں گل آفتاب — لیا آپسیں بھوئیں میں مغرب کی داب

کنول چاند کا نرملا بے بدل — چمن تے جو مغرب کے آیا نکل

سُرج روپ ونتا جو یوسف کے سار — لیا چاہ مغرب میں اپسیں اُتار

سو مشرق کی مچھلی کیرے کڑ تے — جو یونس کے نمنے چندرنس پتے

جو فرعون خورشید کا چھوڑ شرق — ہوا غرب نیل آب میں جا کو غرق

سو مہتاب موسیٰ نمن دور تے — جوں آیا نکل شرق کے طور تے

سورج بور بچا جوں اسمان بھیر — کیا قصد مغرب کے جنگل کی دھیر

ہرن چاند کا اپنے بچیاں سوں مل ۔۔۔ جو مشرق کے صحرا تے آیا نکل
فرشتے جو شمشیر کوں بھان کے ۔۔۔ دیئے ڈھال بیچ غرب کی میان کے
فلک شرق کا کھول رنگیں غلاف ۔۔۔ لیا ہات میں چاند کا سیف صاف

ان اشعار میں بلند پروازی ۔ مبالغہ ۔ حسن تعلیل تشبیہ ۔ استعارہ وغیرہ کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں جو غواصی کی فن دانی کا ثبوت پیش کر رہی ہیں ۔

غواصی بزم کے میدان کا شہسوار ہے رزمیہ نگاری میں اس کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے کیونکہ مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے پیش کیا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہپال اور بادشاہ دریائے قلزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی تشبیہہ دی ہے جو قابل نوٹ ہے :۔

جو دریا لہو ہو ابلنے لگیا ۔۔۔ گگن اسپو کشتی ہو چلنے لگیا
سراں تیرتے لہو کے سمدور تے ۔۔۔ جو دستے اتھے بڑ بڑے دور تے
دھڑاں سب نپٹ موج کے لوٹ مار ۔۔۔ تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

دریائے قلزم کے کنارے یہ لڑائی ہو رہی ہے ۔ دیووں کے سر کٹ کٹ کر پانی میں گرتے جا رہے ہیں اور جسم الگ ڈوب رہے ہیں ۔ ڈوبتے ہوئے سر

دور سے پانی میں حباب کی طرح اور جسم مگرمچھ کی طرح سطح آب پر نمایاں ہوکر غائب ہو جاتے تھے۔ یہ تشبیہہ اس میں شک نہیں کہ بہت لطیف اور انوکھی ہے۔

غواصی کے ابتدائی کلام (مثنوی سیف الملوک) میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ وہ گمنامی کی زندگی بسر کررہا تھا اور اپنے ہی ماحول سے اس قدر متاثر تھا کہ بعض مقامات پر عمداً دکنی لفظ استعمال کرتا دکھائی دیتا ہے چنانچہ تعریفِ سخن کے عنوان کے تحت جو شعر لکھے ہیں اس میں بجائے 'سخن' کے 'بچن' کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح ۔ جیو۔ جیب۔ بھومان ۔جگت ۔گڑاں ۔ فام ۔رتن ۔کھان ۔بھان ۔ وغیرہ ۔دکنی الفاظ کی ہر جگہ بہتات ہے ۔لیکن دوسری تصنیف (طوطی نامہ) کے وقت چونکہ غواصی کی حالت بہت بدل چکی تھی اور شمالی ہند کے اثرات دکن کی فضاء کو متاثر کررہے تھے اس لئے طوطی نامے میں فارسی الفاظ اور ترکیبیں اسی ماحول کے تاثرات سمجھے جائینگے۔

حدیقۃ السلاطین کے الفاظ " ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است" یہ بتاتے ہیں کہ غواصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت حاصل کرلی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا

ملک الشعراء تھا۔ محمد قلی قطب شاہ کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا لیکن غواصی کی بڑھتی ہوئی شہرت نے وجہی کو گمنام بنا دیا تھا۔ وجہی باوجود غواصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روزافزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی فرمایش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر "سب رس" کی شکل میں دیا۔

غواصی کی شہرت گولکنڈہ تک محدود نہ تھی۔ اس نے بہ حیثیت سفیر بیجاپور پہنچ کر وہاں بھی اپنی شاعری کا سکہ بٹھایا تھا چنانچہ باوجود بیجاپور میں اعلیٰ پایہ مثنویوں کے موجود ہوتے نصرتی نے گلشنِ عشق میں صرف غواصی اور اس کی مثنوی سیف الملوک کا ذکر کیا ہے۔

"بری کچھ غواصی تبی کر خیال   کیا تازا باغ بدیع الجمال"

اس کے علاوہ مقیمی بیجاپوری نے بھی اپنی مثنوی چندر بدن ماہیار میں غواصی کی سیف الملوک کا ذکر کیا ہے۔

اس کی تصانیف کی مقبولیت انہیں شمالی ہند تک بھی پہنچاتی ہے چنانچہ میر حسن نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے۔ "غواصی تخلص در وقت جہانگیر بادشاہ بود۔

طوطی نامہ نخشبی را نظم نمودہ است بہ زبان قدیم نصفے فارسی نصفے ہندی بطور بکٹ کہانی۔ سرسری دیدہ بودم۔ شعر آں نظم یاد نیست"

قرین قیاس یہ ہے کہ غواصی نے مرتے دم تک اپنی ملک الشعرائی قائم رکھی۔ اگرچہ اس کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں ہے پھر بھی کسی تذکرے یا تاریخ سے غواصی کے بعد کسی شاعر کو دربار قطب شاہی سے ملک الشعرا کا خطاب ملنا ثابت نہیں ہوتا۔ موجودہ معلومات کی بنا پر ہم غواصی کو عہد قطب شاہی کا آخری ملک الشعرا کہہ سکتے ہیں۔

عہد مغلیہ کے ایک شاعر عشرتی نے اپنی مثنوی دیپک پتنگ (سنہ تصنیف تقریباً ۱۱۱۰ھ) میں اپنی خودستائی اور تعلّی کرتے ہوئے غواصی پر چوٹ کی ہے:-

"غواصی اگر دیکھتا آج کوں　　موتی کی نمن جل میں ڈب لاج سوں
مجھے جیب کے دھر صدف لب منجھا　　دعا کے گہر مجھ پو کرتا نثار"

ظاہر ہے کہ شاعر اپنے کلام کی قدر و منزلت بڑھانے کے لیے ایک ایسے شاعر کے کلام کو مقابلۃً گرا دینا چاہتا ہے جو اپنے وقت کا کامل الفن استاد گذرا ہو۔ عشرتی کا دوسرے تمام شاعروں کو جو غواصی سے پہلے اور اس کے بعد گذرے ہیں نظر انداز کر کے غواصی کے نسبت یہ کہنا کہ وہ اگر عشرتی کے کلام کو

دیکھتا تو شرم سے موتی کی طرح پانی میں ڈوب جاتا اور دعائیں دیتا اس بات کا ثبوت ہے کہ عشرتی کے زمانے تک غواصی کی شہرت باقی تھی اور اس کی اسنادی مسلم الثبوت۔

زبان اور طرزِ بیان

طوطی نامہ کی زبان بہ نسبت سیف الملوک کے سلیس اور دلکش ہے لیکن شاعرانہ خصوصیات کے لحاظ سے سیف الملوک کا اسلوب طوطی نامہ پر فوقیت رکھتا ہے۔

طوطی نامہ چونکہ سیف الملوک کے چودہ سال بعد لکھی گئی ہے اس لئے اس کی زبان میں فارسی اثر زیادہ نظر آتا ہے۔ گولکنڈے کے تعلقات شمالی ہند سے بڑھ جانے کی وجہ سے فارسی زبان کا اثر دکھنی زبان کو بھی متاثر کر رہا تھا غالباً یہی وجہ ہوگی کہ غواصی کی زبان طوطی نامہ لکھتے وقت فارسی سے متاثر نظر آتی ہے۔ چنانچہ فارسی الفاظ اور محاورے جہاں استعمال کئے گئے ہیں اون کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

'لگے ڈرنے ہم بور بچے و باگ'۔ 'منم سات مغرور پورا ہوا'

'جو ہور ئیک گڈرا ہم استے اول'۔ 'نہیں سنپڑیا تج دریں روزگار'

"ولے عقل تیرا ہے یاد رہوا" ۔ "سلامت نکل جاتوں بر جائے خویش"

"پڑیا ہے دھڑ آما نہیں اسپو سیر" ۔ "اسی ٹھار نابود در خاک کر"

"ستیا نفس کا کاڑ دل تے منم" ۔ "اچھیگا کتا در ریائی ہنوز"

"انکھی کھول عزت کی در خویش دیک" ۔ "کتک کھائے اما سنا نئیں ہوئے"

"نے" کا استعمال اگرچہ غلط ہے لیکن یہ بھی شمالی اثر معلوم ہوتا ہے :-

"یو حیلہ جو پایا او صرّاف نے" ۔ "سو اس نے نگر تے یکیلا نکل"

"وو مینڈوک نے تب یوں اٹھیا بول کر"

طوطی نامہ میں غوّاصی کی اپجی پیداوار ابتدائی اور آخری حصّہ ہے ۔ ابتدا میں حمد و نعت کے بعد سلطان عبداللہ کی تعریف ہے اور خاتمہ پر اپنی شاعری کی آپ مدح و ستایش کرتے ہوئے غوّاصی نے اپنے صوفیانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان اشعار کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے اور غوّاصی کی قادر الکلامی کا بہترین ثبوت نمونتاً چند شعر نقل کئے جاتے ہیں :-

خدایا جو دانا ہے توں غیب کا ۔۔۔ ہے ستار بندیاں کیرے عیب کا

ترے راز تے کوئی آگاہ نئیں ۔۔۔ تصور کوں تری طرف راہ نئیں

جہاں لگ جہاں میں نشیب اوج ہے ۔۔۔ سو دریائے قدرت کی او موج ہے

دلیسے گھال اس موج کیرا ابھال — کدھیں ستو لیں ہور کدھیں اوپرال
اگرچہ گنہگار ہوں میں بڑا — پکڑ ہات یک اوج کوں انپڑا
کہ میں ہوں گنہگار مج موں کہاں — جو تج کن منگوں ہیں کیاں توں کہاں
نہ رد کر قبول انکساری مری — نزت دور کر بیقراری مری

محمدؐ نبی سیّد المرسلیں — سدا روشن اوس تے ہے دنیا و دیں
ہوئے ختم اسپر نبوت کے گن — بجے طبل اسکا قیامت لگن
حرم کبریا کا سو اسکا مقام — بندا شمس ہور بدر اسکا غلام
رسول عرب ہور عجم آج او — رسولاں کے سب سیں کا تاج وو
محمدؐ وہی ہور علی بھی وہیچ — نبی بھی وہی ہور ولی بھی وہیچ
دکھیں ہار جو کوئی ہے ان دو میں فرق — ضلالت کے دریا میں جم وو ہے غرق
جو کوئی اسکے منکر اچھے شرع تے — نہ کیوں خوار ہوئے اصل ہور فرع تے

مہاراج سلطان عبداللہ ناؤں — ثریا کے تارک پو اسکا ہی پانوں
شرافت میں گرد اسکے نعلین کا — ہے سرما چندر سور کے نین کا

دکھیت زورور طالع اوس راج کے
صفادار روشن دلاں آج کے

کہیں یوں بحق علی و لی
کہ پھر جگ میں آیا محمدؐ قلی

فلک سو ہے تابع ترے عزم کا
سُرگ بن سوسایا ترے بزم کا

شجاعت میں دیکھوں تو اے شیر گیر
ادک سخت گیر ہے و لے دیر گیر

پھرا دے جو تیزی کوں راناں منے
پڑے زلزلہ آسماناں منے

سخاوت میں جو دیکھتا ہوں تجے
سو تج باج نئیں کوئی دستا منجے

کہ یک دیس کا دان تج لال کا
خرچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا

تیرا لطف اے شاہ عالی صفات
دسے خاص ہور عام پر ایک دھات

جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس
نہ کیوں ہو ویں حیراں دیک جن و انس

کہ اس دھات کے نورتن رولنا
ہور ایسی نوی مثنوی بولنا

مرا کام ہے اس زمانے میں آج
کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج

جب یو نظم میرا عروسی کیا
سرج منج سوں آ دست بوسی کیا

کہ جسکے صدف میں رتن صاف ہے
کرے لاف اگر ان تو انصاف ہے

چھپانوں کیتا آپسیں کونڈ میں
کہ چھپتی نہیں پھول کی باس کئیں

یو افسانہ جو عیب تے دور ہے　　سلاست کے آسمان کا سور ہے

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص　　لگا عشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کیتا نفس کے کئے منے　　کیتا ہوئیگا ناؤں کے پئے منے
کیتا شاعری پر دھریگا خیال　　کیتا ہوئیگا در پئے خط و خال
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز　　کریگا کتا خود نمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے　　نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا　　ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا
جکچ خواست ترا ہے سب اسیو چھوڑ　　دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں　　ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہے توں
کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا　　سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا
نکو جان پنچیا ہوں کر خاک تے　　کہ پیلاڑ ہے توں تو افلاک تے
تری ذات میں نور اللہ ہے سب　　تری قید میں ماسوا اللہ ہے سب
خبر تجکوں دے نفی اثبات تے　　کیا بات کوں ختم اس بات تے

غواصی کے عہد کی زبان کے قواعد اور اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کر سکتی ہیں :۔

(۱) عربی، فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آجکل مؤنث استعمال ہوتے ہیں غواصی نے مذکر استعمال کئے ہیں۔ مثلاً :۔ مراد۔ محبت۔ دولت۔ توفیق۔ آرزو خاصیت۔ جُوت۔ ندا۔ ہوا۔ تدبیر۔ خبر۔ گرد۔ حیات۔ داد۔ صلاح۔ سلطنت۔ خاطر۔ نیت۔ ماہیت۔ نظر۔ آواز۔ بِرہ۔ قدر۔ بارا۔ عقل۔ دعا۔ ہنسا۔ ظرافت۔ آس۔ سکت۔ مرگ۔ چُلبلاٹ۔ سیف۔ روح۔ خبر۔ اصالت۔ حقیقت۔ وغیرہ الفاظ کو مذکر لکھا ہے :۔

'کتا ہوں سُن اسکا حقیقت تمام'۔ 'دیوانا ہے عقل اسکے آشوب کا'
'سٹی ہوں ہوا نفس کا کاڑ ہیں'۔ 'گر مرگ لیا یا ترا میرے دھیر'
'کہ دولت چلے سات پایا نہ جائے'۔ 'جو شہ کوں ہوا آرزو لک جمے'
'رصیا ہے ترے وصل کا آس کر'۔ 'سوویں دل میں پیدا ہوا چُلبلاٹ'
'اگر تجکوں اتنا سکت ہے تو پی'

(۲) دکنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے تتبع میں بالعموم ا۔ ن کے ساتھ ہے مثلاً :۔

"کر نہار فکراں مرے سوکھ کے"۔ "لکھے سوکتا یاں تو پورا نہ ہوئے"
"نہ پلکھاں ہلاخوب انکھیاں موپنج لے"۔ "کیا دیں عزیزاں کوں اپنے ودا"
"پڑے زلزلہ آسماناں سٹنے"۔ "رسولاں کے سب سیں کا تاج او"

(۳) فارسی میں علامت اضافت 'زیر' ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غواصی نے ان دونوں موقعوں پر 'ی' کا استعمال کیا ہے مثلاً:-

"ہوا غیب او جوہرے شب چراغ"۔ "کہ اے پادشاہے زمیں و زماں"
"رگے رگ میں اوس کھلبلی ہیں گئی"۔

(۴) **الفاظ کا تلفظ اور وزن** :- غواصی کے کلام سے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہ سے شاعر کسی بھی زبان کے لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کر سکتا تھا۔ اس کی کئی مثالیں طوطی نامے میں ملتی ہیں۔ مثلاً :-

"دنیا کی لَذَت پر نئیں اسکا پران"۔ "جو شہ کوں ہوا آرزو لک حصے"
"نظر جوں پڑیا اوس پنکھی پر سووں"۔ "کر نہار فکراں مرے سُوکھ کے"
"سیینے تنے دریا فسق کی جوش کی"۔ "نرِک ہے جو بامری آہ کا"
"سُرَج منج سوں آدست بوسی کیا"۔ "خَرَچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا"

'بنداشمس ہور بدر اوسکا غلام'

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے۔ مثلاً :-

'نہ جانوں بچن پر اُنن کے شہا' ۔ 'زباں کھول اُسوں بول اوٹھی اس طریق'
(اُن کے) (اس سے)

'نہ ہمنا کوں کوئی دیکھتا پوچ یاں'
(ہم کو)

(۶) حصر یا تاکید کے لیے بجائے 'ہی' کے حرف 'چ' لفظ کے آخر میں لگایا جاتا ہے :-

'جو تھے پتلے سب اس میں سنیچ کے' ۔ 'پھرا دل خیانت کیا سو تہیچ'
(سونے ہی کے) (تو ہی)

'پہنایا سلا کپڑے ویسیچ اوسے'
(ویسے ہی)

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنے جسطرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے :-

نفع کو نفا ۔ وضع کو وضا ۔ واقعہ کو واقا ۔ معنی کو مانا ۔ اور بہانہ کو بہانا ۔

کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ سے کیا جاتا ہے مثلاً :-

'جو راضی نہو پھر او بہانا کرے ترا کام بھی کون دانا کرے'

'جتا آج ہے تج جفا عشق تے وتا تجکوں دن دن نفا عشق تے'

'کیاویں عزیزاں کوں اپنے ودا   اپے ہور عورت ہو سب تے جدا'

(۸) صفت کو موصوف کے لحاظ سے تذکیر و تانیث لکھا جاتا تھا یعنے تانیث کے لئے اسی لفظ پر علامتِ تانیث 'ی' لگا دی جاتی تھی مثلاً :-

'تو دانی ہے ہر بات کیا کوں تجے' ۔ دزباں بعدازاں صالحی دھیر کھول'

(۹) بعض قافیے نہ صوتی ہیں نہ وزن کے لحاظ سے موزوں صرف حرفِ رَوی کی طرح حرف کی موجودگی ہی کو قافیہ سمجھ لیا جاتا تھا ۔ چنانچہ ذیل کی مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کر سکتی ہیں :-

'غواصی جو ناریاں کیر اکر کوئی   لکھے سو کتاباں تو پورا نہ ہوئی'

'ملے ایک پنجرے منے جیوں دو   تو کرنے لگے شاد ہو گفتگوئی'

(۱۰) بعض اشعار ہمیں ایسے بھی ملتے ہیں جن میں قافیہ کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے ۔ نہ معلوم یہ کاتب کی تحریف ہے یا اصل میں اسی طرح تصنیف ہوی تھی :-

نہیں ذرا انصاف ان میں شہا   نہ جانوں بچن پر انن کے شہا

سو دیکھا جنگل میں شکاری کوں ایک   دیا وو پنچ دکھلائی اسکوں ٹک ایک

ہم اوس پاس ہے ایک شاد و عجب   دھرے یاد قصے ہزاروں عجیب

بگوں ہیں اوسی ماں کے جائیگا دو کیوں   سٹیا ماں پو بیٹا ہو کر بات کیوں

ترا باپ آکر مرے پانوں تے   گیا کاڑلے پنچن یک پانوں تے

(۱۱) "سی" مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کے معنے "گا" کے ہوتے ہیں:-

"نہ رہسیے ہمیں یاں نکل جائینگے" - "کسی کا کہیا کچ نہ چلسے یہاں"
(رہینگے) (چلیگا)

"کہ ڈوبسیا سے نہ تحقیق چھپسے نہ پاپ"
(ڈوبیگی) (چھپیگا)

(۱۲) بعض الفاظ موجودہ شکل وصورت میں استعمال ہوتے تھے لیکن ان کا مفہوم بالکل دوسرا ہوتا۔ مثلاً "مانگنا" ہمیشہ "چاہنے" کے معنی میں اور "لایا" عموماً "لگایا" کے معنی میں مستعمل تھے۔ مثلاً:-

"گلے لائے ویں شاہ دل کھول کر" - "جو منگتی ہے جانیچ توں یار لگ"
(لگائے) (چاہتی)

"منگی جاؤنے عشق کے ہیوں مست" - "سینے لیائی دیا بند چولی کے کھول"
(چاہی) (سے لگالی)

زیرِ نظر مخطوطے

طوطی نامہ کے دو نسخے نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے ہمارے زیرِ نظر رہے جن میں سنہ کتابت کے لحاظ سے ایک قدیم ہے

دوسرا جدید۔ اختلاف نسخ بتانے میں ہم نے قدیم نسخے کے لئے (الف) اور جدید کے لئے (ب) لکھا ہے۔ ان نسخوں کی صراحت حسبِ ذیل ہے:۔

ا۔ نسخہ (الف) ۔ رائل سائز بہ خط نسخ قدیم دکھنی۔ مکمل۔ فارسی عنوانات کے ساتھ۔ ابتدائی صفحہ پر سرلوح عبارتِ ذیل لکھی ہوی ہے :۔

"کتاب طوطی نامہ من تصنیف نقش ہیں (نخشبی) کہ غواصی الفاظ فارسی۔ دیگران را دانستن دشوار بود ازاین معنی بہ زبان ہندی آوردہ کہ مفہوم گردد۔"

کتاب کے خاتمہ پر عبارت حسبِ ذیل ہے :۔

"این طوطی نامہ در ماہِ ربیع الاوّل بتاریخ ہفدہم بروز شنبہ بوقت مشتری برائے شغل نمودن حقایق و معارف آگاہ شاہ عشق علی نوشتہ شد۔ سنہ احد بادشاہ فرخ سیر غازی۔ تمت تمام شد کار من نظام شد۔ کاتب الحقیر شیخ محمدؐ۔"

اس عبارت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کاتب شمالی ہند کا کوئی شخص ہے اور یہ کتاب صرف تفریح طبع کے لئے ہی نہیں بلکہ حقایق اور

معارف کی تعلیم کے لئے بھی پڑھائی جاتی تھی۔ اس کا سنہ کتابت سنہ ۱۱۲۴ھ ہے۔ ہمارے حد علم تک اس سے پہلے کا کوئی نسخہ ابتک معلوم نہیں ہوا۔ برٹش میوزیم میں طوطی نامے کے دو قدیم نسخے سنہ ۱۱۴۹ھ اور سنہ ۱۱۷۲ھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ اس نسخے میں جملہ (۴۱۳۷) اشعار ہیں۔

۴۔ نسخہ (ب) رائل سائز فارسی خط جدید۔ مکمل۔ داستان کے خاتمہ کے بعد غواصی نے اپنی شاعری اور تصنیف کتاب کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ بقیہ کتابت سے بالکل علیحدہ رسم الخط میں لکھے گئے ہیں اور اوراق بھی بعد کے الحاقی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ بعض اشعار حاشیہ پر لکھے گئے ہیں لیکن کتاب مکمل ہے۔ اس نسخے میں ہندی الفاظ کے معنی سرخی سے بعض بعض جگہ الفاظ کے نیچے لکھے ہیں۔ ابتدائی ورق پر صرف یہ عبارت ہے :۔

"جملہ ابیات طوطی نامہ چہار ہزار سیزدہ است"

خاتمہ پر عبارت ذیل ہے :۔

"این کتاب برائے خواندن محمد انور اللہ خاں وغفور خاں عرف

اصر اللہ فرزندان محمد قاسم ۔ یا اللہ ایں ہر سہ را علم از درگاہ خود عطا نما۔ مرقوم نہم ماہ ذالحجہ سنہ ۱۲۵۰ھ روز چہار شنبہ" کاتب کا نام نہیں ہے چونکہ یہ بہت بعد کی لکھی ہوی ہے اس لئے اس کا رسم الخط جدید ہے اور اکثر جگہ کاتب کی تحریف معلوم ہوتی ہے کیونکہ غواصی کے عہد کے مذکر الفاظ کو مؤنث اور مؤنث کو مذکر لکھا ہے ۔ہم نے جابجا اختلاف نسخ بتائے ہیں جن سے واضح ہوسکتا ہے یہاں مثالاً دو چار شعر نقل کرتے ہیں :—

(نسخۂ الف) لیویگا توں خدمت اگر منج ہات ۔ (نسخۂ ب) لیویگا تو خدمت اگر میرے ہات
(" ") کیا حاصل اللہ تیرا مراد ۔ (" ") کیا حاصل اللہ تیری مراد
(" ") چلے کچ نہ تدبیر میرا یہاں ۔ (" ") چلے کچھ نہ تدبیر میری یہاں
(" ") وو مینڈوک نے تب یوں اٹھیا بولکر (" ") وو مینڈک نے تب یوں اٹھا بولکر

اس نسخے میں تعداد اشعار (۲۱۳۲) ہے۔

طوطی نامہ کا ماخذ اور ترجمے

شکاسب تتی سنسکرت زبان میں ایک کتاب زمانۂ قدیم میں تصنیف ہوی تھی جس کے معنے "طوطے کی کہی ہوی ستر کہانیاں" ہیں مسلمان جب

ہندستان میں آباد ہوئے تو یہاں کی ادبیات اور دیگر علم وفن کی کتابوں کو اپنی زبان یعنے فارسی میں منتقل کرنا شروع کیا۔ سنسکرت اور ہندی کی اُن بیسیوں کتابوں میں سے جو فارسی میں منتقل کی گئیں ایک "طوطی نامہ" بھی ہے جس کا ترجمہ فارسی میں سب سے پہلے مولانا ضیاء الدین نخشبی نے ۷۳۰ھ ہجری میں کیا لیکن ستر میں سے صرف باون کہانیوں کا انتخاب کیا۔ نخشبی کا ترجمہ باوجود نہایت ادق ہونے کے کافی مشہور و مقبول ہوا۔ اس ترجمہ کے متعدد خلاصے بعد میں کئے گئے۔ شیخ ابُوالفضل نے شہنشاہ اکبر کی فرمائش پر دسوی صدی کے وسط میں سلیس فارسی میں اس کا خلاصہ کیا اور ۱۰۹۳ھ میں ملا سیّد محمّد قادری نے نخشبی کی باون کہانیوں میں سے پینتیس کا انتخاب کرکے شرفا کی روزمرہ فارسی میں خلاصہ کیا۔ یہ خلاصے بھی طوطی نامہ کے نام سے مشہور ہیں۔ نخشبی کا ترجمہ آج کل نایاب ہے۔ غواصی کا ماخذ نخشبی ہی کا طوطی نامہ ہے جیسا کہ اُسنے خود ایک شعر میں ظاہر کیا ہے:-

"ہوے حضرت نخشبی مج مدد   دیا میں اسے تو رواج اس سند"

لیکن غواصی نے صرف پینتالیس کہانیاں انتخاب کرکے نفسِ مضمون میں بھی کمی بیشی کی ہے ۔ طوطی نامہ کا یہ پہلا ترجمہ ہے جو فارسی سے دکھنی میں کیا گیا ۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ ابن نشاطی نے بھی ۱۰۷۴ھ ہجری میں طوطی نامہ کا ترجمہ کیا ہے لیکن یہ امر ابھی تحقیق طلب ہے اور پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا ۔

اردوئے قدیم کے مؤلف نے لکھا ہے کہ ۱۱۴۲ھ ہجری میں بھی کسی شاعر نے طوطی نامہ کا دکھنی میں ترجمہ کیا جس کا ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں موجود ہے لیکن مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا ۔

اس کے بعد اردو میں سیّد حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی فرمایش پر ۱۲۱۶ھ ہجری میں طوطی نامہ کا ترجمہ "طوطا کہانی" کے نام سے کیا جسکا ماخذ ملا محمّد قادری کی کتاب ہے ۔ متذکرہ بالا ترجموں کے علاوہ ترکی، انگریزی، جرمنی اور ہندی زبان میں بھی طوطی نامہ کے ترجمے ہوئے ہیں جو ذیل کے نقشے سے معلوم کئے جا سکتے ہیں ۔

شوکا شپ تتی
(سنسکرت اصل)
ترجمہ ہندی
بھیروں پرشاد
ترجمہ گجراتی (نظم)
سمالا بھٹ
ترجمہ فارسی از مولانا نخشبی (نثر)
سنہ ۷۳۰ھ
مرہٹی ترجمہ
(نامعلوم)
خلاصے
ترجمے
شیخ ابوالفضل (نثر)
دسویں صدی
سید محمد قادری (نثر)
سنہ ۱۰۹۳ھ
ترکی
عبداللہ صاری
مابین
سنہ ۹۴۰ و ۹۷۴ھ
دکھنی
ملا غواصی
سنہ ۱۰۴۹ھ
انگریزی
جیرانس
سنہ ۱۷۹۲ء
جرمنی
جارج راہین
سنہ ۱۸۵۸ء
ترجمے
دکھنی
سنہ ۱۱۴۲ھ
انگریزی
گلاڈوین
سنہ ۱۸۰۰ء
اردو
حیدر بخش حیدری
سنہ ۱۲۱۶ھ
جرمنی
پروفیسر ایکن
سنہ ۱۸۲۲ء
انگریزی ترجمہ
جی۔ اسمال
سنہ ۱۸۷۵ء
ہندی ترجمہ (شوک بہتری)
انبا پرشاد راسا
سنہ ۱۸۸۶ء
بنگالی ترجمہ (طوطا اتہاس)
چندی چرن
سنہ ۱۸۰۶ء

ترکی ترجمہ ـ سلطان سلیمان اعظم (سنہ ۹۲۶ھ ـ سنہ ۹۷۴ھ) کے عہد میں شیخ عبد اللہ صاری نے ترکی زبان میں ترجمہ کیا جو سنہ ۱۲۵۲ھ میں بولاق میں اور سنہ ۱۳۳۱ھ میں بمقام قسطنطنیہ طبع ہوا۔ جارج راسین نے اسی ترکی ترجمہ کو جرمن زبان میں منتقل کیا جو سنہ ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں طبع ہوا۔

انگریزی ترجمہ ـ جیرانس نے کیا جو سنہ ۱۷۹۲ء میں بمقام لندن طبع ہوا۔ اور گلاڈوین نے فارسی متن کے ساتھ انگریزی میں منتقل کیا جو سنہ ۱۸۰۱ء میں کلکتہ سے طبع ہوکر شایع ہوا۔

جرمنی ترجمہ ـ پروفیسر ایکن نے جرمن زبان میں ترجمہ کیا جو سنہ ۱۸۲۲ء میں اسٹاٹگرٹ میں طبع ہوا۔

ہندی ترجمہ ـ حیدر بخش کی طوطا کہانی کا ترجمہ شوک بہتری کے نام سے سنہ ۱۸۸۶ء میں انبا پرشاد راسا نے کیا۔

بنگالی ترجمہ ـ چندی چرن نے سنہ ۱۸۰۶ء میں حیدری کی طوطا کہانی کا ترجمہ 'طوطا اتہاس' کے نام سے کیا۔

بہرحال طوطی نامہ کا ہندستان اور یورپ کی مختلف زبانوں

میں ترجمہ کیا جانا ہی اس کی غیر معمولی مقبولیت کا قوی ثبوت ہے۔

طوطی نامے کے حکایات کا خلاصہ اور فہرست

قصہ کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے :۔

ہندستان کا ایک متمول سوداگر تھا جسکے تجارتی جہاز ساتوں سمندروں میں جاتے تھے۔ اس کی عالی شان کوٹھی سمندر کے کنارے واقع تھی۔ اس کے پاس ایسے نایاب جواہر تھے جن کا مثل بادشاہوں کے خزانے میں بھی ملنا دشوار تھا۔ باوجود اس دولت وثروت کے دولتِ اولاد سے محروم تھا ایک مدت کی تمنا کے بعد خدا نے ایک لڑکا عنایت کیا جو نہایت خوبصورت تھا۔ جوان ہونے پر باپ نے ایک حسین لڑکی سے شادی کر دی ۔ یہ لڑکا ایک دن سیر کے لئے بازار نکلا جہاں ایک طوطا فصیح البیان نظر پڑا۔ اس نے ہزار ہن میں خریدا اور خوشی خوشی گھر لے آیا۔ طوطا غیب کی باتیں بیان کرتا تھا چنانچہ سوداگر بچہ کو آزمائش کے لئے اس نے یہ مشورہ دیا کہ تمام شہر کے

دوکان داروں سے عنبر خرید کر جمع کر لے کیونکہ عنقریب ایک قافلہ عنبر خریدنے آئیگا اس وقت اس کو اچھی قیمت ملیگی۔ نوجوان سوداگر نے اسپر عمل کیا طوطے نے جسطرح کہا تھا اسی طرح ہوا اور عنبر کے فروخت سے سوداگر کو بہت فائدہ ہوا۔ نوجوان طوطے پر بہت مہربان ہوا اور چند روز کے بعد اس کی صحبت کے لئے ایک مینا بھی خرید لی۔ جب نوجوان تجارت کیلئے عازم سفر ہوا تو دونوں پرندوں کی پرورش اور حفاظت اپنی بی بی کے سپرد کی۔ سوداگر کی واپسی میں دیر ہوی۔ نوجوان بی بی صدمہ فراق نہ سہہ سکی۔ ایک دن بالاخانہ پر بیٹھی ہوی مصروف سیر تھی کہ ایک نوجوان راہرو سے آنکھ لڑگئی۔ ایک ضعیفہ کے ذریعہ اس نے پیام ملاقات بھیجا۔ سوداگر کی بی بی تو منتظر ہی تھی راضی ہوگئی۔ مینا سے اجازت طلب کی تو اس نے منع کیا اور نصیحت آمیز گفتگو سے باز رکھنا چاہا۔ بی بی نے اس گستاخی کی یہ سزا دی کہ مینا کے بال و پر نوچ کر اسے ہلاک کر دیا۔ اب طوطے کی باری تھی مگر مینا کا واقعہ پیش نظر ہونے سے طوطے نے جانے سے صاف منع کرنا خلاف مصلحت سمجھکر فوراً اجازت دیدی

لیکن اس شرط پر کہ وہ اپنے دل کا راز کسی سے نہ کہے ورنہ وہی حال ہوگا جو ایک رانی کا ہوا۔ بی بی نے قصہ سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ طوطے نے بیان کرنا شروع کیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ ہر روز یہی ہوتا کہ طوطا اجازت دیتے ہوئے ایک نہ ایک قصہ کا ذکر کر دیتا اور جب وہ سننے کی خواہش کرتی تو اس طرح بیان کرتا کہ وقت گذر جاتا اور وہ جا نہ سکتی یہاں تک کہ طوطے نے حسب تفصیل ذیل بینتالیس کہانیاں تقریباً انتیس راتوں میں کہیں یہاں تک کہ سوداگر سفر سے واپس آیا۔ طوطے سے گھر کا حال دریافت کیا۔ طوطے نے اپنی رہائی کا وعدہ لے کر حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ سوداگر بہت رنجیدہ ہوا طوطے کو رہا کر دیا۔ بی بی کو قتل کر ڈالا اور مال و دولت خیرات کر کے درویشی اختیار کی۔

حکایت کی تفصیل :۔

۱۔ شب اول ۔ حکایت سوداگر زادہ وزن بدکار کہ طوطی را ضائع کردو نادم شد۔

۲۔ شب دوم ۔ حکایت زرگر و نجار کہ بجائے بتخانہ رفتند و حرافت کردند۔

۳- شب سوم - حکایت زن لشکری که مرد خود را گلدستہ بطور نشان عصمت دادہ بود-

۴- " " - حکایت زن قحبہ کہ در قبضۂ دیو بود و پیش یکصد نفر رفت-

۵- شب چہارم - حکایت سخاوت رائے رایاں کہ برائے درویش کرد-

۶- " " - حکایت سخاوت رائے رایاں کہ برائے برہمن و پیر مرد و پری کرد-

۷- شب پنجم - حکایت زرگر و سنجار و خیاط و زاہد و زن چوبی-

۸- شب ششم - حکایت شہزادۂ کند ذہن و عاشق شدن مادر او-

۹- " " - تمثیل وزیر اول - حکایت زن قحبہ و رنگریز-

۱۰- " " - " " دوم - حکایت زن پہلوان کہ قحبہ بود-

۱۱- " " - " " سوم - حکایت زن شیرنی گر کہ قحبہ بود-

۱۲- " " - " " چہارم - حکایت زن برہمن کہ قحبہ بود و جوان کہ مکر زناں می نوشت-

۱۳- " " - " " پنجم - حکایت زن فرزند بقال کہ قحبہ بود-

۴۱ ۔ شب بست و ششم ۔ حکایت راجۂ ماچین و شہزادی دیپک نگر ۔
۴۲ ۔ شب بست و ہفتم ۔ " بہرام شاہ و دختر عالم کہ تارک الدنیا شد ۔
۴۳ ۔ شب بست و ہشتم ۔ " بادشاہ و مارِ احسان فراموش ۔
۴۴ ۔ " " ۔ " عبد الملک تاجر و حجام بیوقوف ۔
۴۵ ۔ شب بست و نہم ۔ " زن زاہد کہ فاحشہ بود و مرغ ہفت رنگی ۔

گولکنڈے کے آخری ملک الشعراء کی آخری تصنیف جو پہلی مرتبہ طبع کی جا رہی ہے قدیم اُردو ادب کے شائقین اور ادبی تحقیق سے شغف رکھنے والوں کے لئے ایک لاجواب تحفہ ہے ۔

منڈی میر عالم ۔ حیدرآباد دکن
غرۂ ذالحجہ ۱۳۵۷ھ
۲۳ ۔ جنوری ۱۹۳۹ء

میر سعادت علی رضوی
ایم ۔ اے

ملا غواصی

خدایا جو دانا ہے توں غیب کا — ہے ستار بندیاں کیرے عیب کا
بنداں ۔ کے

نہ آکار تج ہے نرنکار توں — نہ چوں و چرا سوں دھرے کار توں
روپ ۔ ہے ۔ منزہ ۔ رکھے

سدا حیّ آپس کھاتا سو توں چ — جیواں مارتا ہور جلاتا سو توں چ
زندہ ۔ اپنے آپ کو ۔ توہی ۔ جانا ۔ اور

تیرے راز تے کوئی آگاہ نئیں — تصور کوں تیری طرف راہ نئیں
ملا تصرف

کیا خاک تے آدمی پاک توں — کرنہار آخر کوں پھر خاک توں
سے

تج اَنگے سکے کون دم مارنے — تیرے حرف پر یا قلم مارنے
تیرے آگے ۔ مٹانے

دھریں آس سب تیری درگاہ کی — کریں بندگی سب تج اللہ کی

اچنبا تیری کارسازی دِسے — اندیشہ کوں یاں محض بازی دِسے
عجیب ۔ دیکھے ۔ فکر

جہاں لگ جہاں میں نشیب اوج ہے — سو دریائے قدرت کی اوموج ہے

دریا کوں تو موجاں بہوت ہیں ولیک — یو دنیا سو ہے کمتریں موج ایک ۱۰

دیسے گھال اس موج کیرا اچھال — کدھیں سوتلیں ہور کدھیں اوپرال

تو اس موج میانے تے اے کارساز — سلامت سیتی کاڑ میرا جہاز

دوجا چرخ جو گھیٹ ہے کینے منے — ذرا مہر نئیں اس کے سینے منے

جو دلگیر ہو تج تے جس پاس جاؤں — تو کچ ذوق راحت کسی تے نہ پاؤں

کروں جس سوں یاری تو اغیار ہوئیں — چلوں ہور ہو میں تو اوبار ہوئیں

وفا سوں رکھوں جس کے پاواں پو سر — تو میرِ یچ سر پر رکھیں پاؤں پھر

کتا تن ہر ایکس کے دیوں جور کوں — خدایا انپڑ توں میرے غور کوں

دے ہمت جو ایساں تے پاؤں خلاص — تسوں عشق بے دغدغا لاوں خاص

اگرچہ گنہگار ہوں میں بڑا — پکڑ ہات پاک اوج کوں انپڑا

سراسر تو ناپاک میرا ہے خاک — ولے توں دیا ہے سو منج جیو پاک ۲۰

میں آلودہ ہوؤں تو کچ غم نہیں — کہ تیرا کرم مج پو کچ کم نہیں

برا ہوں کی میں کچ نپانوں برا — برے ہور بھلے کا ہے توں آسرا

تجاوز نہیں ذرہ اس بات میں — کہ سب کا انتر ہے تیرے ہات میں

مجے مِہر کر مِہر اسے مہرباں — جو ہوؤں سرخرو تج تے دونو جہاں

سمج ہے جو یو عمر برباد ہے — ولے ہر گھڑی توں مجے یاد ہے

اگر سوؤں یا جاگتا میں اچھوں (رہوں) — تیرا ناؤں (نام) تو لیوؤں ہر کئیں اچھوں

ولے کیوں لکھا ہے سو ہوئے نہ فام — ہے امید تو مج کوں تیرا تمام

یونا ہو کہ جو دلبراں ناز سوں — کیاں چال (چلا) منج راکھ طنّاز سوں (عشوہ گری)

سو چلنا چ کافی ہے یاں مج کو یوں — قیامت کوں پھِرواں نکو چال (چلا) توں

خجل ہوگاؤں پانچ میں تل بہ تل (لحظہ) ۳۰ — نکہ حشر کے دیس (دن) پورا خجل

ندے ہات میں مج کو دوزخ کیرے (کے) — مبادا میرے ننگ تے وہ جلے

میں کیا ہوں جو تج کو کہوں یوں چ (یوں ہی) کر — تو قادر ہے تج بھاؤ (بھاتا) تا تیوں چ کر

کہ میں ہوں گنہگار مج موں (منہہ) کہاں — جو تج کن (کے پاس) منگوں میں کہاں توں کہاں

ولے لطف سوں مج طرف دیکھ پھر — رکھیا ہوں تیرے آستانے پو سر

فرح بخش منج دل کی زاری کتیں — شکھی (خوشحال) کر دکھا منج دوکھیاری (مصیبت زدہ) کتیں

نہ رد کر قبول انکساری مری — تُرت (جلد) دور کر بیقراری مری

بندا ہیں غواصی خداوند توں — دوکھی کوں کرنہار خورسند توں

نعت

رتن خاص دریائے لولاک کا — جھلک لامکاں نور افلاک کا

محمدؐ نبی سیّد المرسلیں — سدا روشن اُس تے ہی دنیا و دیں

عدم میں تے عالم کوں پروردگار — ۴۰ اوسی کے کیا نور سوں آشکار

رواج آفرینش کیا سو وہیچ — چراغ اہل بینش کیا سو وہیچ

ازل محض اوس کا خزینا دِسے — اَبد عین اوس کا مدینا دِسے

ہوے ختم اس پر نبوت کے گُن — بجے طبل اُس کا قیامت لگن

نُمَم اُس کی دِسے لطف کا سلسبیل — تکھی اُس کے ہے شہد کا جبرئیل

حرم کبریا کا سو اوس کا مقام — بندا شمس ہور بدر اوس کا غلام

جو کوئی اوس کے دم سوں ہے ہمدم سدا — اچھے دو جہاں میں وو خرّم سدا

نرادھار پاپی مرے سار کے — ہیں امیدوار اُس کے دربار کے

رسول عرب ہور عجم آج وو — رسولاں کے سب سیس کا تاج وو

وہی دین کا کام بالا کیا — تھمن کفر کوں کر اُجالا کیا

کھانب (بمعنی ستون)

ہے دوجگ فیضان اوس کا رواں ۵۰ گدا اوس کے درگاہ کے خسرواں

مطیع اوس کے سب حاملاں عرش کے تبواسیاں (قالین) فلک اوس کے ہیں فرش کے

دسیں سیوک (غلام) اوس کے چارے تمام کنکر (سنگریزہ) اوس کے انگن (صحن) کے تارے تمام

جو تیزی براق اوس کے ہے ران (اسپ) کا سچا برق ہے وہ تو آسمان کا

نہیں کوئی اُس تے بڑا قدر سوں بڑا سو وہی قدر اور صدر سوں

حبیبِ خدا خواجۂ کائنات ہوے اوس تے ناپود لات و منات

سجے (زیب دے) اوس نبوت کی انگشتری کہ پائی صفا اُس تے پیغمبری

محمدؐ وہی ہور علیؑ بھی وہیچ نبی بھی وہی اور ولی بھی وہیچ

دکھین ہار جو کوئی ہے ان دو میں فرق ضلالت (گمراہی) کے دریا میں جم (ہمیشہ) ووہے غرق

جو کوئی منکر اُس کے اچھے (ہے) شرع تے نہ کیوں خوار ہوئے اصل (جڑ) ہور فرع (ڈال) تے

بڑے بخت جو ہیں غواصی غلام ۶۰ ہوں ایسے نبیؐ کا علیہ السلام

سدا پاؤں سکھ میں اُسے یاد کر ہزاراں درود اُس کی اولاد پر

در مدح بادشاہ گیتی پناہ سلطان عبداللہ قطب شاہ

نرنجن کی توفیق کا نو بہار (پروردگار) / جو مج دل کوں بخشا صفایے شمار

ہوا تازہ جیوں باغ میں فرح سوں / کیا گل فشانی نوی طرح سوں

کہ اسحق لطافت بھرے یو گلاں / ہے جیواں کے کانا ج کے یو گلاں (کانوں) (وہ بالیاں جو اہل ہنود کانوں میں پہنتے ہیں)

جو کوئی اس گلاں میں تامل کرے / کلی سیار کھل آپیں گل کرے

اگر اس گلاں کا جو ٹک پائیں باس (ذرا) / دلاں بلبلاں ہو پھریں آس پاس

کہ ہر گل کوں سرخی ہو ہیں قدح سوں (بو) / کیا ہوں کرم شاہ کی مدح سوں

کہوں کوں وو شہ جہانگیر ہے / جو اس کا علم آسماں گیر ہے

مہاراج سلطان عبداللہ ناؤں (نام) / ثریا کے نارک پہ اوس کا ہے پاؤں (سر)

کہیں قدسیاں صاحب صدر اوسے / کہ ہر شب سو ہے جوں شب قدر اوسے

شرافت میں گرد اوس کے نعلین کا / ہے سرما چندر سور کے نین کا (چاند سورج آنکھ)

دیکھت زورور طالع اس راج کے (طاقت دار) / صفادار روشن دلاں آج کے

کہیں یوں بحق علی ولی / کہ پھر جگ میں آیا محمد قلی

سچیں آج اے خسرو نیکنام ہیں اوس کیچ آثار تج میں تمام

تو اس ڈھات سیتی تجکوں ہر دیس رات سلام آکرے چاند تاریاں سنگات

(طرح — دن ہیشہ سانج)

جہاں تے تج اس ڈھات توفیق اچھے یو رتبہ ترا کیوں نہ تحقیق اچھے

نہ یو فیض ہے آج کل تے تجھے تو ازیا ہے خالق ازل تے تجھے

(یہ)

سچا توں ملک ہے بشر نوئے توں خداوند روئے زمیں ہوئے توں

(نہیں ہو سکتا)

دعا گو سو تیرے ہیں افلاکیاں ہوا خواہ تیرے سو ہیں خاکیاں

توں وہ آج بھوگی جواں مرد ہے ۸۰ جو دیو اندر ایسا یہاں گرد ہے

(نیک بخت — راجہ اندر)

فلک سو ہے تابع تیرے عزم کا سُرگ بن سو سایا تیرے بزم کا

(جنت)

سکیاں سوں تو نکلے کرن گشت جب تو سنگار بن ہو دسے دشت سب

(عورتوں کے ہمراہ — کرنے — چمنستان)

دیکھت عیش کا عین گہناں تیرا کریں مدح جھاڑاں سوں چمناں تیرا

(دیکھکر — زیور — تمنا)

کلیاں کھول انکھیاں دکھیں بہو جو راج کہیں چاند پھرتا ہے تاریاں سوں آج

(بہت)

دنیا میں جو کچ بھوگ کا ہے نشاں مرتب دِسے تج پہ اے گن نداں

(عیش)

شجاعت میں دیکھوں تو اے شیر گیر ادکھ سخت گیر ہے ولے دیر گیر

(بہت)

جو توں ہو کرے حملہ یکبار کا اُٹھے شرق تے غرب لگ مارتا

پھراوے جو تیزی کوراں منیں پڑے زلزلہ آسماناں منیں

(اسپ)

سپہ ڈل سوں توں جائے جب باٹ تے | زمیں گھابری ہووے جھل کاٹ تے
ہو بیتاب دیکھ تج جلالت کی تاب ۹۰ | نہ ہوں برکٹھرا ہو سکے آفتاب
جو کڑ کڑی نظر سوں چڑاوے تو بہوں | جھڑیں ڈر تے باگاں کے پنجیاں کے نہوں
دیکھت تج بہادر کے نیزے کی جھال | نپٹ گڑ بڑا تو گری ہووے اُچھال
سنے جب مہابت تیرے گرز کا | تو سینا پھوٹے کوہ البرز کا
ہنسے تو چند رکھ تے تارے جھڑیں | کرے قہر تو گرم انگارے جھڑیں
ولے حلم سوں زیر غصہ کوں کر | ہوا ہے مہربان توں خلق اُوپر
اگر نئیں تو دھاکوں سے تج شاہ کے | اوڑیں فاختے مہر ہور ماہ کے
سخاوت میں جو دیکھتا ہوں تجے | سو تج باج نئیں کوئی دستا مجے
کہ یک دیس کا دان تج لال کا | خرچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا
تیری انگلیاں ہیں جو چھیلیاں دسے | خدا کے خزینے کی کیلیاں دسے
عجب کچ ہے تج شہ کی بخشش کی بھات ۱۰۰ | بغیر دیو نیکے ہنیں تج میں بات
برستا سو دیک ابر تج ہات کا | بھگیا اشتہا طبع کی ذات کا
دلدر تیرے ملک تے پاؤں کر | رہیا جا کے پاتال میں ٹھاؤں کر
تیرا لطف اے شاہ عالی صفات | دسے خاص ہور عام پر ایک دھات

ڈولے تھے ہنر مند سو چھپ کر　　نکل آئے تج دور میں تیر کر

دیا جیو پھر راگ ہور رنگ کوں　　کیا دور سیناں پو کے زنگ کوں

بُدیا ونت مُلکے ملک کے تمام　　تیرے شہر میں آکئے سب مقام

سنجے دیکھنے باٹ اگر پاؤتے　　تو آسمان کے لوگ اُتر آوتے

کہ بے مثل راجا تو ایساچ ہے　　غلط نئیں مری بات یو ساچ ہے

کیا مج غواصی کوں توں نے نہال　　کروں کیوں نہ میں شکر اے جگ اُجال

الٰہی توں اوس شہ جہانگیر تے　　۱۱۰　لطافت کے اس سمد گنبھیر تے

قلمرو کوں کر تازہ جوں نو بہار　　بحق علیؑ شاہ دلدل سوار

در سبب نظم این داستان گوید

جو آیا نکل دیس اقبال کا　　ہوا شاد سینا مرے حال کا

صفا آرسی طبع کی پائی پھر　　نوی دولت ایک مو کہ دکھلائی پھر

مرے بخت کا دیک تارا توی　　کیا آزمانا مری ییروی

دیا مہر کر چرخ نیلی مجے　　نوے گنج خانے کی کیلی مجے

نکلی جمعیت ہور آرام کا ہوا پھر مسخر مرے دام کا

گیا زنگ سب دل پو کا پھانک کر لگیا دیکھنے مج طرف جھانک کر

اُس خیال کوں دے بلند دھانو کے بدل نیں کہ منج کوئی بد نانو کے

نہ رکھ کونڈا ایس کو کلی سار ویں نکل آئیا پھول ہو بہار میں

چڑیا دیک کرہت بل بات کا ۱۲۰ بجایا جہاں میں طبل بات کا

بدل نانو کے جو زباں آوراں جلیچ بول کر گئے ہیں یکیک براں

سو وو حق کی درگاہ مقبول ہیں کدھیں کو نہ کملائے سو پھول ہیں

ہے مستی اُنہو کی ہر ایک بات میں کریں حظ ملک سُن سموات میں

جو یک بیت اونو کی اگر کئی پڑے اثر ذات کوں بگ بن مد چڑے

گئے شعر کوں جیو دے اکثر وہی کئے آپنا ناوں برتر وہی

دئے نئیں ہیں ذرہ لطافت کوں چھوڑ سرس تھا سو لگئے ہیں اکثر مڑ وڑ

رتن کہاں میانے جو عالی اتھے رلجا چن چن اور کہاں خالی کیتے

عجب دو حریفاں تھے عالی مقام اچھو اُون پو رحمت ہزاراں مدام

اُنو کیچ دولت تے ہر حال میں کر اپنی طبیعت کوں خوشحال میں

جو دل طوطی نامہ پو دوڑائیا ۱۳۰ مناسب مری عقل کے آئیا

سو آپ میں کیا مست بن ہئی وہیں ۔۔۔ ہوا بعد ازاں نظم کے پے وہیں

جو اُتلے رتن دل کے سمدور تے ۔۔۔ جو احسنت بولیں ملک دور تے

پُرویا ہوں میں ایسے کنٹھمال آج ۔۔۔ جو لے چاند سورج گلے گھال آج

ہوے کیوں نہ عالم میں مشہور یو ۔۔۔ نہ کیوں جاوے ملکے ملک دور یو

کہ ہر بیت میں ہے سمایا جُدا ۔۔۔ ہر یک بات میانے ہے مایا جُدا

نہیں یک وضع کی کہیں اسمیں بات ۔۔۔ ہیں باتاں تمام اسمیں کئی دھات دھات

حکایت سب اس میں کے خاصے اہیں ۔۔۔ کئی جنس کے یاں خُلاصے اہیں

دیکھے ڈھنڈ تو بند اسمیچ ہے ۔۔۔ سہیلیاں کے چھند بند اسمیچ ہے

نہیں داستاں ہے یو ہے بوستاں ۔۔۔ عجب کیا جو خوش اوس تے ہووے جہاں

کہ لک جنس کا اسمیں میوا ہے بار ۔۔۔ ۱۴۰ کہیں سیب ہور کئیں ہے انگور انار

بھریا ہے رنگا رنگ پھل پھول سات ۔۔۔ خزاں کوں سکت نئیں جو دوڑائے ہات

کہ پانی میں اپنے کلیجے کوں کر ۔۔۔ کیا اس نوی باغ شاہی کوں تر

کرے سیر اس باغ میانے جو کوئی ۔۔۔ سدا یو ثمر نوش جاں اوسکو ہوئے

لذت چاک میویاں کی جن ہووے شاد ۔۔۔ بھلا جو دعا سوں کرے مجکوں یاد

آغاز داستان سوداگرزادہ و زن او و خریدن طوطی و شارک

چُن اس گوہراں کے سمند کا گنبھیر ہے غواص اس دور میں بے نظیر

سو یوں جوہراں کاڑ لیا تا ہے بہار جو ملکِ ہندوستان میں ایک ٹھار
نکال جگہ

کتے ہیں جو تھا کوئی سوداگر ایک وجاہت منے پاک سیرت میں نیک

اَتم بھاگ کا بھوگنی بخت وار گھر اوسکا سو تھا عین بندر کے سار
اچھے قسمت عیش پسند بندرگاہ مانند

جتے اوس زمانے کے سوداگراں اُوتے اسکے آگے تھے جوں چاکراں

کیا تھا خدا یوں اوسے سرفراز ۱۵۰ جو تھے ساتوں دریا اوپر اُسکے جہاز

شہاں پاس نئیں کچھ سو اُس پاس تھا یکیٹ نورتن گنج تو راس تھا
بادشاہوں صرف جواہر انبار

سدا تازہ تھا ذوق کا باغ اوسے ولے فرزنداں نئیں سو تھا داغ اوسے

کتیک دیس پیچھیں سوں و داغ جیوں خدا کے کرم تے ہوا باغ جیوں
دن

ہوا گھر منے ایک فرزند اوسے سو ویسا ہوا آج لگ نئیں کسے

نشانیاں سعادت کے لے ٹھار ٹھار ہوا جگ میں اظہار یوسف کے سار
مانند

گھر اوسکا جھمکنے لگیا نور تے — ستارا چل آیا مگر دور تے

کتنیک دیس (دن) کوں جس ہوا وہ جواں — سووہیں باپ ہنگام اوسکا پچھاں

ٹھنی (کم سن) ایک محبوب مہتاب سے — لطافت میں نرمل (خالص) نچھل (صاف) آب سے

دھنڈا انت پیدا کیا کر نہ دیر (جلد) — کیا لاکھ خوشیاں سیتی کار خیر

کتنیک دن کوں گھر میں تے جوں توں جواں — ۱۶۰ نکل بھار آیا نہ رہ سک براں (جاں)

سو بازار دھیر (کی طرف) سیر کرتا چلا — نظر ہر طرف صاف دھرتا چلا

سو رانواں یکس (ایک) کے دکھا ہات میں (طوطا) — جو مرغولتا ہے دو ہر بات میں

زباں پر اوسے یاد ہے سب قراں — فصاحت پر اوسکے ہوا شادماں

ہوس دل میں اپنے دھرا بے شمار — لیا مول راویں کوں دے ہوں ہزار

خوشی سوں جو آیا پھر اپنے مندھیر (مکان) — اوٹھا بول رانواں کہ اے دستگیر

نمایش (دیکھنے) میں گرچہ موٹھی پر ہوں (مشت) میں — ولے علم کے فن میں بہتر ہوں میں

جہاں لگ جہاں میں ہیں اہل کلام — ہیں حیراں مرے بچن (سخن) تے تمام

کمینہ ہنر کچ جو ہے مج میں ایک — کہونگا تیسوں (تجھ سے) کھول آزما کے دیک

کہ جیسا اگلے (آئندہ) ہونے ہارا ہے کام — سکت ہے جواب کھول بولوں تمام

کہ دو تین دن کے پچھے (بعد) دیک یاں — ۱۷۰ کہ آتا ہے یک کئیں سلنتی کارواں

جنن پاس عنبر ہے اس شہر بیچ — خرید آکرنہار ہے سب وہ بیچ
(جن کے) (کرنے والا)

وہ نا آئے لگ ہو خبردار توں — وو عنبر سو لے مول یکبار توں

مری بات سن ہو ویگا کامیاب — ہے اس میں تجھے فائدہ بے حساب

ہو خوشحال اس بات تے وو جواں — جنن پاس عنبر اتھا پا نشاں
(معلوم کرکے)

لیا مول یکیدھر ستی بے شمار — لجا اپنے گھر میں بھرایا انبار
(تمام)

یکایک ایسے میں وو کارواں — سو آیا وو رانواں کہے تیونچ واں
(طوطا)

طلب تھا سو عنبر لگے ڈھونڈنے — نہیں پائے کئیں شہر ہیں کس کنے

وو عنبر بزاں چوگنے مول سوں — دیا اونکوں سنّے کیرے تول سوں
(بعد ازاں) (سونے کے)

چڑیا ہات اسوقت لئی مال اوسے — نظر سو بھری پھر گیا خیال اوسے
(بہت)

جو پھر ایکدن دل منے شوق آن ۱۸۰ چلیا پھیر بازار کوں وو جواں
(پھر)

دیکھا ایک مینا کوں مٹھ بول خوب — اوسے بھی لیا ہور دیا مول خوب

مرصع کے خوش ایک پنجرے میں چھوڑ — رکھیا لیا کے رانویں کے نزدیک جوڑ

دلے عقل رانویں میں کچھ اور تھا — ہنر کے بلاغت میں ور زور تھا

کہ ہر بات میں یا عبارت نوی — کہے ہر گھڑی وو حکایت نوی
(نئی)

جو ناگاہ باتاں ہیں اوس جواں سات — کھیا جو دریا کی تجارت کی بات

سو بہوتیچ آیا اُمس اوس کتئیں | دریا کے سفر کا سو کر عزم دیں
لیا بول دل میں جو بہتر ہے جاؤں | تماشا دیکھوں مال لے کچھ میں آؤں
غنیمت ہے فرصت کروں کیا درنگ | کہ دنیا کسی سوں نہیں ایک رنگ
وفا عمر کے تئیں تو چنداں نہیں | سدا ئن منے پھول خنداں نہیں
ایس میں اپے فکر کر اس وضا | ۱۹۰ توکّل ستی دل سوں کہہ بر قضا
لے طوطے کو مینا کو وہیں ہات میں | سو عورت کن آیا اوسی سات میں
گلے لا محبت سوں گذراں بات | وو دونوں پنکھیاں کوں سوں دیے اوسکے ہات
ہو مستعد گھر میں تے باہر ہوا | سو ہنگی ستی وہیں مسافر ہوا
سفر میں لگیا مرد کوں جو درنگ | سو عورت کتئیں گھر لگیا سخت تنگ
نہ گمتا دیکھت وقت حیراں ہوی | مسلّم اپس میں پریشاں ہوی
جو تھی گھر میں میماڑی سو جاوان چڑی | ہلوں کھول کھڑکی بنجھاتی کھڑی
سو ایسے منے یک چھبیلا جواں | پڑی اوسکو دیکھے تو دیوے پراں
بڑے دبدبے سات آتا دیکھی | سو اپنے طرف خوش بنجھاتا دیکھی
جو تھا مرد کا عشق من میں اول | جو دیکھی اوسے سو گیا وہ نکل
بنجھایا رخ اوسکا وہ چنچل جواں | ۲۰۰ سو ماریا وہیں عشق کا تیز بان

جو اوس باں کی گھاؤ کاری لگی — اثر تیج دونوں میں یاری لگی
بہتر تے سواں جیوڑا اوا ر تی — اُمنگ سات اُوں ٹونکتا بہار تی
یکایک نہ اس دہن کو بہار آئے جائے — نہ اوس جواں کوں ہیں کر جائے جائے
بہر حال اوس عشق پھاندے میں میل — چلیا اپنے مندھیر تازی کوں ٹھیل
بولا ایک بڈھی مکر زن کوں شتاب — دیا اوس ٹکے خوش کیا بے حساب
کہا کھول راز آپنا اوسکے دھیر — سو منت پہ منت کیا پھیر پھیر
جو وہ مکر زن اوس دہن کے گھر آئی — وہ مہتاب سا مکھ جو اسکا سجھائی
دیوانی ہو اوسکی وجاہت اوپر — بلی جائیکر اوسکے قامت اوپر
بلالے ہلوں ویں رہ بجھانے لگی — بچن مکر کے سو چلانے لگی
بچھڑ مرد سوں رہی سو او حال دیکھ ۲۱۰ — خوشامد سیتی کھائی چیفی ٹک ایک
بہر حال باتاں سوں اوس نرم کی — محبت منے جواں کے گرم کی
سو جوں موم اوسکے بگل دھیان میں — کہی اوس بڈی کوں ہلوں کان میں
کہ دن عاشقاں کا سو ہے پردہ در — رین ہوئے تو آونگی اوسکے گھر
غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب اول و کشتہ شدن شارک و نصیحت پیش آمدن طوطی

جگا جوت سورج اتم ذات کا — جو کر سیر سب دن سمٰوات کا
(اکرم دھات)

ڈوبیا جا کے مغرب کے ظلمات میں — لگے دینے جوں دیوے رات میں
(چمکنے — چراغ)

سو وہ بے بدل نار چندر بدن — ہکوں لاجتی آئی مینا کدھن
(شرم سے — کے پاس)

کہی یوں جو اے توں ہے شیریں زباں — نہیں کوئی تج باج محرم یہاں
(بغیر)

نھنی عقل میں یک گئی ہوں نجاں ۲۲۰ بہرحال کر منج توں خاطر نشاں
(نہ جان کر — رہنمائی)

لگیا دل مرا ایک نوے یار سوں — بھولے ہیں نین اوسکے دیدار سوں
(آنکھیں)

کہاں تے مہاڑی یو جا میں چڑی — جو آ منج اوپر ایسی بازی کھڑی
(کوٹھا)

ذریجا توں اس باب کا تج پہ کھول — مل اوس یار سوں کیوں گموں مجکوں بول

سنی وو جو مینا نہ سننے کی بات — براں یوں اٹھی بول کر اوسکے سات
(برا مان کر بول اٹھی)

کہ اے موہنی توں ہے ناری اصیل — سٹ اے نقش توں اپنے سینے تے چھیل
(عورت شریف — نکال)

نزا مرد ہوئے تیوں تجے کوئی نہوئے — کہ منج نار کوں نا سجے مرد دوئے
(دو)

کہ ہے پاک دامن تو ناریاں میں آج	بڑائی بڑی تج ہے ساریاں میں آج

دو شارو کے موں تے سنی جوں یو بیں	نصیحت پڑا اوسکی غضب میں عیں

سٹی بھوئیں پہ وہیں پنکھ اوسکے مڑوڑ	سو مینا دئے تھرتھرا جیو کوں چھوڑ

کہ واں تے براں آئی طوطی کے پاس ۲۳۰	مگر آوے اوسکے کدھیں تے وراس

سنالیا پریت کا جو تینا اوسے	کہی کھول سب حال اپنا اوسے

وو طوطا پچھان اوسکے من کا خیال	نہو گھا براعقل اپنا سنبھال

کہا گر اسے منع کرتا ہوں میں	تو مینا کے نمنیچ مرتا ہوں میں

بھلا ہے جواب قال سے پیش آؤں	اوسی کیچ وہیں خیال میں میل جاؤں

وفا ظاہرا اوسکو دکھلاؤں کیچھ	رکھوں شرم صاحب کی اس ٹھاؤں کچھ

تعقل کر اس دھات اوس نار سوں	ہوا بعد ازاں پیش گفتار سوں

کھیا یوں کہ اے شہیری نیک نام	توں عاقل ہو کے یوں غلط کی تمام

دو شارو نسوں گرچہ ہم جنس تھی	ولیکن کہاں عقل اوسکو یتی

جو انیڑا دے تجھ بیگ مقصود کوں	لیوے بانٹ تیرے زیاں سود کوں

کہ تھی سخت کو دن وو توں اسکے سات ۲۴۰	نہ کہنا انتھا آپنے دل کی بات

چھپا راکھ توں آج تے راز یو	مبادا سنے کوئی آواز یو

کہ مرکیوں کرونگا ترا کام میں　　نکر باطن اپنا پریشان ویں

کسی طرح

نہ کئی توں مجے چھوڑ کچھ بُد کچی　　کرن جائیگی تو نہو سے سچی

عقل خام　　نہ ہوسکے

براں ہوئیگا قضیہ تیرا بُرا　　ہوا تھا جو اوس ایک رادین کیرا

بعدازاں　　یعنی قصہ　　یعنی تیرا　　کا

کہتا ہوں سن وو قضیہ اے دمن تجے　　کہ خاطر منے یاد ہے وو مجے

کہتا　　یعنی قصہ　　عورت

حکایت سوداگرزادہ و زن بدکار و نگینہ ضایع کردن او طوطی را و نادم شدن

سینا تھا جو سوداگر یک بے نظیر　　انھا اوس کنے ایک طوطا گنبھیر

وفادار خوش فام شیریں کلام　　ہنر غیب کے تھا سچ میں تمام

کرے گھر کی سب دیدبانی وہی　　دیوے نیک و بد کی نشانی وہی

نگہبانی

جو یکدن وو سوداگرے نامدار　　چلیا کرنے سوداگری ایک ٹھار

لگے دیس لئی بیگ پایا نہ آن　　۲۵۰　　تھی جاں اوسکی عورت لگی تلملاں

دن بہت　　آنا　　جوان

جواں اوسکے باڑے میں تھا ایک خوب　　لگائی چھپیا عشق اوسے دیکھ خوب

محلہ

منگے جیو تو گھر بلا بھیج اُسوں　　کرے ذوق پھولاں سوں بھر سیج کوں

دو طوطا جو کچ ادن کرے سو نچھاے — ولے موں پہ عورت کے ہرگز نہ لائے

مُنڈی شہپراں میں دو گرداں کر — نجا تیج تیوں چُپ رہے جان کر

جو آیا دو سوداگر نیک نام — خبر گھر کی رانویں کوں پوچھیا تمام

کنے کا جکچ تھا کہیا اوسکے نسات — دلے نیں کیا فاش عورت کی بات

کتنیک دن کو دو راز جیوں بھار تھے — ہوا مرد پر ظاہر یک ٹھار تھے

دل اس تے وہیں توڑ لینے لگیا — ہلوں اسکوں آزار دینے لگیا

او نادان ناجان یوں دل میں لیائی — کہ رانو میں تجھے یو بلا مج پو آئی

کھیا ہے یہی راز سب کھول اوسے — ۲۶۰ کیا گھات مج پر یہی بول اوسے

جو پکڑی وہیں ڈیڈ رانویں اوپر — سو پنجرے میں تے کاڑ او پاڑ اوسکے پر

تجھے تل درے میل ضایا اوسے — ہوا اوس بڑا دکھ نہ پایا اوسے

جو پوچھیا اوسے مرد رانواں کہاں — دو میٹ بول گیانی فراواں کہاں

ہوا کیا دو کہہ کھول حالی منجے — کہ دستا ہے پنجرا سو خالی منجے

زباں مکر سوں یوں دو عورت پھرائی — بلی کھائی کر لیا کے دو پر دکھائی

دو پر دیک کھالا اک افسوس مرد — غصا دل میں ابلیا سو ناسوس مرد

قباحت سوں آزار دے بے شمار — وہیں گھر تے عورت کوں بھایا بہار

جو دو بھار کد گھر تے نکلی نہ تھی | گلی ہور بازار چیکلی نہ تھی
بھوکی ہور پیاسی ننگے پاؤں ساتھ | یکیلی نراد ھار نا کوئی سنگات
نکل شہر تے جو یکیٹ بھار آئی | ۲۰۰ اتھا ایک روضہ سوا سٹھار آئی
کہی یاں تونیں آدمی کا نشاں | بغیر از زمیں ہور بغیر آسماں
یو روضا سو ہے مٹ کسی خاص کا | کہ دستا ہے یو ٹھار اخلاص کا
بھلا ہے جو میں اس ولی خاص سوں | لگا دل کروں خدمت اخلاص سوں
کہ شاید مج اوپر مہربان ہوئے | عجب کیا جو یو مشکل آسان ہوئے
جھنک نیر انجو اس صفادار ٹھاؤں | رہی دکھ سوں گرداں لے ہات پاؤں
دو رانواں جو پنجرے میں تے بھار کاڑ | نکالی جو تھی اوسکے شہپر او پاڑ
نہ ضائع ہو کیں سب بلاپاں تھے بانچ | رہیا تھا وطن کر کے اول تے وانچ
دیکھا جوں اوسے جھاڑ اوپر ال تھے | او تر آئیا ویں ہری ڈال تھے
چھپیا جا کے روضے کیرا ئیک ٹھار | ہلوں آسرے تھے او ٹھیا یوں پکار
کہ اے موہنی یاں جو تو آئی ہے | ۲۸۰ جو اخلاص ہمنا سیتی لیائی ہے
تیرے سیس پر ہے سو سب کیس کاڑ | بھواں ہور پلکاں کے لے بال او پاڑ

ل۔ یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

مجاور ہویاں بیس چالیس دن — کسی باب دل کوں نہ کرے سنگین

ترا مرد تج سوں ملنہار ہے — تجے فتحیابی اسی ٹھار ہے

سنی یو جو آواز در حال او — سٹی کاڑ سب تن پو کے بال او

ہوا بے وضع روپ جاں کا نہاں — نہ پلکاں نہ سر کوں پٹیاں نا بھواں

رہی جھجھ سب تن سوں بھالو کے سار — نکل آئیا موں تنبا لو کے سار

بُری سخت دسنے لگی عیب تے — ہوی مسخرا گی بڑی غیب تے

اورانواں بزاں آسرے تے نکل — نچھا اوسکوں یاں واں اوپر ہور تل

ادک تیز کانٹے تے بی سخت بول — لگیا بولنے تائیں منقار کھول

کہ اے بے کٹر دمن اورانواں ہوں میں ۲۹۰ نکالی جو تھی بگینہ میرے تئیں

میرے حق یو توں کچ بی نیکی نہ کی — خدا کا ہوا کھیل کیسا دیکھی

دو کھانے منجے عار تجکوں نہ آئی — بوچھیا مرد تو کئی بلی اوسکوں کھائی

بدی وو بدی یاں جو تیری اتھی — ہوا وو چہ حاصل جو بیری اتھی

پکاریا سو تھا منج تجکوں یہاں — سکت نئیں تو مردے کوں ہے یو کہاں

رنجائی تو توں کیا ہوا منجکوں — اچھوں بی وفادار ہوں تج سوں

۱؎ ۔ یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

نمک لئی ہے تیرا مری ذات میں　　ادک (بہت) شرمندہ ہوں میں اسبات میں

یقین جاں میں ولی بندا ہوں قدیم　　کرہنار ہوں کام بھیر مستقیم

سکنت ہی جواب مردسوں تج ملاؤں　　تجے ہور اوسے ایک دل کر دکھاؤں

کیئے ہیں جو کٹنی لاکو چاڑے (چغلی کھاکر) یو کام　　کروں شرمندے اونکوں سرتے تمام

دے دھیرک (دلاسا) اوسے اس ضابے حساب ۔ ۳۰۰　　اڑیاواں تے درحال (اسی وقت) پرانواں شتاب (بالکل)

سو اُتریا قدیم آپنے گھر میں جا　　ولی نعمت اپنے کوں دیکھا نچھا

کیا ہے نہایت دعا اوسکے تئیں　　کہا یوں اے صاحب او رانواں ہوں میں

جو پنجرے میں تے کھینچ کر بھار کاڑ　　بلی کھائی بختی منجکوں پھاڑ پھاڑ

سنیا جوں ولی نعمت استے یو بات　　عجائب لگیا اسکے تئیں دھات دھات (طرح)

سو بولیا اچھوں تو قیامت ہے دور　　ہوا کیوں کیا (کہنا) پھیر تیرا ظہور

کہیا تت (ابھی) کے اے بھوگتی نامدار　　تیرا ناوں روشن اچھو (رہے) ٹھارے ٹھار

جو اپنی پیاری سندر نار (خوبصورت عورت) کوں　　غضب بے سبب کر سٹیا بھار توں

فلانے ولی کے سو روضے میں آ　　رہی ہے پکڑ گوشہ بھی کئیں نہ جا

مہربان ہو وو ولی اوس اوپر　　منج اپنی دعا سات پھر زندہ کر

دئے بھیج تج کن دیو کر گواہ ۔ ۳۱۰　　کہ ہے پاک تہمت تے او بے گناہ

اُٹھے ہیں دندے (دشمن) اس پو طوفان لے — وو سب جھوٹ ہے یاں تے توں جان لے

جدھاں لگ تیرے گھر منے ہیں اتھا — نہ دیکھیا کدھیں کوچ اسے خطا

چل اوس پاک دامن کیرے ٹھار توں — وفادار ہو مل وفادار سوں

لگی سچ اسے دل کوں اوس کی بات — اوسی تل (گھڑی) چلیا دیں تشابی سنگات

دیکھت اپنی عورت کوں لایا (لگایا) گلے — سو باہاں کیرا انس بھایا گلے (باہیں کا ہنسلی - طوق ڈالا)

کتے وضع سوں عذر خواہی کیا — لجا گھر اوسے پادشاہی دیا

اور انواں اوسے کام آیا ہے جیو لیا — تجے کام میں آنہارا ہوں یوں

گرا ے موہنی عشق سوں تج ہے کام — اندیشہ نہ کر کام کر لے تمام

تشابی بھلی تج نکو کر درنگ — ہوا اوس نور کے شمع کی توں پتنگ (پروانہ)

محبت لگانے جو ہنگتی ہے صاف — ۳۲۰ نکر یار کا وعدہ ہرگز خلاف

جوں اسی بات پر او چنچل (عشوہ گر) چھند بھری — جو رُخ یار کے گھر کوں جانے کری

یکایک صبا (صبح) کا اوجالا ہوا — اُسے او اوجالا سو جالا ہوا

پریشان ہو پھیر جیت (دل) غم سوں لائی — نکل دیس (دن) آیا سو جانے نہ پائی

غواصی اُتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رَین (رات) تھے تو ہے دیس (دن) روشن صحی (صحیح) — دلے کال (دشمن) سو عاشقاں کا یہی

حکایت زرگر و نجار بجائے بتخانہ رفتند و حرافت کردند

جو ستّار آسمان کا کھُن سال — سُنا سور کا مُس ہیں مغرب کے گھال

رُپا چاند کا کھود مشرق کی کھان — جو آنے لگیا سب جہاں جگ مگان

سوا و سرو قد نار سندر سو دھن — جڑت ابرمن سات سنگار تن

وہی دھک دھکاتے زرینے سیتی — چلی لانویں کن چلتے سینے سیتی

زباں کھول اُسوں بول اٹھی اس طریق — ۳۳۰ کہ اے میرے من کے موافق رفیق

نہ جانوں کہ کیوں ہے مِرے بھاگ آج — لگی ہے سینے کوں برہ آگ آج

جو عقل آج لگ تھی مرے ہات میں — کدھر گئی کی دستی نہیں ذات میں

اگر توں نہ کچھ مہربانی کرے — کرے کوں بھی او نشانی کرے

توں اسوقت اے صاحب عقل و رائے — نہ کام آئے تو مجکوں کیا کام آئے

رضا دے جو میں واں تلک جانوں آج — وصال اوس نوے یار کا پانوں آج

سنیا جیوں یو باتاں او رانواں گنی — اوٹھیا بول کریوں کہ اے موہنی

دیکھت بے وضا حال ایسا ترا ۔۔۔ بتا کچ منجے لاگتا ہے بُرا

جو کھول اس زبان سات کہیا نہ جائے ۔۔۔ اناں اُس تے بپلا زسہیا نہ جائے

تجے تانہ مقصود کوں اپڑا نوئی ۔۔۔ قرار امن آرام ہرگز نہ پانوئی

ولے میں کہے تیوں توں کرنا بھلا ۔۴۴۰ نہ کرنا گِلا چھت دھرنا بھلا

جو منگتی ہے جا نیچ توں یار لگ ۔۔۔ تو تن پیتے سب جڑت کے کاڑنگ

مبادا طمع بست پر کر او یار ۔۔۔ نکالے ننگی کر تجے بہائے بہار

نہ کئیں وول ہوئے تج ہیں ہور یا ریا ۔۔۔ ہوا جیوں بڑائی وستار ہیں

سنی جو لہا او سندر سلونی یو بول ۔۔۔ کہی کیوں اہے او سو کہہ منجکوں کھول

سو کہنے لگیا دیس کہ اے گلعذار ۔۔۔ سنیا ہوں عجب کس شہر میں ایک ٹھار

اتھے دو جنے ل کے جیوں بھائی بھائی ۔۔۔ یکس امیں سُنار یک تھا بڑائی

ہنر مند یک سینتی یک بے نظیر ۔۔۔ ولے گردش چرخ سوں تھے اسیر

نہ لیا بے نوائی کیرا تاب ویں ۔۔۔ مسافر ہو دونو چلے دور کئیں

سو یک شہر میلنے کئے جا مقام ۔۔۔ خبر جیوں وہاں کی لیے سب تمام

سو اس ٹھار تنخانہ ایسا دیکھے ۔۴۵۰ جو تھے پتلے سب امیں سنیچ کے

ہوس سات واں خرچ کے لاک دام ۔۔۔ کئے تھے جڑت ہرکیں کوں تمام

جمع کر لئے خاطر اپنا او دیک　　کلپنے لگے یوں کہے اکیں کوں ایک

ہنر کوں تو چنداں نہیں روچ یاں　　نہ ہمنا کوں کوئی دکھنا یو چ یاں

کسی کسب میں تو نہیں یاں نفا　　کدھاں لگ اچھیں سو ستے یو جفا

بھلا ہے جواب مکر سوں پیش آئیے　　سٹیں کسب یو بھیس اپنا پھرائے

لے جیب مال خوش مکر کا ہات میں　　کریں حال پیدا اپن ذات میں

لیویں ماہیت یاں کی سب فام کر　　نکل جائے فرصت سیتی یک کام کر

دئے گونداس وضع سوں دل منے　　دئے سٹ او اسباب یک پل منے

چلے دوئی بتخانہ میں پیس وہیں　　عبادت کیے در پئے ہوئے بیس وہیں

کتک دن کوں واں کے پوجاری تمام　　۳۶۰　　ہوئے معتقد مکر اون کا نہ فام

دکھت جفت اون کی عبادت کے دھات　　دئے واں کی کیلی کلف اونکے ہات

کشش میں اُن سات سینا نہ توڑ　　خجل ہو چلے وانتے بتخانہ چھوڑ

او جوں غل تے بتخانہ خالی جو پائے　　ہلوں شہر میں میں یک دیس آئے

کہے اس پوجاریاں کوں یوں مکر سات　　کہ سارے بتاں ٹیک ہو آج رات

ہمن خواب میں آ کو یوں بول اٹھے　　کہ سب لوگ یاں کے ہمن تے توٹے

جو دھرتے تھے ہمنا اوپر اعتقاد　　نہیں کوچ دستا او ٹریا ہے سواد

نہ رہسے ہمیں یاں نکل جائینگے ۔۔۔ یکٹ دور کئیں یاڑ بلکا ئینگے

سنے یو بچن جیوں پو جاری تمام ۔۔۔ ہو ہیبت زدے آہ مارے تمام

قرار اپنی بد اعتقادی پو کر ۔۔۔ پڑے آ اُنن دوئی کے پاؤں پر

جو پھر اُٹ کھڑے ہوئے ہے روبرو ۔۔۔ ۲۷۰ کہے یوں جو ہیں تم ہمارے گرو

عبادت ہمیں سب سٹے سو سیچ ۔۔۔ ہو کاہل انن تے توٹے سو بیچ

ہوا ہے ہمن تے بڑا یو گناہ ۔۔۔ تمن بن ہمن کوں نہیں کوئی پناہ

پھر اتبار واں لگ تمیں جاؤ آج ۔۔۔ منت کر گنہ سب کے بخشاؤ آج

نکل یاں تے نا جائے تیوں منگ لیو ۔۔۔ تماری عبادت کی سوگند دیو

ہو اس وضع عاجز و نادان سب ۔۔۔ پھر اُس ٹھار انوکوں دئے بھیج تب

سو فرصت اُنوکوں غنیمت ہوا ۔۔۔ گیا شک سو ہمت پو ہمت ہوا

نہیں دیک کوئی وُہیں آدھی رات کوں ۔۔۔ چڑیا دیک کر خوب پل ہات کوں

او سُنتے کے تیلے سو کاڑے تمام ۔۔۔ لجا دور کیں بھیں میں گاڑے تمام

جھنجر کھینچ ویں شہر میں ڈور آئے ۔۔۔ سینا کوٹ لے مکر سوں غل اوچائے

کہے[۱] آج تو سب بتاں نہاس گئے ۔۔۔ ۲۸۰ نجانے چھپے کاں کس آکاس گئے

---

۱ نسخہ (ب) میں یہ شعر نہیں ہے۔

نہیں کوئی معبود دوجا [دوسرا] یہاں — کہو اب کریں کس کا پوجا یہاں

اگر کوئی تمیں ست [ایمان] نہ بدلاؤ تے — تو ہرگز نکل یاں تے ناجاؤ تے

ستم تن پو کے کپڑے لوگاں میں پھاڑ — نپٹ [بہت] واں کے لوگاں کوں سب ڈگ میں پاڑ [ڈال]

چلے روتے بھیر بتخانے کوں — نہ سمجے نین [ویسا] کوئی اس بھانے کوں

رکھے ایسیں گردان یک سانترا [بمعنی مدت] — ہوا جوں ٹھنڈا گرم او جا ترا

رضا لے ملوں واں کے لوگاں کے ہات — چلے او نہاں کاڑ لے راتے رات

خلق واں کی احمق دیوانی تمام — دغا کوں ان کے سکے کئی نہ فام

خدا کوں جکوئی چھوڑ ست [ایمان] بت پو لیاے — سو کیوں او دغا اس دغا سوں نہ کھائے

جوں او دوئی اوباش واں تے نکل — غنی ہو اپن شہر کوں آئے چل

رکھ او مال یک ٹھار اپن جان سوں ۲۹۰ خرچنے لگے عقل اور گیان سوں

کتک دن کوں ایمان بدلا سنار — رکھیا جوں نظر طمع پر بے شمار

یکٹ [اکیلا] کاڑ او مال اس ٹھار تے — چھپا یا لجا ہور کئیں یار تے

نہ جا نیچ تیوں سادگی [کی طرح] سیار او — یڑائی سوں گمنے [مٹنے، پھرنے] لگا یار ہو

ضرورت کی اک حاجت انگے جو آئی — لے سنار کوں او بچارا یڑائی

چلیا وان تے کچھ کاڑ لیانے کے تئیں — نہ تھا واں سوا ایسے میں سنار ویں

مُنڈا سا پھرا با ند بولن لگیا　　زباں غیر باتاں سوں کھولن لگیا

گردن۔ دستارہ

کہ اے یار کم عقل توں یار ہو　　دغا خوش دیا یاں طمع دار ہو

یو جاگا تو تج ہور مج یاج کوئی　　سمجھتا نہ تھا دوسرا آج کوئی

پھرا دل خیانت کیا سو تہینچ　　چورا مال یاں کا لیا سو تہینچ

توہی

کتے دیس کھاگا منجے چھوڑ توں　　۴۰۰　میلا گا کہاں منج سا جوڑ توں

دَن　کھائیگا

نظر تو پڑی بیوفائی تری　　کہ سَر آج تے آشنائی تری

ملنا۔ بس ختم

سن اے پُرمَکڑی بات گم ہو پڑائی　　یکایک نہ ٹٹے اس سوں نا کر بڑائی

علیحدہ ہو

لیا دل میں کہہ یوں کہ ہیں تو یو کام　　کیا نیں ہوں ہے یو خدا کوچ فام

ملنا۔ دغا خوش دیا کر طمع دار منج

چورا اب یو کرتا ہے بد نام منج　　دغا دینے منگتا ہے یو خام منج

اگرچہ ہے ناحق پو یو نابکار　　خدا آپ سکتا ہے یاں حق بچار

سمجھ

سمج سات اس دھات سوں کھول مو　　کہا اوس دغا باز سُتار کوں

کہ اے یار توں جے کہے سو سچ　　سراسر خطا سو اَہے منج تیچ

ولیکن خدا کوں ڈر اس ٹھار توں　　کہ توں یار ہی کیا کہوں یار سوں

نہ لے سوں میں اس مال کوچ ناؤں　　نہ لے ناؤں میرا توں جا اپنے ٹھاؤں

دونگا

کہ تج ہور مج بن یو کس فام نئیں　　۴۱۰　منجے آج تے تج سوں کچ کام نئیں

او سنار جوں ترم پایا اوسے   ہوا خوش بھیپا کرلئی او مال اپے

پچھا بہت

ولے بھیر دغا کھائیگا سو نہ جاں   سٹیا آپنے دل تے دھوا و گماں

بزاں او بڑائی سو عاقل گنبھیر   کیا فکر گھر بیس خوش بے نظیر

بعد ازاں بڑا بیٹھکر

سو سنار کی شکل کے دھات سیوں   کیا راس پتلا اپن ہات سوں

تیار

بنایا سلا کپڑے و بسیچ اوسے   رکھیا ایک گوشے میں گھر بیچ اوسے

نبچے ریچھ کے کئن تے دو لائیا   اسے پتلے کن باندکر بھائیا

پاپلیا رکھا

سو بھر دیر میں اسکے چارا تمام   کھلانے بچیاں کوں لگیا صبح و شام

داہن

ہوئے سلگے پتلے سوں یوں او بچے   اوسکے مگر پیٹ تے نیب جے

مانوس پیدا ہوئے

جو جاگے پوتے ٹک او پتلا ہلائیں   تو اسکیچ ویں پیٹ لگ دوڑ جائیں

جگہ ذرا

سلگ خوب اسوں او بچے لائے دیک   ۴۲۰ کیا اپنے گھر میہمانی خوش ایک

اس سے

جتیاں عورتاں دوستداراں کی تھیاں   بلایا تو آیاں گھر اسکے و بتیاں

نہ رک دل میں کچھ ہور نگر کچھ برائی   او سنار ہور اسکی عورت بی آئی

جو تھے فرزنداں دو سو دو جوہراں   لیکر آئے سنگات آتے براں

وقت

ملے داٹے جوں گھر میں مہماندار   ویں ایسے منے او بڑائی عیار

بہت

چھپیا او سکے دو فرزنداں کوں کہیں   نبچے ریچھ کے بھار کاڑ یا وہیں

نکالا

دیا چھوڑ مہمانداراں میں جا — دیکھے جوں او سنار کاموں بنچا

نہ لا شک وہی پوتلا کر خیال — لگے پھیرنے خوش سو او سکے دنبال

وہیں او بڑائی سو اس وقت پر — فلانے کے بنگڑے ہوئے رینچہ کر

پکاریا گلا کاڑ کر شور سوں — ہوا غلبلا گھر منے زور سوں

ملے لوگ باڑے کے سب اوس گھڑی ۴۳۰ کدھیں نین سو ہوی سنہرا گی بڑی

ہوا خلق حیراں اس ٹھار کا — رہیا کام سو کچ ہو سنار کا

سو کچوا اپے گھر میں تے نکلیا بہار — لگے او بچے پیٹ بے اختیار

جو کوئی مار کر دور کرنے کوں جائیں — نہ چھوڑیں اُسے دوڑ اُس پاس آئیں

سو ہر کوئی اس نحس کا دیکھ ڈھانٹ — صحی ہے کی سمجے بڑائی کی بات

کہے سب جو گر اسمیں ادراک ہوئے — بھلا جو گناہاں تے سب پاک ہوئے

عجب نیں جو کر لطف پروردگار — کرے او سکے بنگڑیاں کوں اول کے سار

تماشے تے جوں کم ہوئے لوگ سب — او سنار سو کہہ لیا دل میں تب

جو میں اوس سوں نا ہوؤں تا بے وفا — تو نا دیکھتا خلق میں یو جفا

کپل مکر بیدا کیا او اندیش — عجب وضع سوں منج کیا سب تشویش

خطا منج کدھن تیچ آیا اول ۴۴۰ ہوا سب منے تو مرا سیس تل

بھلا اب جو او سکے پکڑ لیوں پانوں — دے او مال او سے فرزنداں اپنے پانوں

چلیا بعد ازاں وہیں گھر اوس یار کے — رکھیا سیس جا پاپ پر اوس یار کے

ادک عذر خواہی سوں تسلیم کر — دیا لیا کے او مال تقسیم کر

ملیا یار ہو دل سے ڈھونڈ کوں — لیا منگ اس دوئی فرزند کوں

گیا آپنے گھر کوں پایا قرار — ہوا یو قصا ٹھار ٹھار آشکار

طمع اس وضا کی ہے سن اے موہن — کسی کا نہ کوئی نیں دیکھیا ہے من

اگرچہ او دو یار تھے ملکر ایک — ہوے یار اغیار او مال دیک

اسی واسطا بولتا ہوں تجے — کہ ہے بولنا تج کوں واجب منجے

خوشی کا سمند کر لے سینا اتال — ترت کاڑ تن تے زر مینا اتال

تجے کام سو یار سوں ہے تمام — ۴۵۰ — نہ کی تجکوں بستاں سوں ہے کوچ کام

بڑی رات ہوئی مستعد بیگ ہو — جو منگنی ہے جانے بجد بیگ ہو

جب او سندری تن پو تے کاڑ بست — منگی جاؤنے عشق کے مد سوں مست

ہوا نور ویں صبح کا آشکار — سو رہی تجھ ایس میں نہ نکلی بہار

غواصی اتم رین کالی دراز — یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت زن لشکری مرد خود را گلدستہ دادن و بادشاہ امتحان نمودن

گگن بن (آسمان) تے جھڑ جوں گل آفتاب　　لیا آپس بھلیں (زمین) میں مغرب کی داب

کنول چاند کا (صاف) نرملا بے بدل　　چمن تے جو مغرب (مشرق) کے آیا نکل

شگفتا ہو تب جلبلی او نگار　　لٹکتی چلی چھب سوں رانوں کے ٹھار

مٹھے شکرا یسے ادھر (لب) کھول اُسوں　　لگی بولنے یوں (ادا) مٹھے بول اُسوں

کہ اے میرے پنکھی خوش آواز کے　　۴۶۰　　اے بلبل مرے گلشن راز کے

نہیں ٹھارتا من (دل) مرا آج کئیں　　مرے درد تے تج خبر ہے کی نئیں

توں اے وقت نیں جو کرے کچ ڈرنگ (دیر)　　رضا دے ترت منجکوں آئی ہوں تنگ

نہیں اُستے پیلا (زیادہ) کچ منج میں تاب　　کہ عشقوں تے او سکے ہوئی ہوں خراب

سن اس بات کوں او پنکھی بے بدل　　کھیا یوں جو اے مدکی (عشق) ماتی چنچل

سبب آپنا من (دل) توں لیتی ہے گال (گداز)　　ایس کی توکرتی ہے یوں پائمال

نہیں باج (بغیر) گنج اگرچہ کسے رنج　　ولے بیگ (کیوں) جا آج نس (رات) پاڑ گنج

مبادا سفر سے تیرا مرد آئے　　　تری ہوس (ہوس) رہ یوں تیرے من میں جائے

تواں شرمندگی ہوئیگی یار تے　　　ہوا ایک راجا جوں یک نار تے

کہی کیوں ہوا شرمندا او سو بول (بعدازاں)　　　سو بولن لگیا لے بچن (سخن) رول رول

سنیا ہوں جو تھا کوئی اک لشکری　　　۴۷۰　اسے ایک عورت تھی جوں شہپری

مکھ (منہ) اس نار کا چودواں چاند تھا　　　دل او لشکری اوس سوں لئی باندھا

اوک گن میں بے مثل ناری تھی او (بہت صفات)　　　وفادار ہور ست (بہت) میں (عصمت کامل) ساری تھی او

ولے او سپاہی زمانے پو جا　　　اچھے اوسکی رکھ دیک (حفاظت) میں جا بجا

دیوانا ہو گھر ہیں تے نکلے نہ بھار　　　گذرنے لگی مفلسی بے شمار

او عورت سندر گنونتی بے نظیر　　　کہی عقل سوں ایک دن مرد (سے) دھیر

اگر گھر تے جو توں نہ نکلے بہار　　　تو کہنا چلے کس وضا روزگار

نفانیں دیوانا توں ہونے منے　　　رک اس عشق کوں باندکونے منے

میلا چاکری توں نکل گھر تے بھار　　　کہ ہے چاکری مرد کیرا سنگار

سنیا یو بچن او ستے جوں لشکری　　　کہیا سچ کتی ہے توں اے گن بھری

ولے غیرت اکثر ہے مانع مجھے　　　۴۸۰　کروں کیوں کنارے الیس تے تجھے

یکیلی تجھے سٹ دے کس دھات جاؤں　　　کے جانے کوں آتے نہیں میرے پاؤں

بڑا عذر ہے منجکوں سو یہی — سن لے بات عورت اوسے یوں کہی
کہ یے تجکوں جو عذر حائل ہے پیش — سو باطل ہے او عذر دیک توں اندیش
جو کوئی نار ہے پاک دامن نچھل — ست (عصمت) اوسکا کدھیں کوں نہ جاوے نکل
جہاں لگ ہے بد فعل عورت چھنال — رہے نا جتنا کچھ رکھیں اوس سنبھال
سنیا ہے کے نیں ایک جوگی مدام — نہ عورت کوں اپنے پتیا (بھروسہ کر) صبح و شام
پھرے پیٹے (جنگل) سوں باندہنوا اس او — سو ویسے جوگنی تنسو جنیاں پاس او
کتی ہوں سن اسکا کتھا (قصہ) اے سجاں (ساجن) — کتے ہیں جو تھا اک ڈل آور جواں
ڈلے اوسکوں عورت کی غیرت نہ تھی — سو اسکیچ عورت اُتے اس پو تھی
منگی یک نس (رات) ازمانے انکار سوں — ۴۹۰ سو گل لاگ (گلے لگا کر) سُتی (سوئی) پل ہور یک نار (عورت) سوں
جو مرد آئیا بھار تے گھر منے — دیکھیا دوئی کوں ایک بستر منے
پرایا مرد کوئی ہے کر پچھان — ذرہ اوس گھڑی ڈل میں غیرت نہ آن
کھیا کون ہے اُٹ (اٹھ) مجے سونے دے — کہ آئی ہے نوبت میری ہونے دے
جوں آیا ہے توں تیونچ جا ڈُ نکو — بچھانے منے ڈرتے تک بھر نکو
سن اے بات او ہتن بڑیاں کھول ہوں — سو ویں اٹ گھڑیاں ہور کھیاں اے جو تو (لیا)
دلاور ہے نامی دلیراں میں آج — سچا شیر نر ہے توں شیراں میں آج

تجے رشک اس ٹھار پر آئے نا — نہیں رشک آیا سو کیا ہے کہنا

بزاں نا چھپیا دل میں او مرد ویں — لگیا بولنے یوں کہ یک دیس میں
(دن)

یکٹ ایک جنگل میں جاتا اتھا — دیکھیا ایک ہتی کوں جو آتا اتھا
(تنہا)

اتھا پیٹ پر او سکے جیو ڈھل ایک ۵۰۰ — مری عقل گم ہوی او جیو ڈھل دیک
(یعنی چنڈول) (یعنی عماری)

کیا ہیبت اسکا مرے من میں ٹھار — سو یک جھاڑ پر جا ہوا میں سوار
(دل) (مقام)

بغیر دھوپ وو اں چھانوں بی کئیں نہ تھی — سو آیا اوسی جھاڑ تل او ہتی

سوویں پیٹ اوپر تے او جیو ڈھل اتار — چلیا آپ چرنے بدل ہور ٹھار

سو یک نار جتنا سراؤں سبے — تھی جیو ڈھل کے میانے سو دیکھی منجے
(عورت) (یعنی چنڈول) (اندر)

نکل اس میں تے بھار آئی ہلوں — اپر تے تلے منج بلائی ہلوں

رصیا نیں مرا دل سو آیا اوتر — چلی ویں مجے لیکے جیو ڈھل بھیتر
(اندر)

کیا میں بھی سنجھو کہ اُسوں ذوق سوں — سینا کھول اوپر جیوں بڑی شوق سوں
(عیش)

ہلوں بعد ازاں مجکوں باتاں میں باڑ — اپن ڈب میں تے ڈوری ابریشم کی کاڑ
(ڈال) (کمر) (نکال)

لے ہاتاں میں ویں کس کو یک گانٹ بھائی — دو ڈوری بھیر اڈب میں اپنے چھپائی
(کھینچکر) (گرہ ڈالی) (کمر)

یہاں عقل میری جو گم ہو رہی ۵۱۰ — صریحاً مجے کھول تو یوں کہی

کہ اے جان جن کوئی مرا مرد ہی — سو کوٹیال جوگی جہاں گرد ہی

اِدک من میں غیرت سو عورت کی دھر   لے پھرتا ہے منج یوں ہتی ہو نیکر

جنگل باج بستی میں منج نا لجائے   مبادا منجے پر مرد کوئی بجھائے

اسی ہٹ سوں دی میں دغا او سکنے نیں   تو دیر گئی تو جنیاں پاس ہیں

سو ہر باریک گانٹھ ڈوری میں بھا   بدل باد کے ہیں رکھی ہوں چھپا

ملیا توں جو اس جھاڑ تل ناگہاں   او گانٹھاں سو پوریاں ہویاں نٹھیاں

سنیا جوں میں اوس نار تے بات یو   تدھاں تے سٹیا دل تے غیرت کوں دھو

میرے ہات ہیں نیں کہ یو کام فام   خدا پر کیا ہوں توکل تمام

کہہ ایسی حکایت بزاں او سندر   اپن مرد کوں نرم جوں موم کر

گندی ایک پھولاں کی گیند اپنے ہات   ۵۲۰   کدم کی اوسے اپنے ست کے سنگات

دئی مرد کے ہات میں ہور کہی   کہ لے توں جو ہے لال میرا صحی

مسوں کر لے دل آپنا ٹیک توں   مرا ست اِسی گیند میں دیک توں

گر اخلاص ہے تج سوں میرا تمام   جہاں جائیگا توں تو ہر صبح و شام

تیرے ہات میں ہر گھڑی دمبدم   اچھنہار ہے گیند تازا یو جم

جیں یو گیند کملا رہے تج کنے   گیا منج میں کاست تو لیا دل منے

سن لے بات تب او سپاہی ہوشنا   درست او سہیلی سوں باندا اعتقاد

لے سنگات او گیند تازی نچھل   خوشی سوں چلیا چاکری کے بدل

سو پر ملک میں جا کے یک شاہ پاس   لگیا چاکری کرنے راسیک راس

ولے جو بی او گیند اچھے اوس کنے   شگفتا ہو ہر لحظہ ہر پل منے

جیو آیا زمستان کیرا ہنگام   ۵۳۰   ہوا بار کم پھول بن کا تمام

کلیاں تج رہیاں ٹھنڈ تے بات میں   سو دیک شاہ او گیند اوسکے ہات میں

کہیا کاں تے یو پھول لیایا ہے توں   یو کس پھول بن میں تھے پایا ہے توں

دیا سو تجے یو کتا کون ہے   پھولا را یہاں آشنا کون ہے

کہ ہے سب چمن ٹھنڈ تے بیتاب یاں   ہیں اس وقت پر پھول کمیاب یاں

ہوا جوں بحد شاہ اس بات پر   ادب سوں اٹھیا بول اس دھات کر

کہ اے بادشاہ زمین و زماں   جو ہے جگ تیرے چھانوں تل شادماں

گندے پھول نرمل مرے ہات میں   جو تازے ہیں نت جیوں کلیاں پات میں

سو اس دھات کے کئیں نجسے نہ یاں   کسی پھول ڈالیاں پو اچھسے نہ یاں

کہ آتے براں گھر تے میری حلال   ست ازما دو اپنا کہہ میرے دنبال

اپن صدق کے باغ کے توڑ پھول   ۵۴۰   دئی منجکوں سو کیا میں قبول

اجھوں لگ تو کملائے نیں گئیں ہیں یو   ہے پوراست اس میں کہ یوں ہیں ہیں یو

نجانوں انگے کیوں ہیں رتی کے کام — پتیارا تو اسکا مجے ہے تمام

شہ اسکی زباں تے سن اس بات کوں — گیا دل میں اپنے کہ اس دھات سوں

کہ البتہ ہے اوسکی سحر گر — دغا دی ہے تحقیق اسے سحر کر

جہاں تے فریب اسکوں یوں دے چھپے — کرن غیر کا ماں بجا سے نپچھے

انے تو ائے ست ونتی نار کر — رھیا ہے پتیا ہم وفادار کر

دیکھوں آزما کر یو مایا بری — خبر لیوؤں کیا ہے سمایا بری

کر اس دھات شہ بنٹ اپن فام پر — مسلّم بجد ہو کر اس کام پر

دغا دینے اس پاک داماں کوں — دیا بھیج یک چلبلے جوان کوں

سو ہر حال سوں کھوج پا او جواں — ۵۵ گیا اوس سپاہی کی عورت کے نہاں

نہ کر راز بھی کئیں ہویدا وہاں — کیا ایک کُٹنی کوں پیدا وہاں

ہوا ہر سوں بھر گو دو اوسکا تمام — کھیا مجکوں ہے یاں فلانی سوں کام

لگیا ہے مرا دل اُسیُوں رات دن — منجے یاں نہیں کوئی ہے تو ج بن

اگر اس سوں یک رین میلا گی مجے — تو لئی کچھ اچھوں دیونگا میں تجے

نظر دھر او ناپاک ادک طمع پر — بہر حال جا دی خبر اوس کے گھر

سو او نار ستونت روشن ضمیر — اتم پاک دامن او عاقل گنبھیر

سن اونا موافق بچن خوب اندیش
کہی یوں کی آئی ہے بازی نویش

اگر چپ یہ رہتی ہوں نہ دے جواب میں
تو کم عقل دسنی ہوں اس باب میں

بھلا جو بلا لیا ذکر اوس کہوں
دعا دے اوسے میں سلامت رہوں

بچار اس وضا کو ٹنی کوں کہی
۵۶۰ گر اے بات توں بولتی ہے صحی

توں اوس جان کوں لیکر آرات کوں
ولیکن نہ کر فاش یو بات توں

بھروسے سوں دے اوس بڈی کوں رضا
کتی گھر مینے فکر ہور یک وضا

جو کھو گھر تھے خالی یک تھی سو بائی
منگا نرم بالو خوش اس میں بچھائی

کچے سوت سینی بونی یک پلنگ
پلنگ پوش تس پر سٹی تازا رنگ

امانت رکھی سیج اس کھو اوپر
نہ جانیچ تیوں گھر میں رہی بس کر

نماشام ہوی دیک وو آیا جواں
دعا اوس سہیلی کیرا نا پچھاں

گھر آیا سو تعظیم دینے چل آئی
سنواری سوا وصدر اوسکوں دکھائی

دوانجان جیوں اوس پلنگ پر نکوت
گیا میسنے کوں سو تٹ جا وو سوت

پڑیا کھو میں غفلت سیتی تل سیر پاؤں
ہوا کھو میں کھڑرے نکل ٹھاؤں ٹھاؤں

قیامت بگر اوسپو نازل ہوا
۵۷۰ نکل بھار آنے کوں مشکل ہوا

اوبھٹیا یوں دو کھو میں تھے کچ ایکا
ہلوں آئی نزدیک تب اونگار

کہی کون توں کاں تے آنا ہوا   بُرا تج سوں کیوں یو زمانا ہوا

تجے یو بلا کھینچ کر کاں تے لیائی   منج اوپرال کی ہوس کیوں تجکوں آئی

جکچ ہے سو کہہ کھول کر سب منجے   جو یاں تے سلامت کس کاڑوں تجے

ہوا لا علاج اُن سو کہو میں تے تب   جوں آیا اخفا نیوں کہیا کھول سب

سو خاطر میں لیا او حقیقت سکھی   اوسی کھو میں اسکوں سلامت رکھی

لگے دیس لئی دیک او شہ اوسے   دیا بھیج چونڈی دُوَن بھی کسے

سو اوبی کیا مکر آلئی وضا   ولے کھا دغا او ونچہ پایا سزا

جکوئی جو بدی جس پوچاوے اندیش   سو کیوں او بدی اسکے آوے نہ پیش

اچھے ستیں جے نار اپن ٹھار پر ۵۰۰ کہو کیا چلے مکر اوس نار پر

حیا شرم جسکا الٰہی رکھے   اوسے کون گمراہ کرنے سکے

ہوئے غیب دیک او دو تو جان ویں   لگی فکر ور زور اوس شاہ تئیں

سواری کے بھانے سوں ویں ناگہاں   چلیا اوس سپاہی کن آپی وہاں

سو جا او سکے باڑے میں اُترا یارَین   سو ویں بادشاہ ہے کہ سمجھی وو دہن

تب اوس کھو میں تے ہیگ دو نوکوں کاڑ   مُچھیاں مرد کے بات اُن کے اُوپاڑ

رہنا سر تے پگ لگ زنانی لباس   دی بھیج خدمت کوں اوس شاہ پاس

دیکھے شہ کوں وو دونو جوں نین بھر — پڑے لک خجالت سیتی جا پانوں پر
کہیا اپنا سب احوال رو ساک ساک — گواہی دیے اسکی عصمت پو پاک
سو پردے کے پیلاڑتے تب اوتار — کہی اس وضا لے شہ نامدار
میں او نار ہوں جو توں باور نہ کر ۵۹۰ — لہیا تھا منجے سحر گر سے گکر
میرا سحر تو اب ہوا تجکوں فام — ولیکن نہ تھا تجکوں واجب یو کام
ترے چھانوں تل خلق لٹی ہی کئی ییں — یو تقصیر تیرا سو بخشی ہوں میں
اگر میں تو یک آہ سوں مار دم — دو جا کوئی ہوتا تو کرتی بھسم
اپن ٹھار ہشیار اچھ آج تے — بری کس پو تہمت نہ رچ آج تے
کہ عالم کے حق پر ہے ماں باپ توں — سمجھتا ہے کیا کہوں آپ توں
نصیحت دے اس دھات جب دی رضا — سو وین شرمندا ہو چلیا بادشاہ
نہ کئیں اپنے عاشق تے اے گلعذار — خجل ناگہاں ہوگی اوس شہ کے سار
نہ کر کاہلی اُٹ شتابی سوں جا — مل اس یار سوں فتحیابی سوں جا
کیتی قصد جب او نکلنے کوں بہار — اٹھیا مرغ وین صبح کیرا پکار
نہ جا سک رہی وین پشیمان ہو ۶۰۰ — جلی من میں اس دن بنٹ بھان ہو
غواصی اتم رین کالی دراز — بقیں جاں ہے عیں عاشق نواز

رَین (رات) تے تو ہے دیس (دن) روشن صحی ولے کال (دشمن) سو عاشقاں کا یہی

روز چہارم حکایت رائی رایاں

(بیت)

سُرج روپ (نورانی) نتا جو یوسف کے سار (مانند) لیا چاہ مغرب میں ایس (اپنے آپ کو) اُتار

سو مشرق کی مچھلی کیرے (کے) کر پیٹ (شکم) تے جو یونس کے نمنے (مانند) چندر (چاند) رَین (رات) سیتے

نکل بھار آیا سو بھیر او چنچل زلیخا ہور انویں کنے آئی چل

کہی یوں کہ اے بے بدل ہم جلیس جو سب دن وجود آپنا غم سوں پیس

نہ کر ناغہ ہر رات آ تیرے پاس جو تصدیع دیتی ہوں میں بے قیاس

نہ میں سوؤں نا تجکوں دیوں نہ سوں (یعنی دیوں تجھے سکھ سو سوں) بجز توں جفا یو سکے سوس (برداشت) کوں

عجب کچ مروت ہے تج ذات میں تیری شرمندی ہوں میں اس بات میں

ولے فکر کر کچ مرے کام کا ۶۱۰ جو کل ہوئے تجکوں بی آرام کا

جو اے بات انواں سنیا اسکے لوں دیا جاب معقول اس دھات سوں

کہ اے دھن اتم ذات صاحب جمال رکھی ہے جو توں مجکوں جا واں سوں پال

سبب یو جو یک وقت پر کام آؤں نہ دلگیر کر وقت تیرا گماؤں

رہوں نیک خواہی میں صادق تری — کروں فکر ہر یک موافق تری

سونی ہے کہ تھیں ہند میں ایک ٹھانوں — اتھا راج کوئی رائی رایاں سوں نانوں

سو یک جان ہور یک بڈھی کے بدل — اپن زندگانی کیرے سر تھے تل

کیا ہے وو کس دھات اوتار کام — سو کہتا ہوں سن کھول تجکوں تمام

کتے ہیں جو تھا کوئی راجا گنبھیر — اتھی ایک بیٹی اوسے بے نظیر

پری تھی وو لک ٹھار محبوب تھی — پنم چاند ہور سور تے خوب تھی

سو یک جواں درویش ادک نامراد ۲۰ — نہ تھا فام اوسے کچ دنیا کا سواد

پکڑ گوشہ کہیں رہ نہ سک دہر میں — جوں آیا اسی راج کے شہر میں

دیکھا ناگہاں اس اُتم نار کوں — سو مجنوں ہوا بھول سنسار کوں

لگیا عشق کا جوش در زور زور — اٹھیا شہر میں سب اسیکا چ شور

سو جانے لگے لوگ چل اسکے دھیر — حقارت سوں بولن لگے اے فقیر

گدا ہو کے کیا خیال دھرتا ہے توں — ہلاک اپس کیا کام کرتا ہے توں

تجے دیک ہور شاہ زادی کوں دیک — ترے موں کو دیک کیقبادی کوں دیک

زمیں ہو گگن سوں نہ کر ریس توں — لہاڑی سوں کھجلا نکو [illegible] توں

ہتی سات گانڈے نکو کھانے جا — نکو سنگ توں سانپ سوں لیانے جا

نہ کر آپنے عشق اوپر اعتماد — کہ ہے ٹھار تے توں ادک نامراد

سدا پیر کوں بس یک چندھوتی تجے — ۶۳۰ یو دو بونٹ کی بس لنگوٹی تجے

مبادا سنے راج تیری خبر — تو ٹکڑے کرے توڑ تیری کمر

نکل شہر تے بیگ جا راتے رات — بنچالے اَپن سُن ہماری یو بات

اوسے لوگ تولئی وضا سوں ڈرائے — ولیکن وو شک دل منے کچ نہ لیائے

کہے ہر کسے یوں کہ اے گمرہاں — کسی کا کہیا کچ نہ چلسے یہاں

کہ جاں عشق کیرا اوخل سنجر نیک ہے — وہاں بادشاہ ہور گدا ایک ہے

منجے عشق دیتا ہے یوں آگہی — کہ ہے او دلارام میری سہی

کہ ہات آئے تو مجکوں وہی آؤنا — ہنیں تو یہ سیر اوس بدل جاؤنا

کہ اس دھات سوں بیٹ وپس او گدا — دیا راج کوں جا کر یوں ندا

کہ اے شاہ میں گرچہ ہوں نامراد — ولے عشق بازاں میں ہوں کیقباد

کچ استھار عارف ہوتوں داد کر — ۶۴۰ منجے تیری بیٹی کوں دے شاد کر

گدا ہوں کہ نا دیک اہانت سوں منج — پکڑ ہات اپنی عنایت سوں منج

کہ اوصاف جاگا تیرا دور دور — ہوئیگا ترا ناؤں جگ میں مشہور

سنیا جوں او راج اس گدا تے یو بات — ہوا آگ ایسیں ادک قہر سات

منگیا اسگھڑی جو سٹوں اسکوں مار — کرے پارچے دوسرا اسکا اُتار

سو ایسے میں وویں اٹھ کھڑا ہو وزیر — کہیا راج کوں یوں کہ اے شہ گنبھیر

اسے مار سٹنے تو کچ نیں ہے بار — ولے ہوئیگا ظاہر اے ٹھار ٹھار

دیوانا ہے او سُد (ہوش) نہیں کچ اوسے — نہیں تو کنے یوں ہے قدرت کسے

میں یک فکر سوں ہر سند اسکے تئیں — نہ رہے تیوں یہاں دفع کرتا ہوں میں

کنارے بلا بعد ازاں اوس وزیر — کہیا اے دیوانے کمینے فقیر

ایے توں کہاں شاہزادی کہاں ۶۵۰ دکھی تج گدا کوں یو شادی کہاں

کہ سجتا (زیب دیتا) نہیں کچ یو تدبیر تج — جرو سے (ہضم ہوسکے) نہ امرت (آبحیات) کی یو کھیر تج

سٹ اے خیال توں کچ پکڑ خوب گُن — نہیں تو کتا ہوں تج یک بات سُن

اگر چودا بانی سُنا (سونا) ایک بار — لیکر آئیگا سات ہتیاں کے بھار (بار۔ بوجھ)

تو عاشق ہو کر تجکوں میں پاؤنگا — ترے عقد میں تب اوسے لیاؤنگا

سن اس بات کوں وویں ہوا مبتلا — کہیا کاں تے (کہاں سے) مجھ پر پڑی یو بلا

چڑے ہات منج کس جنم میں یو مال — سراسر ہوا کام میرا تو گھال

یہاں کون ایسا ہے کر منج یو پیار — جو دیوے سُنا (سونا) سات ہتیاں کے بھار

یو مشکل نہ جانوں کیوں آسان ہوئے — خدا باج (کے بغیر) تو نہیں مہربان کوئی

مسلم ہوا اس فکر سوں بے قرار ستیا جیونے کا امید ئیک بار

سوا ایسے میں کوئی آ کہیا اوسکے دھیر ۶۶۰ نکو یوں توں دلگیر ہوا ہے فقیر

گرا ہے مال منگتا ہے یا پنے کوں توں تو جا رائی رایاں کنے ذوق سوں

کہ ہے ہونہار اس تھے تیرا یو کاج کہ بخشش منے ہے اوبے مثل آج

سن اے میں ان لاک اُمس پائیا سو ویں رائے رائیاں کنے دھائیا

کہیا جا قصا آپنا اسکے دھیر سوا او رائی رایاں سخی بے نظیر

خزنیا سنتے کا کھولا ئیک بار دیا بھر اسے سات ہتیاں کے بھار

لے او مال ان لاک خوشیاں سنگات پھر آیا اسی راج کن راتے رات

او فرمائے سو ہدیہ لیا یا ہوں کر شتابی ستی بول بھیجا خبر

سوا او شہ وزیر آپنے کوں بلا کہیا یوں کہ آیا ہے پھر او بلا

اپنا مال جو لیکر آیا ہے او مگر رای رایاں تے پایا ہے او

کرا انتیار توں فکر اس دھات کی ۶۷۰ نہ ہووے جو درویش کے ہات کی

سو پھر او وزیر اپنے من میں بچار بلا بھیج اوس ایک خلوت کے ٹھار

کہیا یوں جو توں تو کیا سچ یو کام ولے ہے ترا کام اجھوں نا تمام

کہ شہزادی اس حال کیں خوش نہ کر رکھی ہے نظر ہور مقصود پر

رکتی ہے جو جوڑا وہی ہے مرا | جو کوئی لیا وے سرائی رایاں کرا (کا)

سر اسکا نوں سکتا ہے لیانے اگر | تو اُن لوڑتی ہے تجے مرد کر

(سمجھتی۔ بوجھتی۔ شادی کرتی)

جو اس دھات سوں بول اٹھیا او وزیر | پشیمان سر تے ہوا او فقیر (بیکس)

سو اپنے نصیباں پو تقصیر دھر | چلیا رائی رایاں کنے پھیر کر

کھیا جا کے اے جگ کے رایاں کے رائے | کہوں کھول کیا تجکوں کھیا نہ جائے

کہ ہر سات ہر تل منج ایسے گدا (ساعت) | تیرے سیس اپرال اچھو جم فدا

مرے تئیں تیرے سیر پو آیا ہے بہار | ۲۸۰ کتنا لیو لگیا کیوں توں اپے بہار اوتار (کہنا، بار)

اس انکھیاں سوں بن سیر دیکھوں کیوں تجے | نہیں کھیلی جیب یاں بچ منجے (زبان)

بھلا جو کر اپناچ سر ہیں جدا | سٹوں تیرے پاواں پو جھے کر فدا

سمج رمز او سکا دو رائے گنبھیر | کھیا غم نکو سر بدل اے فقیر (بدلے لیے)

جفا سوں تیرے دلا رام کوں | دیو نہار ہوں سیر تیرے کام کوں (مہر)

ولے سیر میرا دیک اور راج اگر | کرے کام تیرا تو ہے خوب تر

جو راضی نہو پھر او بھانا کرے (بہانہ) | تیرا کام بھی کون دانا کرے

بری واں تو جیناچ لیجا منجے | کہ اُستھار دستا ہے بیجا منجے

منگے او مرا سر تو حاضر ہوں واں (بلکہ کروں) | اگر نیں تو لیکچ پو قادر ہوں واں (دھوکا، لینے پر، بلکہ کروں)

یقیں جان مقصود یہ ہے میرا — جو ہر وضع سوں کام ہووے تیرا

اودرویش اس بھانت سوں بعدازاں ۶۹۰ چلیا رائے کوں لیکو جیتا وہاں

دیک او راج تب تخت پوں تے اوتر — پڑیا رائی رایاں کے آ پاؤں پر

کہیا اے جواں مرد عالی مقام — کرن ایک درویش کیرا توں کام

لے سرہات میں یاں لک آیا اچھے — تو کیوں تج یو حق کا نہ سایا اچھے

سچا رائی رایاں تو ہے اے گنبھیر — ہوا شاد تج دیک میرا ضمیر

او بیٹی بڑی ذات صاحب جمال — کیا میں تو تسلیم تیری ایتال

جسے توں منگے دے اوسے ہات اوچا — کہ میں تج انگے نا سکوں بات اوچا

جو دونوں ہیں یوں ہم نہ باقی ہوی — سو درویش کی شادمانی ہوی

اسی دھات سوں اے سہیلی سندر — ہونہار ہے شاد توں غم نہ کر

سنی سربسر یو قصا توں تمام — بڈھے کا بی سن قصا اے نیک نام

کنے ہیں جو یک شیک انجم شناس ۷۰۰ جم اچھتا اچھے رائی رایاں کے پاس

جب او گھر منے تے نکل جائے بھار — قرار اس نہ تھا باج کھیلے قمار

پڑا اس کھیل کے شغل میں صبح و شام — گنوایا جو کچ تھا سو مال تمام

ملامت لگے کرنے لوگاں اوسے — سولاجوں تے او مکھ نہ دکھلا کسے

چلیا زن بچیاں کوں لے ہور ٹیک ٹھار ۔ جو کوئی کھیلتے تھے سو دیکھا قمار

نہ رہ سکا حماقت سوں لے پھر او شاند ۔ مل اُن سوں لگیا کھیلنے ہوڑ باند

سو ہاریا وہاں سے ٹکے لاک ویں ۔ لئے گھیر اسے سب او ناپاک ویں

کشاکش تھے طاقت نہ لیا ہو دُکھیا ۔ گرو زن بچے واں سب اپنے رکھیا

حیا چھوڑ بھی طمع سوں باند آس ۔ چلیا دوڑتا رائی رایاں کے پاس

لگی پیاس کی دھک سو رانی اوسے ۔ ملیا باٹ میں کیں نہ پانی ادسے

سو جا یک جنگل میں پڑیا باٹ چھوڑ ۔ ۱۷ ۔ دیکھیا تا اُمیں یک جیر بندی بجوڑ

منگیا نیر جو پیئوں اسمیں اتر ۔ سو ہے مثل محبوب یک اوس ہتر

جڑت تخت پر چڑکے بیٹھی اتھی ۔ تندور آگ کا گرم یک کی اتھی

انگار اس میں یوں دھک دھکاتی ہی لال ۔ جو شرمندہ ہوے اس انگے ہلال

چڑا ایک کڑھائی بڑی اس اوپر ۔ سو بھائی ہی ہو نہ بھر کے تیل اس بہتر

ادک گرم ہو سلسلاتا ہے تیل ۔ بڑھائیک بیٹھا ہے پلکاں نہ میل

نظر جوں برہمن کی اسپر پڑی ۔ سو او پیاس جا بھر بہی اوس جڑی

کیا جوں دعا ہات اوچا اوس اوپر ۔ سو دی ہات کے کاڑ دوست گر

چڑی جوں بڑے مول کی نست ہات ۔ بھگی لاک خوشی سات بہمن کی ذات

جو یک جوہری پاس جا دوڑا او — منگیا بیچنے ترت او بست سو
پکڑ جوہری اسکوں بولیا یو بست — ۷۲۰ کہاں تے میلی کیوں ہوی تج یو دست
مگر راج کے گھر سے خزینے کوں پھوڑ — چورایا ہے توں ست گر کا یو جوڑ
نہ کر جوہری یو خبر بھی کسے — چلیا رائ راياں کنے لے اوسے
دیکھا جوت جوں اس کڑیاں کا اوراٗی — عجب یوں رہیا جو کہیا کچ نہ جائے
بولا اس برہمن کوں اپنے نزیک — کہیا کن سنجی تج دیا ایسی بھیک
نہ جا جھوٹ پر سچ بیتوں بول توں — جو سمجوں او کن ہے سو کہہ کھول توں
او برہمن کہیا تب دکھو لنگا تجے — جو دیگا اول سُن ٹکے لک منجے
نہ رد کر سوال اوسکی خواہش ہے تو یچ — دیا اسگھڑی سُن ٹکے رائ وو یچ
رکھیا تھا گر وزن بیچ اپنے جہاں — رضا لے چلیا پھر برہمن سو واں
دے وو مال ساریاں کوں لیا یا چھوڑا — سو پھیر رائ کے سامنے آ کھڑا
کہیا قصا اس بائیں کا کھول سب — ۷۳۰ چلیا رائ اس بائیں کن آپ تب
وو برہمن کہے تو یچ اس وقت پر — وو محبوب بیٹھی ہے چڑ تخت پر
دیک اس نارکا رائ مکھ ماہتاب — اوسی تخت پر چڑ کے بیٹھا شتاب
لطافت ستی کھول میٹھی زباں — کہیا کون ہے تو کیوں اچھتی یہاں

رکھی ہی سبب تخت اس بائیں میں … گماتی ہی کیوں وقت اس بائیں میں

گرم یو کڑائی چڑائی سو کیا … بھر اوسکے بہتر تیل بھالی سو کیا

بڈھا مرد بیٹھیا سو ہی کون اے … سہج ہووے تیوں یو خبر منج دے

او محبوب تب مکھ صفا سات کھول … اٹھی رائی رایاں سوں اس دھات بول

کہ بیٹی ہوں جناں کے میں راج کی … سو صاحب ہوں لک تخت ہور تاج کی

بڈھا یو جو بیٹھیا ہے منج سامنے … مرا عشق دھرتا ہے لئی دل منے

مرے پیچ گال آپنا سب سر پر … ۲۴۰ اسی برس تے یاں ہی یو جانگیر

جوانی گنیا عشق سوں پائمال … ولے پائیا نئیں ہی اجنوں وصال

کہ میں آتشی ہور خاکی اِنے … ہے فرق آتشی ہور خاکی منے

لطیف آفرنیش میں ہیں اِن کثیف … ملے کیوں کثافت سیتی جا لطیف

مرے وصل کا تو اونے ذوق پائے … جو ایسیں لجا کر کڑائی میں بھائے

ولے شرط وو ہے جو تن سو کہیں … جلے تا نکل آکے سارا وہیں

کہ یو رسم جناں کیرا ہے مدام … بشر کوں سکت کاں جلے سر یو کام

نہ یو کام کچ اس سے ہوتا دیسے … نہ منج عشق تے ہات دھوتا دیسے

اسی واسطے سٹ دے اپنا دیار … چھپی اس بائیں میں رہی ہوں یوسف کے سار

سنیا جوں یو باتاں تمام اس تھے رائی — منگیا جو اس اپنا شجاعت دکھائے

جو آتے براں گھرنے آب حیات ۷۵۰ — لیکر آیا تھا چھپا اپنے سات

اسی آب سوں کر لے سب انگ تر — اتر گرم خوش اوس کڑائی بہتر

سلامت جیوں آیا نکل بھار وین — سو دوڑ آپڑی پانوں او نار وین

کہی مرد سو آج کوں تو نچ ہے — اب آرام منجکوں سو تج سوں نچ ہے

مرے من میں اب یوں ہی ہے اے شہر یار — جو توں جو کہے سو کروں اختیار

سن لے بات یوں رائی بولیا او سے — کہ میں باپ ہور توں سو بیٹی دسے

نزا مرد آخر سو ہے پیر اے — میں آیا ہوں کرنے کوں تدبیر اے

کر اس دھات کی بات اس دھن سنگات — چھنک اس بڈھے پر وو آب حیات

دیا ڈھیل اس تیل میانے سو پھیر — نکل آیا جواں ہو کر او پیر

کدورت اسی برس کا کر بھجن — ملا اب کیا دوئی کوں ایک تن

عجب کام اقرار اس ٹھانوں کر ۷۶۰ — رضا لے چلیا واں تے یک ناؤں کر

شہ ایسا کہاں ہے کھو جگ منے — جو ایکس بدل جا پڑے اگ منے

اسی شاہ کا ہوئے عالم میں نام — جو ایسے کرے نیک نامی کے کام

جہاں نے شہاں سار کر اے نگار — کیئے ہونگے خدمت اپس اختیار

کروں کیوں نہیں آج خدمت تری
کریں ہون بنداتوں سوں خاتوں مری

ہو مستعد اب توں کہ تھوڑی ہے رات
خوشی ہور کر ذوق جا یار سات

ادجانے کوں جاگے یو تے جوں کلی
صبح ہوی سو شرمندی ہو پھر چلی

غواصی اتم رین کالی دراز
یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

روز پنجم حکایت چار یار نجار۔ خیاط۔ زرگر و زاہد

جوں اپنا کیا دیس پار ا تمام
ہوا جمع یکٹھار اندھارا تمام

گیا سور مشرق تے مغرب کوں چل
ستاریاں سنی چاند آیا نکل

پھر او برہنی عشق کے خیال سوں
چلی راتوں کن مضطرب حال سوں

کہی یوں کہ اے درد ہو دو کھ کے یار
پڑے مج کلیجے کوں روزن ہزار

ہوا جھیج پنجرا مرا تن تمام
گلے برہ کے اگ تے جوبن تمام

بغیر توں تو محرم مرا کوئی نئیں
تری آس سوں جیو پکڑ رہی ہوں سیا

رضا دے جو گھر یار کے جاؤں آج
جو راحت فراغت سیس ٹک پاؤں آج

سن اے بات ہنس پڑا ورانواں اُسے | کھیایوں کہ اے نار منج یوں دسے

اگر عشق اچھتا ترے دل میں کوچ | تو کرتی گپت کام یوں کس نہ پوچ

کہ ہے سخت الڑ ہور ناداں توں | ہے جاتے ہیں اپنے پریشان توں

جو ہے ست اس کام میں توں اچھوں | ادک خام ہے فام میں توں اچھوں

نہ کئیں تج تے ہو یا روؤں ناامید ۷۸۰ | ہوئے ساتوں عاشق وو جوں ناامید

اگر تج اثر ہے مری بات کا | تو کہتا ہوں قصا اس سانت کا

کتے ہیں جو یک ٹھار تھے چار یار | یک اسمیں بڑائی یک اسمیں سنار

یکن درزی ایکن سوزاہد گنبھیر | اتھے چار ہیں چار فن بے نظیر

سو پردیس جا گشت کرنے لگے | جہاں دل منگے واں اترنے لگے

سو یکدن ہوا یوں جو او چار یار | پڑے ایسے جنگل میں جا ایک ٹھار

جو پھر نا سکے پاؤ واں ترس تے | او جڑ ہو پڑیا تھا وو کئی برس تے

جناور کی دستی نہ تھی ذات واں | کہ دہشت تے ہلنا نہ تھا پات واں

ڈوبیا سورویں واں اندھارا ہوا | یکایک رین آشکارا ہوا

نہ جا سک اُسی ٹھار پر اُو رہے | سو کر فکر آپس میں اپے یوں کہے

کہ یو ٹھار تو ہے ادک ہولناک ۷۹۰ | سو سونگے ہمیں یاں تو ہوئینگے ہلاک

بھلا ہے جو نوبت سوں بیٹھیں ہشیار | لیویں بانٹ چاروں جنے چار پار
کریں پاسبانی سو ایکس کی ایک | صبا ہو وےگی تو نزاں لیویں دیک
سو کر شرط یوں جاگنے کے بدل | اٹھیا آپ سب تے بڑائی اول
نہ نیند آئے تیوں فکر کر ذات میں | لیا کاڑ تیشہ اپن ہات میں
دکھانے بدل اپنی صنعت گیری | یکے مغز کی ڈال کاٹ یک ہری
کیا پراس پتلی سواس دھات تے | مگر آئی تھی اوڑ سماوات تے
اگر آذر اُس وقت پر ہووتا | تو دیک بت تراشی نے دل دھووتا
رہتا دل پو مانی کے بھی داغ یو | بھلا جو نہ تھا اس زمانے میں او
یکیٹ او بڑائی ہنر مند خاص | جو پارا کر اپنا ہوا جوں خلاص
اوٹھیا وہیں سنار سچ پیں دُسرے پار | گیا دیکھنے کوں جو انکھیاں پسار
سو او پوتلی خوش نظر تل پڑی | سُنا کاڑ ڈب میں تے ویں اس گھڑی
گھڑیا میں نازوک گہنیاں عجب | سو چھوڑیا اُسے ڈوب سنے میں سب
چڑیا حسن پر حسن سر تے اوسے | لیا نور گھیرا یکید ھر تے اوسے
جو تھی خوب اول تے ہوی خوب تر | ہوی جا وو محبوب محبوب تر
ہوا او اُلا کام تے جوں سُنار | اوٹھیا درزی پارا کرن تسرے پار

دیکھیا ناگہاں جوں او صورت اونے ۔ نہ تھی کسوت اسکوں سو ایسے منے
(لباس)

رنگیں کپڑے بنیچے میں تے کاڑ کر ۔ سو تقطیع سہج سوں سٹیا پھاڑ کر
(کتر بیونت یعنی کی بہج سوں پھاڑ کر)

کیا مستعد کسوت بے نظیر ۔ سنواریا نزاکت سوں اسکا سریر
(جسم)

سو کسوت میں اوتار دسنے لگی ۔ خوش عاروس کے سار دسنے لگی
(دلہن ۔ مانند)

ہوا جو کہ سارے او درزی سنوار ۔ ۸۱۰ سو زاہد اٹھیا آپ جو تھے پہار

وضو ساز بندگی میں مشغول ہو ۔ یکایک دیکھیا پتلی مقبول او

جو ریحہ اس اوپر وہیں دعا جو کیا ۔ وہیں جیو پروردگار اوس دیا
(جان)

سو مول آدمی کے نمن کھول کر ۔ اٹھی چلبلا ناگہاں بول کر
(عاشق ہو)

صبح ہوی سو چاروں ملے یک ٹھار ۔ ہوئے عاشق اوس روپ کے ہر چہار

لگیا آکو چاروں کو وا او کٹل ۔ سو دیسے منے او بڑائی ادل
(جھگڑا)

کہیا اے عزیزاں ہو خوش روزگار ۔ اگر دیکھنے ہیں تمیں حق بچار

سو یو صورت اول تراشا سو میں ۔ یو میری ہے دیسوں نہ میں کس کنے تیں
(دو نرگا)

سن یو بات سنار ہوں کر کے اال ۔ کہیا یوں کہ اول یو صورت تھے گہال
(منہ ۔ بتانا نہ ہو)

زر بنا بنا اس دیا روپ میں ۔ دیکھیا یا ہوں کر اسکوں اپروپ میں
(زیور ۔ خوبصورت)

چڑھی ہے مری لیست اول اسکے تن ۔ ۸۲۰ یو میری ہے دیکھو نکو اس کد ھن
(پوشیدہ ۔ اول ۔ کی طرف)

سُن یو بات درزی اوڈھیا کود پڑ لگیا بولنے یوں غصے سوں انکڑ

کہ بنیاد میں تھی اول یوں نگی شرم ڈھانپ کریں کیا اس چنگی

یو عار وس (دلہن) میری ہے چھپنے اسے اندازہ نہیں منج بغیر از کسے

تعجب میں ہوزاہد اس بات پر اوڈھیا بول تندی سوں اسدھات (خطاب) کر

اگر جیو تن میں نہ آتا اِسے تو اڑکے کوں ناکام آتی کِسے

نہیں گرچہ تینو کئے تین کام ولے جیو دلایا سو میں ہوں تمام

یو میری ہی یاراں تماری نہیں چلو جائیں حل منصفی کوں کہیں

کہیں جس وضا مل لگانے چہار (غیر لوگ) چلیں اس وضا زیا (زیادہ) ستے دم نہ مار

ہوا اس وصات راضی ہو سنگات لے (ملکر سنگات اسکو لے) نکل اس جنگل میں تھے لڑتے چلے

سو ناگاہ یک شاہ مارگ (شاہ راہ) منے ۸۳۰ ہوا جوان یک لشکری سامنے

سو چاروں نہ رک سک خیال آپنا کہے کھول اس ڈھیر حال آپنا

سو خاطر منے خوب لیا یا تمام دو عیار پایا (حقیقت) سو پایا تمام

دیکھیا تل اوپر خوب اس نار کوں دیوانا ہو گھیرا دہیں چار کوں

کھیا یو سہیلی تو میری دِسے لیکر آئے ہیں تم دغا سے اِسے

تماری ہوں ہیں اختیاری (جرأت) یو گم عجب کوئی اوباش ہو آج تم

مرا مال دے جیب سلامت سوں جاؤ — اگر نئیں تو کتوال کن جائیں آؤ
(بیٹا مری دے کو عورت)
ہور درہم آپس میں لپے پانچو تن — بدل بناؤ کے آئے کتوال کن
(انصاف)
او کتوال اول تے تھا عشق باز — دیک اس نار کا روپ ہور چھند ناز
مندا سا پہرا پانچو پر باندویں — سولے پڑ مڑی کا اٹھیا شاندویں
کھیا بھائی میری کی عورت یو نار ۸۴۰ — سو چوراں شیا پر جیواں اسکوں مار
لیگئے تھے اسے بست ہور بھاؤ سوں — بڑا فکر تھا آج لگ منجکوں
(زیور)
وو چوراں ستیں تم بھی خدا نا گہاں — لیکر آئیا کھینچ تمنا یہاں
نہ چھوڑوں تمن کوں بغیر کچ کرے — چلو قاضی کے پاس جاویں بڑے
ڈرا اس وضا خوب پانچو کے تئیں — جو قاضی کن آیا لے دنبال ویں
دغا باز سب تے وو قاضی اتھا — سدا ایسے کاماں سوں راضی اتھا
سو دیک اوس پری رخ کوں ہو اٹھ کھڑا — ہوا دعویدار آپ سب تے بڑا
کھیا یو تو باندی ہے جیو نی مری — وفادار گھر کی سلونی مری
لے طیلے کئی برس تھے گئی تھی نہاس — پھر آپی ہو آئی ہے کر گھر کی آس
(صندوق) (بھاگ)
میلی میری باندی تو ہر حال منج — دلے کاں ہے لیا دیو وو مال منج
جوں اسدھات کا شور اچایا تمام ۸۵۰ — میلے اس تماشے کوں سب خاص و عام

سو لیسے میں کوئی شخص عارف نول کہیا اے خصومت تو ہے بے بدل

کہ ہر کوئی جھگڑے تو عالم منے نبڑنا کہ جاتے ہیں قاضی کنے

اہیں مدعی جاں تے قاضی ہووے کہو کیوں نہ انصاف ماضی ہووے

کہ ساتو جنے ہیں غرض وندیو سو دھرتے ہیں اکیس سوں یک دیڈیو

سکت کاں ہے کس آدمی زاد کوں جو نپڑے انوں کے ترت داد کوں

فلانے جو صحرا میں ہے ایک جھاڑ جو عالم کے جھاڑاں منے سیس کاڑ

لگیا ہے بلندی سوں اسمان کوں کیا ہے پھل اپنے چیندر بھان کوں

عجب کچھ کرامت ہے آج اس منے ہے افضل ولی کا رواج اس منے

جو کوئی جس نیت سوں نزک اسکے جائے تو ویساچ آواز اس رو کھ تے پائے

گر اے سات ہل واں تلک جائینگے ۸۶۰ تو فارغ ہو اس جھنج تے آئینگے

سنے جوں دو اس جھاڑ کے ناؤں کوں چلے اس سکی کوں تے اس ٹھاؤں کوں

کھڑے رہے اسی جھاڑ کے پیڑ کن کہے حال جوں موں کر اسکے کدھن

سو قدرت تے یک بارگی جھاڑ دو لیا کھینچ اس دھن کوں دو پھاڑ ہو

برابر ہوا ویں پھر اول کے سار ہوا حق جو کچ تھا سو واں آشکار

وہیں جھاڑ کے ہنس پڑے پات سب پھرے واں تے دو جو رلے ہات سب

ہوا غیب او جو ہرے شب چراغ — سو جل بل اسی ہیں ہوئے داغ داغ

نہ کیں مرد تج نار کوں جوں اوچھاڑ — یکایک میانے تے تج لیوے کاڑ

رہے یار تج تے سو نرآس ہو — کہ جا آج تو بھی توں اُس پاس سو
(ناامید)

گنوالے نکو رات یو بات تے — کہ ہے شادمانی تج اس رات تے

ہوی مستعد جوں وو اس بات پر ۸۰ نکل آیا صبح وہیں گھات کر

انجو کا لوے دو نین سوں چلا — نہ جا سک پڑی گھر منے تل ملا
(آنسو — نہریں — آنکھ)

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن سہی — دِلے کال سو عاشقاں کا یہی
(رات — دن — دشمن)

حکایت ور ششم قصہ شہزادہ کند ذہن

سورج جو تھے آسماں کا دیدباں — گیا دیدبانی کوں مغرب میاں
(دربان)

نکل چاند جاسوس مشرق تے بھار — جو آیا سو پھیر غم زدی ہو و نار

دے دکھ سمد کوں جوش سینے منے — انجو ڈھالتی آئی راتوں سے کنے
(سمندر — آنسو)

کہی یوں کہ اے میرے خلوت کے دوست — میرا اس گل جا رہیا تن پو پوست
(گزشتہ)

سینا کونڈتا ہے مسلم ہمرا — قیامت لے آیا ہے یو غم ہمرا

نجانوں اُسے کس گھڑی میں نجھائی — اُسوں کس بُرے وقت پر جیو لائی

کہاں تے نظر اُس پو میری پڑی — ۸۸۰ یو کیسی بلا آ میرے سر کھڑی

کدھیں مُلک میں برہ جلی ہوئی نہیں — پنجتیچ کیں اندھلی ہوئی نہیں

یو دیدے جو دن دن سیدے ہوئے — سو دندے ہو کر مج پو سیدے ہوئے

جوں اس بھات سوں دک اُنڈلی بہار — کھیا تب اورانواں کہ اے گلعذار

جو کچ توں کہی سو صحی جھوٹ نئی — بلا عاشقاں پر سو انکھیاں تے ہوئے

اگر اس پو تیری نہ پڑتی تو آناٹ — تو جاتا نہ یو دل ترا بھاتک بھاٹ

خبردار ہو قید سوں لے سکی — اول تے توں انکھیاں کوں نیندیں رو کہ سکی

سمایا تو آ یوں کھڑیا ہے اپتال — تو ہر وضع سوں آپ اپس کوں سنبھال

اگر جائیگی یار کے ٹھار پر — نظر کیں پو نا کر بغیر یار پر

عزیز کوئی اچھے شاید اسکے نزک — اچھے حُسن میں خوب اس تھے اوک

نہ کہیں تیرے انکھیاں سوں و حُسن دیک — ۸۹۰ ترے سر پو لیاویں بلا ہور ایک

جوں یک شہ کی رانی لکایک شجان — دغا کیا انکھیاں تے گنوا لی پران

---

١ ـ یہ اور اسکے بعد کا شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہیں :-

وو جنبٹی نہ ہو مج طرف کان دھر — کتا ہوں سن اسکا قصا سر بسر

کتے ہیں جو تھا ہند میں راج نیک — سو نئیں نئیں کتے اس ہو فرزند ایک

سو اوتار کچ روپ لے آئیا — نمک حسن اپروپ لے دھائیا

تھنا تھا سو جوں ٹک بڑھیا چاؤ سوں — لجا بھائے مکتب میں لکٹ بھاؤ سوں

سو نکلیا اوک ذہن میں کند ہو — چھڑا الطبیعت سنے تند ہو

اول کا ملاں ہو کہ ہو نیک لے آئے — کر شاید کچ اس تے تو بی باٹ پائے

ذرا اس تے بھی باٹ آیا نہیں — نفا علم تے کوچ پایا نہیں

دیکھے بو پنچ از ما کے بارا برس — سو لے نئیں سکیا کس کنے خوب درس

دکھی ہو تکرا ایک دن شاہ ویں — بلا بھیجا سب حکیماں کے تئیں

کھیا حال فرزند کا کھول کر — انو میں یکن یوں اٹھیا بول کر

جو مرسے حوالے کریں پادشاہ — تو کرسی ہر کیوں اسے لیاؤں راہ

دلے خوب یو مج سوں ہوئے لگ سنگ — بلانا نہ اسکوں چھ مہینے تلگ

دل و جاں سوں شہ دیں قبول اسکی بات — دیا اپنے فرزند کوں اسکے ہات

سو لیجا حکیم اپنے گھر رات دن — پڑھانے لگیا کر مشقت کٹھن

جو ذہن اسکی تھی کند سو تیز ہوئی — حیا سوں طبیعت رنگ آمیز ہوئی

ہوا ہے بدل نحو ہور صرف میں — سو نکلیا حریف ہوکے ہر حرف میں

چھ مہینے کے جوں دیس آئے نزک — سو خوش ہو حکیم اپنے دل میں ادک

دیکھیا کھول جوں اسکے طالع سوں فال — سو نکلیا برا سو ہوا دیں نڈھال

ادک دکھ سوں انکھیاں منے لیا لے نیر ۹۱۰ — سنجھا دیکھیا شاہزادے کے دھیر

کھیایوں کہ میں تو مشقت ہزار — تیرے حق پو کر تج کیا فہم دار

کہ جے علم تھا منج منے تج دیا — کسی باب تقصیر تو نیں کیا

ولے کیا کروں آگیا غم منجے — ہے دن سات لگ جیو کا ڈر تجے

نہ کر کس سوں اس سات دن میں توں بات — کہ ہے اختیاری تو تیرتج ہات

اگر نیں تو ہے تج دغا یا درک — نکو ڈر توکل سوں دل شاد رک

نصیحت دے اس دھات سوں او حکیم — رہیا چوپ یں دل کوں کرلے دو نیم

ویں ایسے منے شاہ کیتا طلب — چلیا شاہزادا ہو حیران تب

کھڑا[۱] جوں ہوا شاہ مجلس میں جا — سو بولیا نہ کچ شاہ سوں چپ اوچا

رہیا چوپ یوں موں پنچ لے ڈنگ جوں — لیا بول تب شاہ آہنگ یوں

تصور کیا تھا جو فرزند یو ۹۲۰ — سکیا ہوئیگا کچ ادب پند تو

۱؎ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

اول تو بھی کرتا اتھا کوچ بات — گنواں بات آیا ہے گنگے کے دھات

میں اسکے بدل اب کروں کیا علاج — مگر دل میں دھرتا ہوں مجلس کی لاج

بری اس حرم بیچ کینا لجاؤں — صبوری سوں کی نالیسے آزماؤں

کہہ اس دھات دے مجلسیاں کوں رضا — چلیا اس حرم میں لے غمگیں وضا

خوش ایسے منے ایک رانی وہیں — شہنشاہ کا رخ پچھانی وہیں

کہی یوں کہ نھنواد تھا یو جدھاں — اتھی دائی میں اول اسکے ندھاں

کدورت سوں رکھیا ہی یو بات باج — نکر غم کیا نیں کہ یو بات آج

رضا شہ کی ہوئے تو گھر اسکوں لجاؤں — خلاصا جو کچ اس کیرا ہی سو پاؤں

دیا جوں رضا شہ سو گھر لے چلی — تجھل اسکے دیدار پر جا بلی

کہی یوں کہ اے شاہ زادے مرے ۹۳۰ — سٹوں وار جوبن چرن پر ترے

دیوانی ہوئی دن تے منتی تھی میں — ولے آج لگ بل ہوا منج ند کیں

نہے بخت مرے جو تج پائی آج — عجب بہانے سوں تجکوں گھر لیائی آج

ہوس ہی جو تج سات یک تل ملوں — منتی ہو ترے وصل مد سوں گلوں

یو تن فرش کر تج تلے ٹک بچھاؤں — لگا آنگ کوں آنگ سنتوس پاؤں

جوں ایسی کہی پاپ کی بات او — سو دربہم و وشہزادہ لک دھات ہو

غصا کھا اپس میں اپے بے شمار — نہ رہ گھر میں اسکے جو نکلیا بہار

اُڑے فاختے محض رانی کے وین (ہوش) — سو ڈر عدل کوں خسروانی کے تئیں

کینتی فکر سوں کر ایک اس گھڑی — سو جا دوڑ پانواں پوشہ کے پڑی

کہی یوں کہ اے شاہ کیا کوں تجے (کہوں) — کہ کہنے کوں آتا نہیں موں منجے

جو فرزند تیرے کوں ہیں گھر لیجا ۹۴۰ لگی پوچھنے حال سو منج سنجھا

کہتا ہی جو اے نار بہوت دس تے میں — ہوں مجنوں ترا اس میں کچ جھوٹ نئیں

نہ کر بات کس سوں زباں باند لے — رھیا تھا ترے تئیں یو شاند لے

لیکا ایک چڑی آج توں میرے ہات (واسطے) — ملے بن نہ چھوڑوں نہ اب منج سنگات

کہہ اس دھات آویں پڑیا منج اوپر — سو آئی چھوڑ الیکو میں شور کر

شرم نئیں تو کیا آج تھا او مری (عصمت) (کیا آیچ) — یو کس دھات کی کہہ کمائی تری

بگوں میں او سے ما کہ جا لیگا وو کیوں — سٹیا ماں پو بیٹیا ہو کر بات کیوں

میرا داد دے آئی ہوں تیرے پاس — اگر نئیں تو جیو دیونگی بہا کو پھانس (راستک رانی پھانسی)

سنیا جوں شہ ایسی قباحت کی بات — سو ہو آگ بیٹے او پر قہر سات

لیکا ایک حرم میں تے کاڑ اسکوں بہار — دیا بھیج کرنے سیاست (عدالت) کی ٹھار

غواصی اگر نار کھا تاک پر آئے ۹۵۰ تو سچ بات کوں جھوٹ کریں ہر آئے

(علے تاک برائی)
برائی - دشمنی

جو چھپٹے چا سچیاں کا سینا چور ہوئے — بُری ذات ہے یو اگر حور ہوئے
سچوں

تمثیل گفتن وزیر اوّل

جو شہ پاس تھے سات عارف وزیر — حکومت منے ہر یکن بے نظیر
اُنو میں تے ایکن ہو آنگے شتاب — کھیا یوں کہ اے خسرو کامیاب
یو روشن تجے ہے جو ہر ایک ٹھاؤں — اندلشا بغیر ترت رکھنا نہ پانوں
بغیر سوچے سمجھے جلد
کہ کم عقل ہے عورتاں ٹھار تھے — رنجیدہ نہ ہوان کی گفتار تے
مسلّم بُری کچھ انخوں کی ہے ذات — بغیر مکر سیدی کریں نا یو بات
اُنو کے مکر ہور نا جنس گُن — منجے یاد کچ ہے سو کہتا ہوں سُن
بُرے اطوار
کہ یک شہر کی شوخ عورت اتھی — جو کچ اس کیرے سٹ کتیں گت تھی
سمت کے
جو سوداگر بچہ یک اسکے ہمسایہ تھا — گپت عشق اس سوں لگا لیتا
کھران بیچ جوں تس بلاتی اچھے — ۹۶۰ یہاں بیچ اُس پاس جاتی اچھے
پوشیدہ طور پر
دو دو سوداگر بچہ نا فام ہوئے نیوں کے — گھر اپنے منگیا لیانے یکدن اوسے
معلوم
جو شاگرد اس پاس یک خوب تھا — نپٹ سہن کا خوب محبوب تھا
کم سن عمر

دیا بھیج اسے کاڑ لیانے بدل | گیا گھر میں او جوں بلانے بدل

نظر جیوں پڑیا اُس او چھورا اسیل | سینے لیائی وہیں بند چولی کے کھول

لیگئی سیج پر کھینچ ہوا اُسیو شاد | نُرت کر لیتی حاصل اپنا مراد

او چھورا اُدھر بار جوں لائیا | سو زنگریز کے تئیں غصا آئیا

ہوا ہات میں لے ہو باؤلا وہیں | گھر اسکے چلیا ہوا تاؤلا وہیں

جوں اسکے سنی پاؤں کا تنگ تنک | چھپا چھورے کوں ایک جاگے پو رک

جو زنگریز کے سامنے چل کو آئی | نہیں جانتی تیو نچ اسپیں دکھائی

کھیا او جو تجکوں بلانے کے تئیں | ۷۰ دیا اپنے شاگرد کوں بھیج میں

نہ توں آئی نا اُن خبر لائیا | چھٹیا وہیں غصا تجکوں سو آئیا

دئی جاب تب یوں اسے مکر سات | کہ کہنہ بھیجیا تھا نوں عورت کے ہات

او آکر بلایا منجے بھار تے | سو نکلی نہیں بھار اپن دار تے

گیا بھار کا بھار وہیں او نکل | توں آیا تو آئی سیر اکھیاں سوں چل

جوں اسیات میانے تیراں موراونے | سو آیا مرد کئیں تے ویسے منے

کمر وہیں سو زنگریز کی بیس گئی | رگے رگ میں اس کھلبلی بیس گئی

اُپر آپڑے یتوں لگیا آسماں | ہوا اد موا سخت اڑجا پراں

سو ایسے میں او نار زنگریز کوں — کہی یوں کہ نا ڈر کے ہو تیز توں
کہوا میان میں تے شتابی سوں کھینچ — اُنیاں جھاڑ تا پانوں بھانتے توں اینچ
اودھر جاب میں دیونگی ہر سند ۹۸۰ — بُری کچ بلا گرچہ ہے یو مرد
نہ ڈر و ہیچ کر نیٹ وو رنگریز — کہوا سر دے وِیں میان تے کھینچ تیز
اُنیاں جھاڑ لینا ڈگے ڈگ وہیں — گیا تک سو گھر لگ رہیا نئیں کہیں
دیک اسکا مرد یو تماشا عجب — ڈٹا کر جو پوچھیا تو او نار تب
کہی یوں کہ اے جیو کے جیوں مرے — بلی جاؤں میں قدا و پر تے ترے
کہوں کیا کہ لئی خیر تیرا ہوا — کہ بدمست تھا او کمہاری مُوا
لگیا ایک چھورے کیرے جوں دنبال — ہو ہیبت سوں اسکے وو چھورا نڈھال
کھیا گھر منے دوڑ کر آے ماں تئیں — چھپا کئیں اسیکوں تو منج گھر آئی
چھپائی او سے و ہیچ یک ٹھار میں — سو او خر میں بھی آ سنکا تیج ویں
لگیا پوچھنے منج وو چھورا کہاں — او آ تیج میں تو جو آیا یہاں
دیکھت چھرا انپرا سو طاقت نلیا ۹۹۰ — او نسر منڈ بلیں کر منڈی پھر چلیا
ولے فاحشے اُڑ مرے ٹھار تھے — گئے تھے کہ اتس پاس تردار تھے
بھلا جو لگیا توں نہ کچ اسکے مول — قرار اب ہوا ٹک مرے جیو کوں

ترے صدقے سوں بانچیا یو ٹھنا | نہیں تو وو کیا بات ہوتا کنا
جو اس بات پر مرد کوں مہر آئی | سو ویں لیائکے چھوڑے کون یانواں بھائی
شکے نا تیوں آنے کوں دو دُسرے بار | دلاسا دلا ذوق سوں بھائی بھار
دو مکار جوں مکر لے یوں اُٹھی | سو دی مرد کے تئیں دغا آپ چھُٹی
کریں عورتاں مکر سو یوں شہا | لگی بات او سچ تجھے کیوں شہا
سُن اس بات کوں شہ تحمل سنگات | رکھیا شاہزادے سو اس دیس رات
غواصی ہے عورت بڑی حیلہ گر | کہ ابلیس ویسے کوں اسکا ہے ڈر
جوں اسمان کوں ایسی عورت نجھائے | ۱۰۰۰ فرشتہ اُتر بھیں پو ہرگز نہ آئے

حکایت وزیر دوم

جلالت سینی سوُرج جوں سرے دیس | نکل آیا کھول کرناں کے کیس
لٹاں چھوڑدے پھر ہورانی گرم | منگی دا دشہ کن چلی سٹ شرم
سو فرزند تے شہ اعتراضی ہو بھی | دیا مار نے بھیج راضی ہو بھی
وہیں ایسے منے اگو دُسرا وزیر | کہیا یوں کہ اے خسرو بے نظیر

توں عارف اہے آج مرباب میں — اچھے خسرواں سب ترے داب میں
نہیں تجکوں واجب جو فی الفوریوں — پھر آوے عقب سات تو طوریوں
جنیاں ہور بڈھیاں میں یو حیلے سیتی — نہ جیتیا ہے کوئی اس قبیلے سیتی
کہ ہے عورتاں کا نپٹ کام خام — نہوئے بھیدانوں کا یکائیک فام
ادک پیروی میں انوں کی ہے گھات — کتا ہوں سُن اے بادشاہ ئیک بات
سنیا ہوں جو تھا کوئی ایک پہلواں ۔ ۱۰۱۰ — نظیر اس نہ تھا بیچ زمیں آسماں
سو دے زندگانی کوں عورت کے ہات — چلیا ملک پھرنے کے تئیں ذوق سات
نہ رہ سکی وو عورت اپس شرم چھوڑ — پڑی فسق کے کام میں گھر کوں چھوڑ
پریت خوب جاناں سوں لیانے لگی — لگیا چت سو راتاں کوں جانے لگی
ملک پھر کتک دن کوں او پہلواں — جو آیا لے دولت کے ہمرہ نشاں
یکایک خبر گھر کوں نا بھیج ویں — دے ڈیرا رہیا شہر کے بھار کئیں
کدھیں نئیں سو کر خیال پیرناری پر — بلا ایک بڈھی کوں ادک شاد کر
کھیا آج رین ئیک محبوب کوں — ہرے ناٹیں لیا ڈھنڈکر خوب تیں
جو میں حظ کروں رات ساری اُسوں — گیت بیشتر لاؤں یاری اسوں

---

۱ ۔ یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

بڈھی خوش ہو جوں ڈھنڈنے کوں جو دھائی — سونا جان اسکیچ عورت کن آئی

جو بے مثل اسکے نظر تل پڑی — ۱۰۲۰ ہلوں جا نزک اسکے بیس (بیٹھ) یک گھڑی

کہی بعد از اں اس چنچل نار کوں — کہ تا زاد نیا دار اس ٹھار کوں

کدھیں (کبھی) نئیں سو آیا ہی لئی (بہت) بال ساٹ — سو ڈیرا دے اتریا ہی اقبال ساٹ

نہ عورت اسے کوئی چھپڑ (تنہا) اچھانٹ (ہے) — تجے ہور اسے لے سکی گانٹھ (جوڑ) ہے

لجاؤنگی آوگی تو اس کے پاس — کہ حظ پائیگی اس سو توں بے قیاس

جوں اس دھات سوں او بڈھی بول اٹھی — اوسے عشق کی گدگلی وہیں چھٹی

سو سنگار ایس کر گھنگٹ ناز سات — چلی وہیں لٹکتی بڈھی کے سنگات

یکایک جو اوں اسکی مجلس میں جا — گھنگٹ کھول جوں دیکھتی ہے نچھا

تو ہے مرد اپنا ہوی وہیں ٹھنڈی — ولے مکر سوں کر تو یک نرمنڈی

لٹاں سیس (سر) کیاں لوچ لے شور او چائی (اٹھائی) — گریبان میں اسکے جا ہات بہائی (ڈالی)

ستم اس بچارے پو کی کوٹ کوٹ — ۱۰۳۰ تراش اس گھڑی کوچ کا کوچ جھوٹ

کہی یوں کہ لئی (بہت) دن تے نت گھال میں — دیکھوں باٹ (راہ) تیری جنم جال میں

ٹلک بھرنے کالے تو جیب کیچ اٹوں — سہیلیاں کوں لوں ڈھونڈیا ٹھانوں ٹھانو

تو ایسا ہو لوڑ باچ (بدچلن) کہہ کی منجے — بتیانوں کیوں (بھروسہ کروں) اے بکڑ اب (سنگدل) تجے

سفر تے پھریا نوں تو گھر آو نا — نہ کی ایسے کاماں کرن جاؤ نا

کیا توں مرے جیو کوں بارا باٹ — لگے کیوں نہ تجکوں مرا کل کلاٹ (آہ۔ کوسا)

بھلی غیب تے ہوی خبر یو منجے — اچھوں (اب) نئیں تو کاں دکھتی ہیں تجے

اُٹ (اٹھ) اے بیوفا اب توبی گھر کوں جائیں — ادکھیاں (ہم صحبت لوگ) ہیں یو سر خرو سلو جائیں

ست اس دھات بولی مکر کا اسپو مچ — چلی گھر کوں لے بول اوپر بول رچ

ہیں اس وضع کیاں عورتاں خسرا — نہ دھرتوں ان کے بچن کوں روا

سن اسبات کوں وو شہنشہ گنبھیر ۱۰۴۰ — ہوا مہرباں اپنے فرزند پو پھیر

غواصی جتی خوب عورت اچھے — رہے نا بغیر کوچ حیلے رچے

زباندار (لمبا۔ زبان اور) عورت تے ڈرنا بھلا — کہ ہے جے (جو) بلا بدسو ہے یو بلا

حکایت تمثیل گفتن وزیر سوم

جو مشرق کے ڈونگر (پہاڑ) پوتے تسرے دن — نکل آئیا سورجوں لال اگن (آگ)

اور رانی لے سر تے حماقت کی شناز — انچل سات حیلے سوں سر کھینچ باند

منگن (مانگنے) داد شہ ہے جہاں یاس دھائی — جو پھر شہ کوں غصے کے عالم میں لیائی

سو منکر ہو فرزند تے بے شمار　　رضا مار نے پھر دیا کر نہ عار

جو تیسرا وزیر یو خبر پا ئیا　　شہنشاہ کن دوڑ کر آئیا

کہا یوں کہ اے بادشاہ جہاں　　شتابی سوں تج کام نئیں ہے یہاں

شکر تے اگرچہ ہے عورت مٹھی　　دلے سربسر زہر کی ہے گٹھی

نیانا نہ اُس ذات کی بات کوں　۱۰۵۰　نہ دِنیا سُلگ ہرگز اس ذات کوں

کہ ہے یاد یک مکرانوں کا منجے　　کتا ہوں سن اے شاہ عالم تجے

سنیا تھا جو یک شیرنی گر جواں　　ادک سادہ دل ہور تھا مہرباں

سو بازار تے مول لیا نے شکر　　دیا اپنی عورت کوں جوں بھیجکر

چلی یک بقال کیرے دوکاں　　او بقال چنچل رُخ اسکا یہاں

مذاق اس سنی کر شکر باج دام　　دیا اُن سو چادر میں بندے تمام

حیا چھوڑ دے چلبلے خیال سوں　　چلی ہِل کو گوشے میں بقال سوں

جو شاگرد تھا اسکی دوکان پر　　لیا کاڑ چادر میں کی او شکر

دغا دینے کا مکر جوں یک گندیا　　سو چادر منے خاک اسکی بندیا

ہو انجان بیٹھیا پھر اول کے سار　　یکا یک اُن آئی سو بے اختیار

او گنٹھری بغل میں کھڑی ہو گئیں　۱۰۶۰　شتابی سوں اپنے چلی گھر کوں ویں

دیکھیا مرد جوں کھول ماٹی بغیر — نہ تھی اس میں شکر سو پوچھیا نڈر

وو فی الحال اٹھی بول یوں مکر سات — کہ کیا پوچھتا ہے ہنجے یوتوں بات

شکر لیا وُنے کوں جو گئی بھار میں — ہوی یک بلا میں گرفتار وِیں

چھوٹیا تھا منیا ایک متی کر کترا — پڑی جا کے لوگاں ہیں میں گر بڑا

تلیں چھیٹ پٹے بات میں تھے جو دام — دھنڈی گھائے ہیں یاوں تمام

یکا یک وو نکے ملے نئیں سوویں — اوچا واں کی ماٹ لیکر آئی ہیں

اچھوں دھڑ دھڑا تا ہے سینا مرا — یکائیک بھکل پکڑیا سینا مرا

مرا اعتقاد ایک تھا کر تسوں — بچایا خدا جیو دے منجکوں

وو مرد اے بچن سن کھیا یوں اُسے — وو نکے تج اوپر تے صدقا دیسے

شکر نئیں تو نئیں شکر جیو یا نچ پھیر ۱۰۷۰ — سلامت سوں آئی توں اپنے ہیند ھیر

وو چنچل کر اس دھات تقریر خاص — ہوی مرد کی دھاک ڈرتے خلاص

ہیں اس جنس کیاں لے شہنشہ الو — پتیاوں نہ ہرگز ہیں عارف جنو

کیا جوں اشرشتہ کوں اسکا کھیا — نہ لے ناتوں فرزند کا چپ رھیا

غواصی سکیاں پر نہ دھر اعتبار — کہ ہیں اندرائن کے پھل کے سار

مٹھیاں گرچہ دستیاں ہیں جوں شکر آج — ولے دل میں کچ نئیں ہے کڑوائی باج

حکایت تمثیل گفتن وزیر چہارم

(۰)

جو پھر دیس (دن) چوتھے جہاں تاب سور کیا جگ منے آپنا جوں ظہور

او رانی اُوسی مکر کے دھانوں سوں چلی شہ کنے پھر ننگے پانوں سوں

کہی تند (غصہ) ہو یوں کہ اے راجنا مرا داد کی دیوتا نئیں کنا

اگر توں ایسے ہو یوں انجان ہوئے ڈرے کیوں ترے عدل کوں خلق کوئی

کر انصاف اگر کچھ مرا تج ہے چاڑ (پرواہ) ۱۰۸۰ اگر نئیں تو لیتی ہوں میں جیب اوپاڑ (اکھاڑ)

پھر اس بات پر شہ ہوا خشمناک کیا امر بیٹے کوں کرنے ہلاک

سو ایسے میں چوتھا وزیر آتروت (جلد) دعا کر شہنشہ کے تئیں بھوت بھوت

کھیا یوں کہ اے شاہ عالی صفات نپٹ (بالکل) عورتاں کا ہے ناجنس ذات

بغیر مکر سوں ہنس انو آئے نا گیت گھات (دشمن) کرنے بچھیں (پس و پیش نہ کریں) جائے نا

کہ اکثر نہیں بات انو کی سچی سرا سر انو کی سو بُدھ (عقل) ہے کچی (خام)

سُن یک نار کی بات اے شہ تجے کتا ہوں کی واجب ہے کہنا مجے

سنیا تھا جو یک برہمن نابکار نہ لیا بھوک تے تاب ہو بیقرار

منگیا کھان عورت کن آگھر منے — پکائی نہ تھی بیگ سو ویں اُونے
غصا پیٹ کا پیٹ پر اسکی کاڑ — دکھایا سولی ہات تے اوسکے جھاڑ
انجو لیا لے انکھیاں میں بھرتی اُساس — چلی پانی لیانے کوں یک بائیں پاس ۱۰۹۰
سو اسٹھار یک جوان چنچل سگھڑ — کتاب ایک میٹھیا ہو ہت میں پکڑ
اوسے دیک کدورت کوں سب دور کر — نزک جا ہلوں ناز سوں گھور کر
کہی کوں توں کیا ہے تج ہات میں — ہے مشغول توں کس حکایات میں
تج اس بائیں پر کام کس سات ہے — کنا کیا نری راز کی بات ہے
جوں او جواں اسنتے سنیا یو بچن — چھپا اسکے دیدار سینتی نین
کھیا یوں کہ عاشق ہوں اپنے نار میں — تو آج آیا ہوں اسٹھار میں
جہاں لگ سکیاں ہیں چنچل تیز فام — لکھن ہار ہوں ان کے مکراں تمام
اسی فن سوں پھرتا ہوں دن رات میں — یہی دل میں دھرتا ہوں سب رات میں
اگر تج چنچل دھن تے کچ مکر پاؤں — غنیمت ستی لکھ لے خوشحال جاؤں
ہوا سات پر خوش وو دھن چلبلی — اٹھی بول اوسے ہوئے تیوں گدگلی ۱۱۰۰
کہ اے جواں اگر تج میں ہے یو ہوس — تو دیک آج یک مکر میرا سرس
ڈلے میں کہے تیوں توں کر کام ایک — میرا مرد کر ایسیں دکھلا تک ٹیک

گنگھٹ کراوڑا بھر کے چادر منجے / مرے گھر کوں چل ہاتے لیکر منجے

اگر مرد تجکوں جو پوچھے مرا / توں دے جواب ایسے میں ہوں ساڑو ترا

تیری میری عورت ہے بھاناں سگیاں / ازل تے یو آیاں ہے کہنا لگیاں

ہمن ہور تمن میں جدائی نہ تھی / ولے بن ملے آشنائی نہ تھی

ملے آج سو لئی غنیمت ہوا / صفا سوں مبدل کدورت ہوا

کہ اسدہات سوں و ائیلا ہو نکیک / ہزاں کیا تماشا ہے میرا سو دیک

کرا وجواں شک دوروں دھیٹ سوں / گھنگٹ کرا وسے وہیج لے بیٹ سوں

چلیا سانج کے وقت خوش اسکے گھر ۱۱۱۰ / سو آیا نکل مرد اسکا بھر

ادب سوں اگے ہو کیا اُن سلام / اوسکلائی تھی تیوچ بولیا تمام

سو سچ مان اوکوچ من میں نہ لیا / وہیں گھر منے دو کے تئیں لے چلیا

تفکر سوں تو یوں لیا دل میں آن / کدھیں نئیں سو آئی ہے عورت کی بھان

بڑی بار تے ان سو گھر میں نہیں / چھپی ہوئیگی ہمسایہ شاید کہیں

بری ترت جا اسکوں لیاؤں بلا / کروں دونوں بھاناں کے تئیں خوش ملا

کہ لے یوں چلیا جوں نکل بھار کوں / ادھر اُن بڑی گھر میں لے یار کوں

کیتی ذوق اُن پھر کو آتے تلک / میلی یار سوں دل اگھاتے تلک

عبث یاں وہاں اس مدل پھیراو — پڑیا گھر میں آچوپ دلگیر ہو

اندھاری آدھی رات باڑے منے — چلیا اُٹ کے جیون بچھواڑے منے

سو شک شک وو دھن فام کروں گھنگٹ ۱۱۲۰ — دھگڑ کوں کھیلا بچھانے میں سٹ

ہلوں کوٹھڑی میں تے نکلی بھار — اراخت کوں بیٹھی اُنید کی سار

سوان اپنی سا لیچ ہے یو گگر — ہتسی سوں پڑیا جا ہلوں اوس اوپر

رہی چوپ سے اس اندھارے میں ویں — کیا کام اپنا لڑا اسکے تئیں

گیا پھر وو بیگی سوں جل گھر میں بیس — ادھر آنگ اُن جھاڑلے خوب بیس

ہلوں اٹ دھگڑ کیچ نزدیک آئی — پڑیا دیکھتا تھا سو اسکوں اوچائی

کہی مکر میرا تو توں دیکھیا — ہسوں عیش مل رات ساری کیا

پھر اے مرد کوں کیوں ہراتی ہوں دیک — خجل کر کے کیوں بیسلاتی ہوں دیک

وِلے غل مرا سُن نہ رہ توں یہاں — نکل جانہ ہوئے فام تیوں ناگہاں

کہہ اس دھات او جواں کوں او سو دھن — جھنجھر کیچ اُٹ آئی ویں مرد کن

سوتا سو اوسے مار اوچا شور کر ۱۱۳۰ — کلا غلبلا سات ور زور کر

کہی یوں کہ اے نحس لا اعتبار — تری زندگانی پو لعنت ہزار

کدھیں نئیں سو میری سگی ماؤ جائی — گھر اپنا ہی کر جو ترے گھر کوں آئی

اوپر پڑ شرم اسکی گھایا سو کیوں — خلل اسکے جیو پر توں لیایا سو کیوں

ہوا کیوں توں ہاں بھان سوں اختیار — مگر گھانے کوں تج نہ تھا ہور ٹھار

ترے دل ہیں تھا جو نہ تھی گھر میں ہیں — چھپی تھی ترے ڈرتے میں پانچ کئیں

تیرے رات ساری کے چالے تمام — مرے من کوں کر راک جالے تمام

اچھوں میں تو جیتی ہوں کچ موئی تھی — تجے سٹ دیوانی تو کچ ہوئی نہ تھی

یو کیسا مجے داغ توں لیا ئیا — یو کیسا بلا منج یو لیا بھا ئیا

وو جو تنیں دونوں گھتر اوٹ کر — چلے روتے منج پر سینا کوٹ کر

نہ جانوں وو کیا گھات کرتے ہیں کی — ۱۱۴۰ یو فریاد کس سات کرتے ہیں کی

موئے جا کہیں ڈب مراس لاج تے — مرا مرد کہوا نکو آج تے

فضیحت کر اس جس رہی چوپ اُن — سو ہو گھا برا یوں اگن کا دوگن

کھیا پڑ کو پاداں یو عورت کے وہیں — کہ یو عیب میرا نہ کر فاش کئیں

کیا میں نہ جان لے کچی بد سچی — نہ دیکھیا کچ اندیشہ آگے تیچھے

منجے پیٹ میں رک لے اتبار توں — نکو کر منجے کئیں گرفتار توں

سُن یو غلبلا او جواں اُٹ شتاب — گیا سو بغل میں وہیں لے کتاب

بچالے الیس اُن چلیا دور کئیں — سو لکھنے تے مکراں کیا توبہ وہیں

ہیں ایسے سکیاں شاہ یو حیلہ گر　　ان کے بچن کوں توں باور نہ کر

شہ اس بات پر تے ہوا نرم ویں　　دیا پھیر جیوداں بیٹے کے تئیں

غواصی جو ناریاں کیرا مکر کوئی　۱۵۰　لکھے سنو کتاباں تو پورا نہ ہوئے

بھلا جو ہوتا ئب ان تے چھٹے　　قلم توڑ کر کاغذاں دھوسٹے

حکایت تمثیل گفتن وزیر پنجم

(۵)

جو دن پانچویں گرم ہو آفتاب　　نکل صبح کے وقت آیا شتاب

وہ کم عقل رانی لے فریاد بھی　　چلی شاہ کن مانگنے داد بھی

سو فرزند تے شاہ دل توڑ لے　　کیا حکم سو مارنے لے چلے

میلا لے وزیر ایسے میں پانچواں　　کھیا یوں کہ اے بادشاہ جہاں

زناں کا کھیا سن نہ ہو تیز توں　　نہ کر طبع کوں اپنے خوں ریز توں

کہ نئیں ترس اتو کوں ذرا حق کیرا　　بجا دین بچھے یوں کرن افترا

کتا ہوں سن اے شہ حکایت منج ایک　　کہ عارف ہے توں دھنڈا سمجھ دیک

سنیا تھا جو یک ٹھار تھا کوئی بقال　　سو تھی اوسکے بیٹے کی عورت چھنال

ولے نرم تھی پھول کا پان جیوں ۱۱۶۰ نین دو دی تھے لعل مرجان نیوں

جو ایک جو اس کی او نظر جوں پڑی سو عاشق ہوویں بھل گیا اسکھڑی

سمج خیال اس جواں کا او چنچل منگی اس سوں اس رات گمنے بدل

نین بان سوں کر اشارت اُسے چلی گھر میں نا فام ہوئے تیوں کسے

دو عاشق اول تے دھگڑباز تھا بجھنہار ویسے ادک راز تھا

سمج خوب اسکے اشارات کیوں چلیا اسکے گھر وین آدھی رات کوں

جو یکٹھار خلوت میں دونوں ملے سُوتے یک بچھانے مین جوں لگ گلے

جو ایسے میں سُسرا جو اُسنار کا اوٹھیا نیند اوپ گئی سو یکبار کا

جوں آیا انگن میں اوتر زہ پوتے دیکھا بہو کو پر مرد سوں مل سُتے

کرن شور توں کچ مناسب نہ دیک چلیا پاؤں کا کڑا کھینچن لے ایک

کہا یو نچ بیٹے کو و و دیکھلاؤں ۱۱۷۰ کھٹر اوٹ کو جا بہوکے پھسلیا تو ڑ اوں

ہو ایسے میں او دھن خبردار بیگ دی اس جواں کے تئیں رضا بھار بیگ

نہ ہوئے تیوں آواز پاؤں کا کئیں سُتی مرد کے گود میں جا کو ویں

پچھیں تے طوں مرد کوں کر نشان کہی یاں ہوا گرم ہے بے شمار

نہس نیند انکھیاں میں آتی یہاں چل انگن منے جاکے سوویں وہاں

کہہ اس دھات جا ملکر اس یار سوں — سُنی تھی یُسنی وانچ لے مرد کوں

ہوا جوں یکا یک صبح کا جو پار — سُنتا سو مرد کوں ستم کر ہوشیار

کہی یوں کہ اے مرد کیا کئوں تجے — کہ ہوتیچ عجب لاگتا ہے منجے

ترا باپ آکر مرے پانؤں تے — گیا کاڑ لے پینجن یک پانؤں تے

تھی اس رات کیا نسبت آنے اوسے — مرے پانؤں پر ہات بھانے اوسے

جہاں تے ہو سسرا کچی بد کرے — ۱۱۸۰ — دو جیاں کا سو کیا باپ کہنا ہے

گل آدھی ہوی میں تو اس لاج تے — کہ دکھلاؤں کیوں موں اوسے آج تے

کیا کام بنجیا ہو کر خام کیوں — لیا ایسیں کر سب میں بد نام کیوں

دو اس بات پر تے پینجن لے کے باپ — گھرتے بیٹے کے پاس آیا چل آپ

قصا رات کا جوں منگیا بولنے — سو بیٹا نہ دے موں اُسے کھولنے

کہیا جانتے عورت سوں ہیں آپنے — سُتا ہونگا یک بچھانے منے

آدھی رات کوں آ کے بے واسطا — توں پینجن لیجانا سبب کیا اتھا

کہ میرا سگا ہو ٹیکر باپ توں — لیا یو گلے باند کیوں پاپ توں

تھکا ہور دھیا باپ اس بات تے — چھٹی اُن تو خوش مرد کے ہات تے

بڑی کچ بلا ہے نسہا یو سکیاں — دیسے مکر میں بے بہا یو سکیاں

انن کے بچن کوں نہ دے کان توں ۱۱۹۰ ہو فرزند پر ٹک یک مہربان توں
تحمل کراو شاہ اس بات تے غصے کوں سٹیا کا اڑکر ذات تے
غواصی یقیں جان عورت ہے سانپ پچھے بل تو نلدئے بلا عذر جانپ
نہ جا انگی ظاہر کی خوبی پو پھول کہ کانٹے تے ہے تیز گرچہ پھول

حکایت تمثیل گفتن وزیر ششم

چھٹے دیس سورج دبیہار ہوں پھر آیا نکل بیچ سنسار وؤں
دورانی سو پھیر روتی ڈھل ڈھل چلی شہ کنے داد منگنے بدل
سو ویں تنگ آشاہزادے تے شاہ رضا مارنے بھی دیا ہے گناہ
سو ایسے منے آچھٹا اک وزیر چرن پر شہنشاہ کے راک سیر
کہیا یوں کہ اے خسرو داد گر یو مثلا تو مشہور باور نہ کر
کہ عورت تے کوئی ہے فاتر نہیں سچ اکثر نہیں قول ان کا کہیں
عجب ہے مفتن یو مکر زناں ۱۲۰۰ زناں نئیں ہی یو عیں ہے رہ زناں
کہ جالے انوں کے ہیں کئی دھات دھات کتا ہوں سن اے بادشاہ ایک بات

سنیا ہوں جو عورت کسی شخص کی ہوئے فام تیوں کس کوں چوری چھپی

یکس پاس بارے میں جاتی اچھے بل اپنا دکھیت ذوق پاتی اچھے

جو یک دیس کس کی زبانی کہیں سنیا مرد اسکا سو شیوا دہیں

لے چونٹی کے بال اس لڑا مار مار پچھونڈے سٹیا باندکر ایک ٹھار

لگی جیو کوں بہا شور ہور شر منے ہوی رات سو جا سوتا گھر منے

سو لیسے منے یار اس نار کا طلبگار ہوا اس کے دیدار کا

بلا بھیجیا ایک کوٹنی کے ہات سو اوس کوٹنی کوں کہی آج رات

سمایا تو آیوں کھڑا یا ہے منجے اگر سانقا منج سوں کوچ ہی تجے

تو میرے بدل توں یہاں دو گھڑی ۱۲۱۰ پچھونڈے اپس باندلے ہو کھڑی

گھڑی کم رضا لے کے وہیں یار تے کرونگی خلاصی تج اس ٹھار تے

او ناداں اسی دھات راضی ہووے پچھونڈے بندھالے اپس اسکے تئیں

اسی سات گئی یار کن دوڑ او اودھر پھر کے آئے تلک چھوڑ دو

سُتا مرد اسکا جو تھا سو اوٹھیا ہوا سر تے پھیر آ غصا جو چھٹیا

چھوری ہات میں لے نہ لیا زرہ تاب سو جا ناک کاٹیا وہیں اسکی شتاب

شباہت اندھارے میں نا فام کر ہوا وا ٹلا اون تو خوش کام کر

کتک بار کوں یار کن تے او آ — جو کٹنی کوں جا دیکھتی ہے بچھا

نہیں ناک موں پر کھڑی ہے ہلاک — کیتی شکر اپن حال پر لاک لاک

انجو اسکے موں پر ٹپک انکھیاں نیں لائی — پچھونڈے ہلوں کھول افسوس کھائی

نہ آزار ہوئے تیوں سینا مار لے ۱۲۲۰ — کیتی گھر منے تے بیاک اس بھار لے

سو ہوا او بچاری ادک درد ناک — بلکتی چلی ہات میں لے کو ناک

اُدھر اُن اپس باندلے ٹھار ٹھار — کھڑی ہور ہی چوپ اول کے سیار

صبا کھتر آ دیکھتا ہے جو مرد — نہ کچ زخم موں پر نہ لہو ہے نہ درد

سلامت اول کیچ نمن ہے او ناک — ہے خوشبوی کے باس سوں پاک ساک

پڑیا اوسکے پانواں پو جا کر وہیں — کہیا آج سَت کی سو بی بی توہیں

بچھا نیا نہ تھا قدر تج نار کا — گنہ بخش میرا توں اتیار کا

کہہ اس دھات سوں لے چلیا گھر منے — جئے لگ اُسی کے رھیا ڈر منے

او ناپاک کٹنی ہو گھر جائیکر — جو دیکھی بچھا مرد کوں گھر بہتر

سو سوتا ہے لے ہات میں جے کتی — ہلائی ہلوں اس سو کچ سد نہ تھی

ستی کار میان اس کتی کا شتاب ۱۲۳۰ — سُنی بیٹ سوں لگ تھا اسیں تاب

جو کروٹ پھریا او کتی تھا سو ہات — سٹیا اسپو سو وہیں چلا مکر سات

کہی ناک تو گئی میرے موں لوتے ہوئے کی سنا بات میں لے کتے

نپٹ گھابرا کر کے اسبات میں سٹی ناک اسکے وہیں ہات میں

گنواں آپنے ڈھنگ سوں لے او ناک بلا مرد پر بھائی کر او ہلاک

ہے اس جنس کیاں سخت ناپاک انو بھلا ہے جو ہوئے ترت درخاک انو

نہیں ذرہ انصاف ان میں تنہا نہ جاتوں بچن پر انن کے تنہا

سنیا بات یو جوں او راجا گنبھیر ہوا مہرباں شاہزادے پہ پھیر

غواصی جفا کار عورت اگر کھڑی ہوئے آکر کے سیس پر

تو یک تل میں عالم کوں برہم کرے خداوند اس ذات کوں کم کرے

حکایت تمثیل گفتن وزیر ہفتم

جو دن ساتواں مشعلہ سور کا ۱۲۴۰ سٹیا جگ پو تاب آپنے نور کا

دورانی ادک من میں دھر اضطراب سو جا شاہ کن کھول کر موں نقاب

کہی یوں کہ یک سا ترے تے بھی میں جو آتی ہوں نت داد منگنے کے تئیں

نہ میرا توں دیتا دسے داد کچ نہ سنتا دسے میری فریاد کچ

بھلا ہے جواب زہر کھا جیو دیوں — سہیلیاں میں سب ٹیک کر ناؤں لیوں

جوں اس دھات وو شاہ کوں لیایی واز — کھیا مارو فرزند کوں راس باز

دیس ایسے منے ساتواں آ وزیر — کھیا یوں کہ اے شاہ روشن ضمیر

مرے تئیں غصا دل تے کر آج دور — بلا شاہزادے کوں اپنے حضور

حقیقت یو کیا ہے سو توں آج پوچ — کہ شاید کہے کھول او تجھ سوں کوچ

جکچ ہے سو حق ظاہرا ہوئے آپ — کہ ڈبے نہ تحقیق چھپے نہ پاپ

جو یو بات ادک خوش لگی شہ کے تئیں — بلا بھیجیا شاہزادے کوں وہیں ۱۲۵۰

نزک آکر او شاہ کوں دیکھیا — دعا شہ کوں مکھ کھول بیحد کیا

فصاحت سیتی بول اٹھیا بعد ازاں — کہ اے بادشاہ زمین و زماں

مرے حق یو کرسی لیئی کچ حکیم — ہنر علم سکھلا کیا منج فہیم

جو خوش ہو دیکھیا کھول طالع مرے — نکل سات دن مج پو آئے برے

سو بولیا کہ اس سات دن میانے توں — نہ کو بات کر ہے خلل تج کوں یوں

کیا میں نہ بات اس سبب سات دن — گنگا ہو بکر چپ رہیا رات دن

جو ایسے میں شہ کا ہوا منج طلب — کھڑیا قصہ آکچھ کا کچھ ہور عجب

مری ماں ہو رانی شہنشاہ کی — پھرا دل برا دشت جو منج پو کی

سینا جھاڑ سولے اوٹھی منج پو گھات — دئی شہ کوں تصدیع لئی مکر سات

ولے کچ اسی کا چلیا نیں یہاں ۱۲۶۰ — کہ حق تھا سو آیا نکل نا گہاں

ٹلے آج تے اوسنگیں دیس سات — ہوا ہیں سرافراز کرشہ سوں بات

جوں اس دھات فارغ ہوا بول کر — گلے لائے ویں شاہ دل کھول کر

وزیراں جتے اپنے تھے خاص و عام — کر اس دیس یکدھرتی حاضر تمام

سراسر بھرا مجلس آنند سوں — دیا ملک ہور راج فرزند کوں

کیا اوسکے استاد کوں پیشوا — اپیں بادشاہی تے فارغ ہوا

پلا زہر رانی کوں ماریا جیواں — ہوا سرخرو آپ دو نو جہاں

وورانواں سو بولیا حکایت تمام — کھیا اوس سہیلی کوں اے نیکنام

پریت کی اگن کی بڑی کچ ہے سیک — اگر توں ہے عارف تو اندیش دیک

مجازی اچھو یا حقیقی اچھو — کرے جیو کی پروا نہ ذرا ج او

کھیا میں تو سب کھول تج گیان سوں ۱۲۷۰ — توں جا یار کن اپنے ایمان سوں

پکڑ جیو اوسکا نظر ٹھار رک — ادیکھیاں تے اپیں توں ہشیار رک

درنگ کی توں کرتی روانا ہو مگ — ولے یار نہ لاو آنا ہو بیاگ

دو جانے بدل جوں سٹی پانون بھار — نکل آئیا صبح دشمن کے سار

پھری سرد ہو وئیں چلی گھر منے / اگن ہو پڑی جا کو بستر منے

غواصی اتم رین کالی دراز / یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی / ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہفتم

جو فرعون خورشید کا چھوڑ شرق / ہوا غرب نیل آب میں جا کو غرق

سو مہتاب موسیٰ نمن دور تے / جوں آیا نکل شرق کے طور تے

پھر او برہنی نار رانوں کن آئی / سو دلگیر اس تے اُسے سخت پائی

رگے رگ میں پھر بے قراری چھٹی / نپٹ چٹ پٹی سات یوں بول اوٹھی ۱۲۸۰

کہ اے میرے غمگین کے غم گسار / توں کس فکر تے آج ہے بے قرار

میں آئی جو توں فکر میری کرے / نکی مج دکھی فکر تیری کرے

سن اس بات کوں او پنکھی بھیا اُداس / کھیا یوں کہ اے موہنی حق شناس

توں محبوب ہے ذات و نتی گنبھیر / حسب ہور نسب میں نہیں تج نظیر

ولے یار تیرا ہے کس دھات کا / منجے فام نیں اسکی کچ ذات کا

اگر ذات وونتا ہے تج سار کا — تو یار اس کھیا جائے تج نار کا

اگر یوں نہیں جان صد حیف ہے — جیئے لگ تجے تا ابد حیف ہے

کہ اچھتا ہے جاں جنس سوں جنس مل — تو کھلتا ہے جوں پھول مل دل سوں دل

اسی بات کی یک موافق کی بات — کہتا ہوں سن لئے ہمنی پاک ذات

سنیا ہوں جو تھا ایک جنگلی شغال — ۱۲۹۰ پھرتھار تھا حرص کوں لے دنبال

جنگل سٹ طمع دار ور زور ہو — گھراں میں لگیا پیٹنے چور ہو

ولے رند ہور سخت مکار تھا — سنپٹر تا نہ تھا کس کوں عیار تھا

سو یک روز بر حکم عادت ہیں — بھکا ہو چلیا سیر کرنا کہیں

تما شام ہوی دیک ہشیار نیں — ہلوں نیل گر کے چلیا گھر ہیں پیں

بھریا نیل کے رنگ سوں ایک خم — جو دیکھیا ہلا ویں خوشی سات دم

سٹیا جا کے اس خم پو جوں ہات اول — سو گئے گنٹ تے ہات دونوں پھسل

پڑیا خم میں تل سیر او پر پانوں ہو — ڈوبیا نیل میں خوب اس ٹھانوں او

تمام انگ لکیر نگ کالا ہوا — صبا کا نزک جوں اوجالا ہوا

مشقت سیوں اوس خم تے نکلیا بھاگ — جنگل کے کدھن خوش کیا دیں گذار

جنگل کے اوسے دیک حیوان سب — ۱۳۰۰ رہے یک طرف تے ہو حیران سب

جتنے وحشیاں جو اتھے خاص و عام ۔۔۔ دیے باگ کی چھوڑ خدمت تمام
دلاں میں جو کی ہیبت اسکی اثر ۔۔۔ ہوئے سارے اسکے مطیع آئیکر
سیر اسکے چڑی دیک امرت کی بھاگ ۔۔۔ لگے ڈر تے ہم بور نیچے و باگ
ولیے سوں صفا باندمیدان ہیں ۔۔۔ لگے چلنے اسکیچ فرمان میں
پھگیا اس خوشی تے سودورا ہوا ۔۔۔ منم سات مغرور پورا ہوا
ولے آپنے حوصلے کوں پچھان ۔۔۔ نہ دیوے درندیاں کوں نزدیک آن

ملے اپنے ہم جنس سوں یار ہو ۔۔۔ کرے حکم ساریاں پو سردار ہو
اٹھے جسنگھڑی سب شغالاں پکار ۔۔۔ اپے بی اوٹھے اسگھڑی واں پکار
کتیک دن تیچھے جو بن جنگل ریچ باگ ۔۔۔ اٹھے خواب غفلت تے یکبار جاگ
جو واقف ہوئے اسکی آواز پر ۔۱۳۱۰ غضبناک ہو اسکے وین ناز پر
پھریا خیال یکدھر تے سب یکبار ۔۔۔ منگے پھاڑ اس ٹکڑے کرنے ہزار
سمج مرگ او اپنی نیلی شغال ۔۔۔ وہاں تے کیا نہاسنے کا خیال
نہ کس فام ہوئے تیوں اس ٹھار تے ۔۔۔ گیا تک سو باچیا اس آزار تے
سینا کر لے اس دھاک تے چور ویں ۔۔۔ رھیا ہور جنگل میں جا دور کئیں

۱۔ یہ اور اس کے بعد کا شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

جو اسکے تھے ہم جنس واں بے قیاس | سب یکبد ہر تے اسکے ملے آس پاس

دیکھت صورت حال اسکا عجیب | لگے پوچھنے تب سو وو کھول جیب

جکچ حال تھا آپنا سر بسر | کہیا دل میں کچ نا چھپا کھول کر

تب او دل میں سب لیائے حیف لگ | بچھا سو تے پگ لگ اوسے خوب دیک

کہے تج تو اے بھائی پروردگار | دیا تھا بڑی کچ بزرگی کا ٹھار

ولے قدر اسکا سکیا نا پچھان ۱۳۲۰ | تیری ابلہی کا دکھیا یاں نشان

زرا قصہ سن اے ہمن ہیں کے یار | ہے تحقیق اسکی حکایت کے سار

کتے ہیں جو کوئی شخص دانا اتھا | ولے کچ اسوں یوز مانا اتھا

سو سامان جا سب پریشان ہو | کہ دلگیر تھا او پشیمان ہو

سو کی مفلسی نیر لے ہیچ اوسے | بغیر ایک گدھڑا نہ تھا کچ اوسے

کہ دبلا ہوا وی اد ک باج گھاس | نکل پیٹ کا بھار آیا تھا بانس

مہربان ہوا اسکے حق پر او مرد | لیا کھینچ آپس پو اسکا او درد

سو پیدا کر ایک باگ کا چمڑا | سلا سج سوں خوب اسکے اوپر چڑا

اٹھیا بعد ازاں بول اس دھات سوں | ارے خر سنیگا مری بات توں

جو منگتا ہے توں پیٹ بھرنے کے تئیں | تو جا رات کے وقت چرنے کے تئیں

اگر باغ میں ہوئے تیرا گذر ۱۳۳۰ توموں کھول فریاد ہرگز نہ کر

جو رکھوال واں تج دیکھن آئینگے تج اس شکل سوں باگ کر پائینگے

ترے ڈرتے نزدیک آسے نہ کوئی توں چرتے وقت تج پھرا سے نہ کوئی

چھپا دل میں رکھ یو نصیحت مری نہ اظہار کر کئیں حماقت تری

سراسر اسے پند دے اس وضا جو چرنے کوں جا کر او دیتا رضا

سو راتاں کوں وو ونچ جاتا اچھے ہریا خوب چارا چراتا اچھے

کتک دیس کوں جب او موٹا ہوا ہری گھانس سوں چرب پوٹھا ہوا

پڑے چیندنی کی رات جسکی نظر تصور کریں باگ بیچلا ہے گر

قضا و قدر یوں ہوا ایک رات چلیا چرنے کوں باغ میں ذوق سات

جو ہور ایک گدڑا ہم اُستے اول اسی ٹھار آیا تھا چرنے بدل

بھرپا پیٹ سو دُم ہلا شاد ہو ۱۳۴۰ کیا ناگہانی جو فریاد او

او خرے خری جوں کیا آشکار بسر او نصیحت اٹھیا دیں پکار

پڑیا بھار جوں آپنے راز تے بلا آئی اسپر اوس آواز تے

پڑیا جوں او آواز مالی کے کان صحی اسکوں گدڑا اچ ہیکر پچھان

پکڑ اس کتک سات رنجور کر بچارے کی پھسلیاں سٹیا چور کر

طبیعت جو اصلی بد اسکی پھرائی | نصیحت اسے کام واں کچ نہ آئی
کہ او شخص گدڑے کوں کرے قیاس | جتیا باگ کا لیا پناویں لباس
نہوے باگ وو یو بچن سانچ ہے | سو گدڑا سو آخر کوں گدڑاچ ہے
جو گئی رات باتاں میں تج آج کی | اٹھ اے شہپری شرم ہور لاج کی
ترت آج جا یار ہو یار سوں | کر انکھیاں کوں سیر اسکے دیدار سوں
دیک اس امتحاں کی نظر سات آج ۱۳۵۰ | سجے خوب اسکی سب دھات آج
کیتی قصد جانے کوں جوں اونگار | سو دن جو ہر اپنا کیا آشکار
نکل گھر تے اسوقت جانے نہ پائی | گیا جیو کب بل سو نجھانے نہ پائی
اُبل آے سو عشق کوں داب ویں | پلنگ تے پڑی جاکے بے تاب ویں
غواصی اتم رین کالی دراز | یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی | ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب ہشتم

مگر سور کا جیوں گگن تے اوتر | گیا ہیں مغرب کی دریا بھتر

سو مشرق کے چشمے کے میانے تے بھار   نکل آیا چاند مچھلی کے سار

پھر اونار جیوں پیٹ بن نیر کی   ہدف بے قراری کی ہو تیر کی

طلب سوں جو رخصت کی راویں کن آئی   انجو برہ کے داٹ انکھیاں ہیں لیائی

کہی یوں کہ اے مصلحت کے عزیز ۱۳۶۰   مری زندگانی تو کچ ہوئی نہ چیز

کہ تنگ آئی ہیں یار کے برہ تھے   بچالے منجے آج اس گرہ تھے

توں گرچہ مٹھی پر ہے در اصل ذات   ولے عقل میں توں ہے عالی صفات

تج اپرال مرا جو ہے اعتماد   بھلا جو کرے منج دکھی کوں توں شاد

جوں لے بات انواں سنیا کان دھر   دیا جاب اُسے اس وضع گیان دھر

کہ اے نار تیرا ہوں میں گرچہ دوست   ولے مغز سوں توں ہے ہور میں سو پوست

توں اپنی فراست کی دیکھ کھول انکھی   کہ ہے آدمی توں سو میں ہوں پنکھی

ہوا تج سوں محرم تو میں کیا ہوا   کہ تیری لیکھے روز میں ہوں نوا

چھپانا بھلا راز توں غیر تے   نہ دیکھیا وفا کوئی اس دیر تے

توں عاشق تو ظاہر کھانی ہے سچ   منج انگے توں آنلملاتی ہے سچ

ولے عشق تیرا دسے منج دروغ ۱۳۷۰   نہیں راستی کا کچ اس میں فروغ

مبادا ترا عشق اے گلعذار   اچھے آج اس ایک رائی کے سار

اگر جیو منگتا ہے سننے ترا — تو سن قصہ کہتا ہوں میں اوس کیرا

سنیا ہوں جو تبریز میں ایک ٹھار — اتھا ایک تاجر بڑا مال دار

سو یک جو تھی ہور ایک بیٹی اُسے — نھنی تھی کہ بھیا کر نہ دینا کسے

قضا یوں ہوا جو او تاجر گنبھیر — گیا ایک دن گشت صحرا کے دھیر

سو ایک کھوپری آدمی زاد کی — یکایک اسکی نظر تل پڑی

لکھی تھی یوں اسکی پیشانی منے — کہ جس وقت پر جیوتا تھا اونے

کیا خون انسان کے چار بیس — موا ہے یو اچنو سو یکبار سیں

او ہشتا دنا ہو کے ہشتاد کے — کریگا یو خون آدمی زاد کے

لگیا بھوت تاجر کے دل کوں عجب — ۱۳۸۰ سو یوں بول اپس میں لیا آپ تب

کہ جیتے برااں کر دلیری یو مرد — کیا ہے عجب نئیں انی خون فرد

یو مُردا ہو لگتا ہے منجکوں محال — انتی خون بھی کیوں کریگا ایتال

بری کی نہ میں اس اچا کر لیجاؤں — چھپا کر بھی اسکوں رکھوں ایک ٹھانوں

کہہ اس دھات دو کھوپری خوب لونچ — پیشانی پو کے حرف سارے کھرونچ

پسا خوب باریک سُرمے نمن — سو کھنے منے گھال راکھیا جتن

ولے یوں نہ سمجھا جو تقدیر کوں — کیا جائے نا دفع تدبیر سوں

کتک دن گذر گئے تپچھے ویک بل ۔۔۔ گیا جیوں او تاجر تجارت بدل

جو بیٹی اتھی اسکی جیسی پری ۔۔۔ سو یکدن نظر اس چتے پر کری

وو دکھا نیچ کی بست ہے کر پچھان ۔۔۔ حقا کھول کر کھائی تھوڑا نہ جان

سو درحال قدرت تے مریم کے سار ۔۔۔ ۱۳۹۰ ہوی بن پُرُس پیٹ سوں اونگار

تاثر جو اس کھو پری کا کیا ۔۔۔ وو دکھا نیچ میں اس حمل رہ گیا

جو نو ماس پورے ہوئے وو نھنی ۔۔۔ سلامت سوں اونار بیٹا جنی

نھنی کی جو ماں اوس نھنے کوں دیکھی ۔۔۔ سو ناؤں اپن غیب اس نھنے کا رکھی

برس سات بعد از وو تاجر گنبھیر ۔۔۔ سفر تے جوں آیا پھر اپنے مندھیر

دیک اس خوب فرزند ادب دار کوں ۔۔۔ لگیا پوچھنے آپنے نار کوں

سو عورت کہی سر بسر قصہ کھول ۔۔۔ فکر زاد ہو باپ موں سوں نہ بول

سمج یوں لیا جو اسی کا چ عین ۔۔۔ ہے آثار کچ یو غلط نئیں ہی ہیں

نہیں کوچ حیلے کوں یاں بل اتبال ۔۔۔ نہو سے مقدر مبدل اتبال

کیا عقل ہیں آئے تیوں ہیں ولے ۔۔۔ خدائی سوں کیا زور کسکا چلے

کر اس دھات سوں دل کوں خاطر نشان ۔۔۔ ۱۴۰۰ رھیا چوپ گھٹ کر وو غمتا پران

عہ ا ۔ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے ۔

وو بالک جو دن دن کوں شناناہوا خردمند ہنرمند دانا ہوا

بڑا یعنی۔ خرد میں وحید زمانا۔

کتک دن کوں دریا پوتے جوہری لے نادر اتم جوہراں سمدوری

بچے سمندری

جو تبریز کے شہر میں آئیا جواہر امولک جو دکھلائیا

بیش بہا

وو تاجر کتک جوہراں قیمتی لیا مول کر جوں انو پاس تھی

وو نادر جواہر پرک این غیب کھیا یوں کہ ہے اس جواہر میں عیب

جھلک میں تو ظاہر ہے یو بے نظیر ولے کاچ تے مول میں ہے حقیر

کانچ

اتھے گرچہ واں لئے جواہر شناس ولے اس تمن کر سکنے نئیں قیاس

بہت طرح

تب او تاجراں ہو پشیمان سب رہے اسکے پارک پو حیران سب

پرکھ

فراست جوں اسکا ہوا آشکار سوا او جوہری ل کیے یوں بچار

کہ ہر حال کر دل کوں تاجر کے شاد ۔۱۴۱۰ اسے مول لینا دے پیکے زیاد

پیسے

سنیا جسکھڑی این غیب یو بچار کھیا یوں کہ اے تاجر حق گذار

اگر بیچیتا تو انو کوں مجے تو ہے ایسے میں فائدہ لئی تجے

بہت

وو تاجر سن اس نوردیدے کی بات اسی دھات بیچیا دیا انکے ہات

یعنی نور تیدے

جو او جوہری اپنے مقصود پائے لے دنبال اُسے آپنے شہر آئے

ساتھ

سو اس شہر کا راج بھوگی گنبھیر جہاں پروراں میں جو تھا بے نظیر

سو تھیاں عورتاں چالیس اس راج کوں ‏ ‏ نہ ویسیاں کہیں شہریاں آج کوں

انو میں جو رانی یکن خوب تھی ‏ ‏ سو اس راج کے دل کی محبوب تھی

مل اچھتی براں اس سوں و شہ حضور ‏ ‏ لیکر آئی جیتیاں سو مچھلیاں حضور

جو مچھلیاں کوں دیکھی وو دہن کھول آنکھ ‏ ‏ لیتی آپنا موں وہیں آنچل میں ڈھانک

عزت

سبب کھول جوں اسکوں پوچھیا وو راج ‏ ‏ ۱۴۲۰ کہی تب کہ اے صاحب تخت و تاج

مگر اس مچھیاں میں اچھے کوئی نر ‏ ‏ مبادا پڑے منج پو اسکی نظر

جوں اس دھات کی بات بولی او نار ‏ ‏ وو مچھلیاں وہیں ہنس پڑیاں ایک بار

نپٹ اس ہنسی پو تھے اودھن او راج

بہت

‏ ‏ ہو حیراں اپس میں ہوئے لا علاج

سبب اس ہنسی کا حکیماں کوں پوچ ‏ ‏ جو دیکھے کسی تے ہوا حل نہ کوچ

عقلمنداں

جوں اس باب عاجز ہو سارے رہے ‏ ‏ بزاں کوئی اس راج کوں آکھے

بعد ازاں

کہ اس شہر میں یک توا نوجواں ‏ ‏ خدا اسکوں لیایا ہے اس درمیاں

سو ہے ابن غیب اس کیرا نانوں سو

کا

‏ ‏ سمجھتا ہے بات اہل دریا کی او

اگر شہ منگے کرنے یو فکر دور ‏ ‏ بلا بھیجنا اسکوں اپنے حضور

سبب مچھلیاں کی ہنسی کا تمام ‏ ‏ کہیگا وہی جیوں ہے تیوں کھول فام

اسی سات اُسے شہ بلا بھیجیا ‏ ‏ ۱۴۳۰ نزک اپنے دے مان بسلائیا

ساعت ‏ ‏ عزت ‏ ‏ بٹھایا

جو تھا جس ہنسی کے بدل بے قرار ‏ کیا اسپو اظہار سب ایکبار

تب اوکار سٹ دل میں تے فناک دیر ‏ بچن ماہیاں سات کر ابن غیب

کھیا یوں کہ اے راج یو ماہیاں ‏ سو کرتیاں ہیں ابن دھات سینتی بیاں

جتی عورتاں چالیس اس راج کوں ‏ سو ہر یک جنی چھوڑ دے لاج کوں

خوش ایک ایک امرد کوں رکھ اپنے پاس ‏ پنا ہر اکیس کوں زنانی لباس

ہنوڑے تیوں کسے فام ادک شوق سوں ‏ گماتیاں ہیں وقت آپنا ذوق سوں

جے رانی جو راجے کنے تھی کھڑی ‏ ہے اس کام کے فن میں سب تے بڑی

جو ہمنا کوں دیک مار عصمت کی لاف ‏ چھپائی جو موں دو سو تھا سب خلاف

ہنسا آیا اس سبب بے شمار ‏ سو سارے ہمیں ہنس پڑے ایکبار

جوں اے بات مچھلیاں کی تقریر سوں ‏ ۱۴۴۰ اکھیا کھول اس راج گنبھیر کوں

ہو درہم اور اچا حسرم نیچ جا ‏ دھونڈانے جو فرمایا جا بجا

او چالیس مرداں نکل آئے بھار ‏ سب اس عورتاں کوں کیا سنگسار

کہ آخر ہوا او کھو پری ابن غیب ‏ اٹھی خون کی بھار بھا سب کے عیب

نہ تاجر کی حکمت چلی کچ یہاں ‏ قضا جیوں اتھا تیوں ہوا ناگہاں

گر اے نار توں جاگی عاشق کے گھر ‏ توں اس سات کچ جھوٹ دعوی نہ کر

تون عارف سہیلی ہے بہو چھند کی — نہیں کوچ حاجت تجے پند کی

بہت عشوہ

اچھیگا ادک منتظر آج یار — رضا ہے مری تزت جالے نگار

ہوگا بہت جلد

ہوی مستعد جوں او جانے بدل — دہیں دلیں غوغے سوں آیا نکل

دن زور شور سے

برہ پھر جو اس تیر ہو کر چھبیا — ہدف ہو پڑی سو نجانے چھبیا

ہجر

غواصی اتم رین کالی دراز — ۱۴۵۰ یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن بھی — ولے کال سو عاشقاں کا بہی

حکایت شب نہم

جو سب دیس پھر اژدہا سور کا — کیا غرب کے غار میں ٹھانوں جا

دن سورج مغرب مقام

گج اُجلا اتم چاند کا یے بدل — گنوارے تے مشرق کے آیا نکل

ہاتھی گہوارے

پھر او برہنی نار گج چال کی — لنبے بال ہور گد گلے گال کی

فراق زدہ مست

اوٹھی بول طوطی سوں اس دھات آ — کیا دکھ کہوں تجکوں ہر رات کا

طرح کتنا

کہ کہنے ہور آنے تے تج ٹھاؤں کوں — گھٹے تو پڑے جیب ہور پاؤں کوں

گھٹے زبان اور

جو آوول تو باتاں میں ہیا ہی مج — خجل ہر رین کر پھراتا ہے منج

ڈالتا رات

منگوں مین جو تج دھرتے کچھ پاؤں ٹک ولیکن نہ دیکھوں بغیر ڈکھ پو ڈکھ

کیا ہے برہ سانپ ہو منج پو قہر اُتار آج توں منج تے ہر کیوں دو زہر

سن اس بات کوں و پنکھی نامدار ۱۴۶۰ کھیا یوں کہ اے گیان ونتی نگار

عبث آپنا تند کرتی مزاج یو کیا سرزنش ہے جو کرتی ہے آج

تیری مصلحت کے بغیر بات میں نہ لیاؤں زباں پر کسی رات میں

ذرا فکر کچ میں نہ میرا کروں صبا اوٹھ اندیشہ سو تیرا کروں

کھیا منج ہوا خواہ کا اے سُندر تیرے دل کوں لگتا ہے کڑوا اگر

میرے بول ہرگز توں کڑوے نہ جان میٹھے شہد تے بھی میٹھے کر پچھان

کتا تجکوں منج باج ایسا ہے کون جو بھورا ہو تجھ غم تے لے چھنک لون

اگر یار کا آج منگتی ہے سنگ تو منج لیا نکو اس تے پیلا ڑ ننگ

شتابی سوں جا لاڈیتی یار کی ولے خوب خدمت کر اوس یار کی

کہ جیوں ایک شہزادہ دھودل تے شک کیا خدمت یک سانپ کی جیدرک

سو وو سانپ اوسے یوں کیا کامگار ۱۴۷۰ جو دیکے رشک کھانے لگیا روزگار

سن اے بات پھر اوں اڈک چھند سات کہی منجکوں بول اوسکی خدمت کی دھات

سو بولن لگیا اے مدن کی متی سنیا ہوں جو یک ملک کا جگ پتی

اتھے دوئی فرزند اوسے بے نظیر — سو آخر کوں ہو پیر و وشہ گنبھیر

بڑے فرزند اپنے کوں نزدیک بولا — حضور آپنے تخت پر بیسلا

دیا اوسکے ہت سلطنت کا زمام — سب ارکان دولت کیے آسلام

جو بھایاں منے تھا اول اتفاق — بدل خسروی کے پڑیا آنفاق

تھنا بھائی اپنے تھے جی کوں شک — تعدی بڑے بھائی کی سہ نہ سک

نہوئے فام تیوں کس پھر انجیس یں — چلیا سر لے ونیاگ پر دیس کیں

بغیر سکھ نہ دیکھیا اتھا کد وہ دوکھ — سو دیکھن لگیا دکھ پو دکھ جا وہ سکھ

بغیر نرم تھالیاں بچھانا نہ تھا — ۱۴۸۰ سو وہ چھوڑ بھوئیں کا بچھانا کتا

ہنسا باج رونا نہ تھا فام اوسے — سو آرو ونے سوں لگیا کام اوسے

دریغے جو آنے لگے دات کر — رہیا نکڑے ہو کر سینا پھاٹ کر

غریبی کے غم سوں ہو دبلا نمام — کسی شہر میانے کیا آمقام

نہ محرم جو بولے کچھ اوس کھول مکھ — نہ ہمدم جو خاطر کرے اوسپو دکھ

جیوں ایسا کھڑیا آسمایا اوسے — سو بیگرات یوں دل میں آیا اوسے

زمانا تو مج سوں نہیں ساز گار — نہ یاں کوئی میری خبر لین ہار

بھلا جو سمجھ اپنی غربت کے دیس — لیوں دیس جیسے ہیں ویساچ بھتیں

نکل آویگا گر صبا کا پہار ۔ تو گھر میں تے باہر نکل تیج بار
پڑیگا جکوئی یاں نظر منج کوں ۔ کرونگا اوسے خدمت اخلاص سوں
اوسی فکر سوں رات لہو گھونٹ گھو ۔ ۱۴۹۰ ہوی جو صبا سو جھنجر کیچ اوٹھ
نکل گھر تے جیوں پاؤں بہایا بہر ۔ سو کالا پڑیا ناگ اوسکی نظر
کہے تیوں نچ آنگے ہوا وسکے نہ تک ۔ قدم سٹ کا ثابت اوس ٹھار رک
کہا یوں اتم ذات کے ناگ آج ۔ نظر کر جو میرے کھلیں بھاگ آج
کہ اس شہر میں میں ہوں وارد غریب ۔ جو نا کوئی مج دوست ہے نا حبیب
مرا ملک سو ہے بخارا و بلخ ۔ کیا دیک فلک زندگی مج پو تلخ
بڑے بھائی کے ظلم و آزار تے ۔ لے و بیتا گ نکلیا ہوں گھر دار تے
اگرچہ بڑا دوکھ زادا ہوں میں ۔ ولے نسل میں شاہزادہ ہوں میں
ہو بیزار اپن جنس کی ذات سوں ۔ پریشان خاطر ہو اس دھات سوں
تیری چھاؤں میں آئیا ہوں اپتال ۔ لے خدمت مرے ہات کر منج نہال
کہ منج دل منے ہے کہ تج خاص سوں ۔ ۱۵۰۰ گموں ہور کروں خدمت اخلاص سوں
اگرچہ ترے سر میں ہے نیش رنج ۔ ولے ہے ترے پانوں تل نوش گنج
سنیا اس تے جوں یو عجب بات ناگ ۔ کہیا مہرباں ہو تبا اوس سات ناگ

ترا اگرچہ دشمن ہوں میں اے جواں | ولیکن ترا دوست ہوں کر پچھان
کہ منجکوں اثر کی غریبی تری | کر نہار ہوں میں طبیبی تری
کسی باب خاطر نہ کرلے ملول | کہ خدمت کوں تیری کیا ہیں قبول
دے تقویٰ اوس اس طرح اپنی مقام | چلیا لے سو ہو وہ بجد صبح و شام
لگیا کرنے خدمت خوش اس ناگ کا | سو دیک اعتقاد اوس اتم بھاگ کا
کھیا ایک دن یوں کہ اے یار میں | جو یاں دیکھتا ہوں نونیٔیں گنج کئیں
جو چلیتی مری کو بچ تدبیر یاں | ترے باب کرتا نہ تقصیر یاں
اگر صدق تیرا ہے منج سوں صحی | ۱۵۱۰ تو آ آج منج سات کر ہمرہی
فلانے نگر کا جو ہے تربتی | ہے اس پاہیں نادر اک اجلا ہتی
اس اپرال اس کا اپتا کچ ہے پیار | گھڑی اوس نہ دیکھے تو ہوئے بیقرار
جوں اوس ہست کوں کھول پانی پلان | ندی کی طرف لیا ئیگا بیل بان
تو اوس ہست کے سنڈ میں پیس میں | ضرر دیوُنگا دوی دن بیس میں
کریگا کوئی آکر تو اسکا اوتار | نکل سوں نہ میں سُنڈ میں تے بھار
سُنا[1] ہر سند آکو آواز نہیں | سندگا تیچ نکل بھار آتا ہوں میں

[1] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

جب اس دھات سوں کام ہو آئیگا — تو لئی کچ توں اس راج تے پائیگا

کر اس دھات اوس جان سنگات بات — چلیا اوس نگر کی طرف لے سنگات

جوں اوس ہست کو لیائے پانی بدل — سو بیٹیا وہیں منڈ میں دیک کل

لگیا دیون اس دھات سیتی ضرر — ۱۵۲۰ جوں آئی بلا ہست کے جیو اوپر

حکیماں جتے واں جو تھے خاص و عام — وتے حکمتاں کر کے دیکھے تمام

کسی تے ہوا کچ نہیں فائدا — دئے شہر میں بعد ازاں یوں ندا

کہ جن اس ہتی کا کریگا علاج — جو کچ اودن منگیگا سو دیونگا اوس آج

جو او شاہزادا سنیا یو خبر — کھیا خلق کوں واں کی یوں کھول کر

جو شہ کی رضا ہوئے تو یک رات میں — کروں حکمت اوسکی ہی منج ہات میں

کہ حکمت میں جوڑا نہیں منج کئیں — طبیعت ہتیاں کی سمجھتا ہوں میں

خبر سن شہ اسکوں بلایا حضور — کھیا گر کریگا توں لے درد دور

کرونگا سرافراز اس دھات سیوں — جو توں بھول ہو کھل رہے ذات سیوں

سن اس بات کوں وو ہتی پاس آ — دکھیا ہات سٹ آنگ پر جا بجا

خوشی سات کر دل کوں جوں سمند پور — ۱۵۳۰ کیا وانتے سب ہیل باناں کوں دور

گئے پھاٹ جوں لوگ سب ٹھار ٹھار — آدھی رات کوں ہات سنڈ پر اوتار

سنایا جوں اپنا گلا ناگ کوں — سو آیا نکل سنڈ میں تے ہلوں

کر اُپکار اس دھات اس جوان پر — رضا لے چلیا ناگ وہیں اپنے گھر

جو ٹک ایک کی ادھر ست کوں نیند آئی — جھنجر کی ہلا انگ دے انگڑائی

ہوا جوں انکھیاں کھول یکایک ہشیار — کھڑا ہو رہیا خوب اول کے سار

جوں لے خوش خبر شاہ کوں انپڑی — بلا شاہ زادے کوں بھیج اسگھڑی

شہانی عنایت سوں بے حد نواز — کر اوس شاہ کیتا ادک سرفراز

سمج قدر اسکا گلے لائے کر — لگیا مہر سوں آپنے بھائی کر

جو آخر وو شہ حق سوں واصل ہوا — مراد اسکے دل کا سو حاصل ہوا

نظر پھر جو اسپر اٹھی کیا ۱۵۴۰ — اسی شہر میں اسکوں شاہی دیا

جو دشمن ہے انسان کا سانپ آج — ہے ویسے کی خدمت میں ایسا رواج

کرے خدمت انسان کیرا جو کوئی — سرفراز دو جگ میں او کیوں نہ ہوئے

کہیا میں تو یو قصہ تج نارسات — بڑی رات ہوئی جا گم اس نارسات

وو جانے کی خاطر کیتی جوں خیال — سو آیا نکل دیس اسکا ہو کال

نہ جا سک ہوی نا امید اسگھڑی — سو پھر گھر میں جا تلملاتی پڑی

غواصی اتم رین کالی دراز — یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب دہم

جہاں گرد خورشید جوں وقت شام — کیا غرب کے گھر منے جا مقام

نکل چاند مشرق کے باڑے تے بھار — جوں آیا سوا او دل ربا بے قرار

رضا کے بدل آئی رانویں کنے ۔ ۱۵۵ زباں کھول کریوں لگی بولنے

کہ اے دوست منج درد ہور دوکھ کے — کرنہار فکراں مرے سوکھ کے

کدھاں لگ اچھوں اس جلے بھاگ سوں — ہوؤں راکھ جل برہ کی آگ سوں

کہ دن دن دل اس برہ کے جبر تے — رہیا لو موا ہو بجر صبر تے

نزک ہے جو بارا مری آہ کا — سٹے منج اڑا گرد کر راہ کا

نہیں کچ مرے من کوں طاقت اپنال — خدا تائیں دے منج اجازت اپنال

سنیا یو بچن سو کھیا اے سکھی — کہ توں عین عذرا ہے اس وقت کی

مل یک دل ہو جا اپنے وامق کوں آج — کر آنند یارے موافق سوں آج

ولے جب منگے گی توں دل کھول اسوں — تو راز آپنا کچ نہ کو بول اسوں

کہ کر راز کوں فاش اویار دو — ہوے واز یاری تے توں دوں نہو

سنیا تھا جو سوداگر ہور یک وزیر ۔ ۱۵۶ زمانے میں اپنے اتھے بے نظیر

سو دنیا میں کئیں نئیں سو یاری اچھے — محبت کی لئی اعتباری اچھے

سو یکدیس او تاجر نامدار — تجارت کی نیت سوں نکلیا بھار

چلیا جوں مسافر ہو سمدور کا — کیا دور لگ جا سفر دور کا

دیکھیا ایک جاگے پو جا شہار ٹیک — سو تھا واں ہنروند نجار ٹیک

کہ اس باج کشتی کے کوئی کام میں — نہ تھا نوح ثانی اس ایام میں

کرے چوب کا طوطی اس دھار اس — جو گویا ہو بولی وہ راسیکتے اس

نہیں تحفہ کچ اس تے پیلا اڑکر — دیا مال لئی کچ اوسے کاڑکر

دل اسکا پکڑ جو ہوا یار باش — سو ویسا چ رانواں دیا اوس تراش

چڑیا تحفہ نادر جو تاجر کے ہات — کھلیا پھول کے سار اڑک ذوق سات

ولے جوں سفر میں لگیا اوس درنگ ۔ ۱۵۷ وزیر اوسکی عورت ہیں یاں جوڑ سنگ

گیپت عشقبازی لگایا اتھا — پرایا ہو بل خوب پایا اتھا

سفر سے کتک یک دیں کوں تاجر جو پھیر — گھر آیا سو پایا خبر او وزیر

خوشی سات یک دیس مجلس بھرا — ویں اسکوں بلا بھیج اپنے سرا

لیاہات دل خوب خوشحال کر — محبت کی مٹی سات متوال کر
کھیا یوں کہ اے میرے مجلس کے یار — میرے تائیں لیایا توں کیا یادگار
او تاجر کھیا بعدازاں اے امیر — کہ لیایا ہوں میں تحفہ یک بے نظیر
یقیں جان اس دھات کا یادگار — نہیں آج لگ لائیا کوئی یار
کہ او گرچہ انواں تو ہے چوب کا — دیوانا ہے عقل اوسکے آشوب کا
کہ گویا ہو کرتا ہے بات اس وضا — جو حیران ہووے سن قدر ہور قضا
وزیر اس بچن کوں سنیا جسگھڑی ۱۵۸۰ وہیں بے قراری سر اوسکے چڑھی
سو یک شخص کوں ترت ایسے منے — دیا بھیج تاجر کی عورت کنے
او رانواں نرا مرد لیایا ہے سو — گر اس وقت بھیجے گی منج پاس تو
اسے یک نظر دیک تیری سر اۓ — سنگا تیچ میں بھیج دیونگا پھراۓ
وو معشوق ناٹھیل عاشق کی بات — دی بھیج ترت آئے سو اوسکے ہات
دیکھیا جوں او رانواں تو ویساچ تھا — صفت اوں کیا تھا سو برجاچ تھا
بلا ایک نجار کوں کر نہ فاش — شتابی سوں ویساچ رانواں تراش
دیا بھیج پھر اوسکی عورت کنے — سو دیک فرق کچ کر سکی نئیں اونے
ولے دل میں لونا چھپیا سک وو زیر — کہیا کھول کر اپنی عورت کی دھیر

بہر حال او وقت گذران کر دوجے وقت تاجر کوں مہمان کر
گزار دوسرے

کھیا جے بچن منجکوں بولیا ہے توں ۱۵۹۰ سو باور نہیں آؤتا منجکوں
جو بات

جناور کہیں چوب کا بولتے سنیا میں نہ کس تے ہوئے دن بیتے

اوٹھیا بول تاجر تو اس دھات سات[لہ] اگر منجکوں باور نہ آوے یو بات

تو آ ہوڑ باندے ہمیں ہور تیں کہ جے کوچ ہمن دو کی ہی بلکات میں
شرط بدن گھالیں جو

جتے ہوڑ جیتیا اوسی کا ہے مال قبول اس بچن پر ہوں حتیٰ حلال
یہاں تک کہ بھی

کر اس دھات سوں بنیٹے گھر آئیا سوویں رانویں کن شوق دھر آئیا
مقرر

کھیا اے جناور ہی توں بات میں بھریا ہے فصاحت تری ذات میں

ترے تئیں عجب ہوڑ بھایا ہوں آج بڑا غل نگر میں اچایا ہوں آج
لئے شرط کیا شہر اٹھایا

صبا وقت ہی جو توں باتاں میں آئے فصاحت سیوں سکدھرتے سب کوں رجھائے
صبح ایک ساتھ بھائے

کہ میٹے بول رانواں ہو اوتار توں مری آبرو رکھ یوں اسٹھار توں
شیریں سخن

بچارا ہوا واز یوں بول بول ۱۶۰۰ ولے کوچ نہ بولیا او منقار کھول

پڑیا شک میں بسلا لیا دیں کمر گیا موں پو کا نور سارا اوتر
بٹھلالیا منھ

پڑیا بھیں اپر ال ویں آہ مار لگیا لڑنے ماٹی منے بے قرار
زمین پر لوٹنے مٹی میں

لہ۔ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

ستیا پھاڑ تن پر کے کپڑے تمام — کھیا کیا کچا میں کیا آج کام

بھروسے سوں اس پارچہ چوب کے — پڑیا میں تو دریا میں آشوب کے

ستم ہور نازوک گھیا لیا اپتال — کروں فکر کیا میں تو ہاریا اپتال

تصرف میں میرے جکچ آج ہے — نہ رہسے صبا یو بڑا لاج ہے

کیا کام کیسا غلط آہ میں — ہوا کیا سیب آج گمراہ میں

مگر سحر گر تھا وو نجار کا — دغا باز او باش سنسار کا

کیا تھا منتر پھونک گویا اوسے — مری زندگانی تو کھویا اوسے

دغا آہ کیوں منج او پاپی دیا ۱۶۱۰ — کھیں سر او چایے نہ تیوں منج کیا

گنوا عقل کیا آج جھپ ماریا — مرے سر پو ٹھولا فلک ماریا

اسی غم سوں کر آپیں مبتلا — ہوا بے خبر تلملا تلملا

خبر لیا کیا گم او فرہاد جیوں — یکا ئیک آیا اوسے یاد تیوں

سنیا سی اتھا ئیک اس شہر میں — کرامت سوں مشہور تھا دہر میں

مرادی جکوئی دوڑ جاتا اچھے — مراد اس تے البتہ پاتا اچھے

او رانواں لے سنگات دیں اوداس — یکر آس بارے گیا او سکے پاس

جکچ حال تھا کھول کہہ عجز سات — او رانواں دیا کا ٹنب او سکے ہات

ہوا واقف او جوں دو اسرار پر — دے تاجر کوں دھیرک کہا غم نکر

اچھن دے اے رانواں مرے پاس آج — کہ شاید برآوے تیری آس آج (دلاسا)

اگر بات گویا ہو رانوں کرے ۔ ۱۶۲۰ کریگا توں کیا نذر میری برے (بھلا)

اگر ہوڑ توں جیت خوشحال ہوئے — تجے دست او سکا جو سب مال ہوئے (شرط، ہاتھ)

منجے کیا دیوگا سو تحقیق بول — او تاجر زبان سکھڑی خوش ہو کھول

کھیا تجکوں او مال سب دیونگا — ہور اخلاص سوں تجکوں نت سیونگا (ہمیشہ خدمت کرونگا)

کھیا بعد ازاں او سنیاسی کہ میں — ہوں لا طمع منج مال کا طمع نیں

اگر اوسکی عورت چڑے ہات تج — حوالے مرے کرکے دے بس ہے منج

او تاجر قبول اون کہے تیوں نچ کر — رکھ اوس پاس رانواں چلیا اپنے گھر

جو قدرت کی اس دھات بازی کھڑی — سنیاسی کوں پھر سک سوں مستی چڑی (طرح)

کہ تھی عاشق اسکی اول تے اونار — محبت گپت لائی تھی بے شمار (عورت، خوب)

چلاتی تھی اوس پر ادک ناز او — ولے کیسو ظاہر نہ تھا راز او (بہت)

سنیاسی اوسے بول لکھ بھیجیا ۔ ۱۶۳۰ اگر سانچ ہے منج پو تیرا جیا (دل)

ترا مرد رانواں جو لکڑی سوں اس — کئے سور کھیا جو اہے تیرے پاس (سچ)

جو بھیجی گی منج پاس تو دیکھ دیں — پھر ابھیج دیونگا اسی سانت میں (تیار کر، ساعت)

پکڑ خاطر اوسکا جو دی بھیج او — اوسے رکھ اور رانواں دیا بھیج یو

صبا ہوی سو تاجر جھنجر کیچ اوٹ — سنا رے یمن آپنے گھر تے تیٹ

کیا جوں سنیاسی کوں تسلیم جا — دل اوسکا ہوا شادا و بیم جا

بزاں او سنیاسی کھیا اس طریق — نکوڈر ہے توفیق تیرا رفیق

جو میرا دعا حق کیا مستجاب — کیا تیرے رانویں کوں گویا شتاب

خوشی سات اوسے لیکے جا گھر اتال — ہو ور اوسپہ کام آپنا کرا نیال

ہوا دست جیوں و بیچ رانواں اوسے — سو حاصل ہوا سکھ فراواں اوسے

چلیا گھر کوں ویں اوس دنیا دار کے — ۱۶۴۰ ملے لوگ یکبھر نے سب شہار سے

ہو بے شک کیا سرتے محکم دو موڑ — دیا لیا کے رانویں کوں مجلس میں چھوڑ

سو یوں وہاں لگیا خوش ہو مرغو لنے — رنگا رنگ باتاں میٹھیاں بولنے

جو مجلس ہوا شکر ستان تمام — دلاں کھل رہی جیوں گلستان تمام

ہو حیران آپس میں آپ دو وزیر — کلینے لگیا دیک رانویں کے دھیر

عجب ہے جناور کی تقریر ہے — یو تاجر کی مت گھر کی تاثیر ہے

چلیا اوٹھ وہیں اپنے رانویں کے پاس — دیا کچ نہ وو جواب سو ہو نراس

تمام اپنے سامان سوں عورت کوں ہار — خجل ہو خموشی کیا اختیار

کر کلید بھیر تے دست تا جر تمام — کیا اوس سنیاسی کوں جا کر سلام

وو عورت وو سامان سب اوس کوں بخش — چلیا آپنے گھر کدھن ٹھیل رخش

ہوا جمع خاطر سو تب کھول ہوں ۱۶۵۰ — وو رانوں کوں ان پوچھن لگیا ایسے توں

نہ کر بات کل منجسوں خاموش تھا — سو کہنا ترا کاں گیا ہوش تھا

کہا تب وو رانواں کہ اے سائیں میں — نہ تھا کل تیرے گھر ہیں تھا ہور کئیں

کہ عورت کوں تیری مگر اووزیر — لگا عشق مخفی کیا تھا اسیر

سو اوس پاس منج بھیجکر دی او نے — ویں ایمان بدلا وہ لیسے منے

جو تھا اوس کنے ایک نجار کا — تراش ایک رانواں ہرے سار کا

دیا سو اوسے بھیج تج گھر دیا — مجھے سو نزک آپنے رکھ لیا

جو توں پھر اور انواں سنیاسی کے پاس — گیا لیکے دلگیر ہوبے قیاس

سو پا بھید خوب او سنیاسی تمام — ہوئے تیوں کسی کوں سمجھ ہور فام

ترت اوسکی عورت کنے تے مجھے — منگا بھیج جوندی سوں دیتا تجھے

کہ عاشق اتھی اوس سنیاسی کی اون ۱۶۶۰ — دغا کھائی بات اوس سنیاسی کی سون

عقیدہ تیرا خوب تھا کر قدیر — کیا سرخرو سب ہیں تج آج پھیر

اگر کوئی کسی پر اندیشے بدی — پھر اوس پر پہے وو بدی ہوندی

کیا مکر تج یار سوں جیوں وزیر لیا پرو و مکر اوسکو نچ پھیر

نظر شرم پر جو کہ دوسریاں کی بھائے خدا شرم پھر اوسکی کیوں نا گنوائے

سنیا بات تاجر جو اس دھات کی رھیا گم ہوشد چھوڑ دے ذات کی

دیں اوس نار تے ہات دھوا ایک بار غصا آئیا سو کیا سنگسار

خدا کی محبت سوں دل جوڑ دیں دیا سنگ ساریاں کیرا چھوڑ دیں

عجب آج کا دور ہے اے نگار کسی پر کیا جائے نا اعتبار

تو دانی ہے ہر بات کیا کہوں تجے نکر اس تے پیلاڑ غمگیں مجے

اگر اس پو ہے پیار تو اوٹھ اپتال ۱۶۷۰ بہر حال جا یار کا پا وصال

اوسے آپنے دام کا کر شکار ولے راز دل کا نہ کر آشکار

جیوں او نار جانے بدل قصد کی نکل دیس آیا ہوی پھر دوکھی

پلو سوں لے مکھ آپنا دیں لپیٹ رہی جا چھپانے میں دلگیر لیٹ

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

―――――(✿)―――――

حکایت شب یازدہم

سونّے کا پنکھی سورجوں سیر کر — چلیا غرب کے آشیانے بھتر

بگولا روپے سار کا صاف چاند — کیا دیکھ پرواز انچل سر کوں باند

جوں او نار دلگیر رانویں کن آئی — سو بولی کہ اے بھائی تیری دُرائی

میں اے عشق کرتی جنم جیو کھنی — کہاں تے مری مائی منجکوں جنی

جتا دل کوں کونڈوں نٹ دے راہ میں — تو رہتا نہیں کیا کروں آہ میں ۱۶۸۰

یوکس دھات کی آکے بازی کھڑی — کدھر کی بلا آ مرے سر پڑی

کہ ہر سات دستا ہے منج غم نوا — یو کیا کام کی منج کوں کیا ہوا

یو کیا عشق بھیدیا مری ذات میں — کہ آتا نہیں یار اجھوں ہات میں

نہ منج بیقراری کوں ہے ٹھیر کچ — نہ کوشش کوں تیری ہے تاثیر کچ

ہوا فکر تے چور سینا مرا — یوکس دھات کا آہ جینا مرا

معما یو کھلتا نہیں کھول توں — مرا عاقبت کیوں ہے سو بول توں

یو یاتاں سنیا جیوں و رانواں تمام — دیا جواب یوں اوس کہ میں تو مدام

خدا پاس منگتا ہوں اس دھات سات — کہ دنیا میں جو لاگ ہے تیری حیات
(جب)

کسی باپ کا نا اچھے غم تجے — ملے ترت تیرا او و ہمدم تجے
(ہو · جلد)

ولیکن اپتی بے قراری نہ کر — ۱۶۹۰ توں ٹکڑے اپس جیوں سُپاری نہ کر
(اتنی · سپیاری (چھالیہ))

کہ جو کام ہوتا اچھے صبر سوں — اُتاؤلا نہ کرنا اوسے جبر سوں
(ہو · بیقراری)

مری سعی کوں آج ضائع نہ جان — کہ ہے کارگر آس آخر پچھان
(امید)

جو یک ہو وین دو دل مل اخلاص سوں — تو اولٹھا گھڑی میں سٹیں پہاڑ کوں
(اولٹ)

سُنی ہے کہ مُیں یو قصا اے سُندر — کہ یک مینڈک یک ڈھونک ہور یک بھنور
(پھینکیں · بھونرا)

اگرچہ اہیں یو جناور نھنے — ہوئے مل کے یکدل تو تینو جنے
(جانور · چھوٹے)

ہتی سار کے جانور کوں پچھاڑ — کیے زیر حیلے کے پھاندے میں پاڑ
(مانند · پھندے · ڈال)

کتا ہوں سن وو قصہ تج سات میں — کہ یک تھا جنگل میں کیتے جھاڑ کئیں
(کتنے)

سُہانی چھتر سار کا سایہ دار — جڑیا تھا جنگل کو سب اوس تے سنگار
(سایہ · مانند)

سو اوس جھاڑ پر یک چڑی مستدام — فراغت سوں رہتی اچھے کر مقام
(چڑیا · مدام)

کتا دن کوں آ ایک جنگلی ہتی — ۱۷۰۰ ہلانے لگیا جھاڑ سو اوسیہ تے

جھڑ انڈڑے سب اوس کے لگے پھوٹنے — لگی وو چڑی غم سوں لہو گھوٹنے
(انڈے)

بچیاں کے بدل ہو پراگندہ حال — پریشاں ہو پھرنے لگی ڈالے ڈال
(لیے)

چلی کچ نہ تدبیر سوں تلملے　　مچھر کا ہتی پر کہو کیا چلے

جو یک ڈھونک سیتی تھی یاری اوسے　　نہ سہ سک یو دکھ جا پکاری اوسے

کہ اے دوست کچ نئیں رہیا مج میں حال　　کہ ہوں یک بلا تے نپٹ پائمال (بہت)

کدھی نئیں سو اس بن میں یک آ کے ہست　　مری جمعیت کوں دیا سب شکست (کبھی، ہاتھی)

جب انڈڑیاں تے میرے نیچے بہار آئیں　　تب اوسکے بلانے تے پڑ بھوئیں پہ جائیاں (انڈے، زمین)

رگڑ مال ہوویں جو چٹیاں کے نال　　چبھے ہر گھڑی منج کلیجے کوں بھال (باہر، چونٹیاں، حوالے، چبھے، بھالا)

بہر حال توں ایسی تدبیر کر　　جو میں اس بلا تے چھوٹوں پھیر کر

بغیر آشیانا بغیر خانماں　۱۷۱۰　قیامت گزرتا ہے کر منج پہ جان

سن اے بات وو ڈھونک دلگیر ہو　　کھیا مشکل اوسکی ہے تدبیر سو

کہ ہے وو جناور بڑا اوسے آج　　چلے منج اکیلے کا کہہ کیا علاج

بری دوست میرا جو ہے یک بھنور　　بچار اوس کن میں دیونگا تج خبر (بھنورا، پوچھ)

کہ تدبیر میں آج دانا ہے وو　　فراست میں منج تے توانا ہے وو (البتہ)

کہہ اس دھات دو تو چلے اوس کنے　　سنیا بات جو خوش حکایت اونے (طرح)

سو بولیا کہ اے دوستاں دوست یا　　جو کام آ پڑے تو کرے ناٹوئیں ویا (کئیں)

کرنہار ہوں اوسکی تدبیر میں　　نہ کرسوں کچ اس ٹھار تقصیر میں (کرونگا)

ولے دوست میرا ہے مینڈوک ایک — کریں مشورت یارے اوس سوں ٹک ایک
(ذرا)

وو تینو بھی ہو مضطرب بے قیاس — چلے متفق ہو کہ مینڈک کے پاس
(بہت مضطرب)

جو ظلم اوس ہتی کا کہے کھول کر ۱۷۲۰ وو مینڈوک تب یوں اوٹھا بول کر
(تب مینڈک نے)

کہ اے دوستاں کچ کرو غم نہ کو — جمع ہر سند خاطر اپنا رکھو
(تب خاطر اپنی کو ہر کیوں)

کہ چلے سیتی یار سوں دند سار — کیا جائے جیوں موم نرم ایکبار
(سے — دشمن کی طرح)

جو منگتے ہو تم وو ہتی دفع ہوئے — سنو میں کہے تیوں جو کچ نفع ہوئے
(چاہتے)

بھلا جو بھنورا اول اوس پاس جائے — ہلوں شور کاناں میں اوسکے اوچائے
(بھونرا — کانوں — اٹھائے)

کہ ہے عاشق وو اوسکی آواز کا — ہے خواہاں ادک اوسکے پرواز کا
(بہت)

جب او مست ہوا اوسکی آواز پر — اچھیگا کھڑا اوہیں لے سنڈ اپنی سر

بزاں ڈھونک جا آپنی نوک سات — سٹے پھوڑ انکھیاں کسے اوسیہ گھات
(بعد ازاں — پھینکے — دشمنی)

جو اندلا ہو جاگے تے سک سیں نہ ہل — وو دن اوسیہ گذریں تھکیں دیک بل
(اندھا تب وہاں تے سکے نا اوچل — بعد — موقع)

ہلوں جا نزک میں اٹھونگا پوکار — کہ بجھتا ہے میں ہوں کہ پانی کے ٹھار
(آہستہ — نزدیک — سمجھتا — جگہ)

جب آواز میری کوں او پائیگا ۱۷۳۰ ہو پیاسا وو میرے دُنبال آئیگا
(پیچھے)

بزاں اوس لیجا ایسے بائیں منے — سٹونگا جو بھی پھر نہ نکلے اونے
(بعد ازاں — کنوئیں میں — ڈالونگا)

کر اس دھات کا خوش ایس میں بچار — چلے اوس ہتی کے نزک ہر چہار

اوسی دھات اول بھنور گہمگما کیا کان میں اوسکی جیوں زمزما

سو ہومست وو ویں دیا سنڈ چھوڑ سو جا ڈھونک انکھیاں سٹیا اوسکی پھوڑ

دیں اڑ پڑا ادر دسات سر جھاڑ جھاڑ نہ ہل سک کھڑا ہو رہا جیوں پہاڑ

کتیک بار کوں جوں وو پیاسا ہوا سہج باٹ نا سک اُداسا ہوا

جو ایسے میں مینڈک نکل ناگہاں پوکاریا سو تنقوی ہوا اوس وہاں

ہلوں ڈگ اوچا اوسکی آواز پر چلیا اوسکے دنبال وین خیال دھر

سو کرڑکی پو یک بائیں کی لے گیا سلامت اپے جا کنارے رہیا

یکایک جو سنبھال ناسک وو تول ۱۷۴۰ جو سٹنے گیا پاؤں آنگے ٹٹول

پھسل پاوں مینڈک کہے تیو پچ وو پڑیا ڈب موا بائیں میں وو پچ وو

چڑی کوں کر اس دھات امداد ویں وو تینوں چلے پھر کہ ہو شاد ویں

سن اے موہنی پدمنی ذات کی کہ یاراں کی یاری ہے اس دھات کی

اوٹھ اے دل ربا فکر کر دل کی دور بڑی رات ہوی یار کے جا حضور

جو خوش ہو کیتی خیال جانے بدل نکل صبح آیا تیا نے بدل

نہ جا سک رہی ہو نراسی وہیں پڑی جا بھوکی ہور پیاسی وہیں

غواصی اتم رین کالی دراز یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صبحی　　ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب دوازدہم

سُورج دیس کے روم کا بادشاہ　　کیا جا کے مغرب مِیں جِس تخت گاہ

رین شام کے ملک کا راج چاند　　۱۷۵۰ نکل آئیا دیکھ او دھن لے تناند

انجھو مینگ انکھیاں تے برساوتی　　چلی راتوں کن پھیر دھنڈلاوتی

کہی یوں کہ اے طبر گن گیاں کے　　اے ٹھنڈک میرے دل و جان کے

ہنوز جیو اچھوں کو تلک اس وضا　　ترت آج کی رات دے منج رضا

جو پنجے میں اچھتی اگر سنگ تے　　تو کر دل کوں گھٹ چپ رہتی ننگ تے

ولے کیا کروں ہے پنج خاک تے　　اسی واسطے برہ کی دھاک تے

ابس میں اپے گل کے ہوتی ہوں نیر　　تو ایسے منے گر نہوے دستگیر

تو سینا ہمرا ترڑ ختے بارہیں　　کہ سکھ سوں رہنے جیو کوں ٹھار نئیں

ملاوا اگر نا اچھے یار سات　　تو کیا کام آوے کنا یو حیات

رھیا آکے ہونٹاں منے جیو آج　　بھلا جو ملے منجکوں وو پیو آج

سُن اس دھات کی بات راوان گنبھیر ۱۷۶۰ ویں آنکھوں سیتی ڈھال دو بوند نیر

کھیایوں کہ اے موہنی یو حیات بھلا جو ہووے صرف یاراں سنگات

گذر عمر جاتی ہے جس یار باج وو جیتیاں منے ہیں مویاں میں ہی آج

اگر ہی توں عاشق صبوری نہ کر متی ہو پرم کی غروری نہ کر

جو دیکھے گی مجلس توں جب یار کا ادب دار ہو رکھ ادب یار کا

نہ ہنس پڑ یکایک ہنسانے نکو ہے گنبھیر تو تج یو چالے نکو

کتا ہوں حکایت ہنسی کی تجے سُن اے دھن خدا دیوے نیکی تجے

کہتے ہیں جو کرمان کا تاجور دھرنہار تھا ایک رانی سُندر

رَین دن اسیکاچ اوسے خیال اچھے محبت کمال اوسکے اوپرال اچھے

ندیم ایک نادر جو اوس پاس تھا ظرافت کی پاکی منے راس تھا

وو ہنستا تو جھڑتے اتھے موتی پھول ۱۷۷۰ کرے شاہ اوسکی ظرافت قبول

جو یک دیس حاضر نہ تھا او بلا سو گھر تے اوسے شاہ بھیجیا بُلا

نکل گھر تے آتے براں وو ندیم دیکھا باٹ میں ایک زنگی لئیم

جو کرتا ہی رقص اور اوچایا ہی شور ہے ایک آنکھ روشن دوجی آنکھ کور

نہ کچھ ذوق میں اوسکی ذرا ہی فرق ہوا ہی نپٹ شوق میں اپنے غرق

یو حالت دیکھ اوسکا جو پوچھا ندیم　　　دیا جواب اس دھات (طرح) سوں و لئیم

کہ یو ذوق ہور شوق اے شخص عین　　　مجھے اس سبب ہے کہ میں آج رین (رات)

کرونگا ملاقات محبوب سات　　　ملونگا سہی آج مطلوب سات

کسی کی مجے اس بغیر چارڑ (پروا) نئیں　　　خوشی بھی مجھے استے پیلاڑ (زیادہ) نئیں

ندیم اوسکو پھر خوش ہو باتاں میں گھول (ڈال)　　　کھیا کوں محبوب تیری ہے بول

سو بولیا کہ آیا ہوں میں یاں (یہاں) نوا　　　۱۷۸۰ لگی اس محلہ کی خوش ہنج ہوا

اسی ٹھاؤں (جگہ) وو دن تے ہوں میں مقیم　　　سنیا ہوں (مجھ کو) جو یاں کوئی شہ کا ندیم

رہتا ہے سو ہو عورت اوس خوب ایک　　　وو عاشق ہوی ہے مجے آج دیک

وو جاتا ہے خدمت کوں شہ پاس آج　　　سو پھر گھر کوں آسے (آئیگا) نہ دن دوئی (دو) باج (بغیر)

منجے ذوق ادھر اوس سکھی سات ہے　　　مگر آج معراج کی رات ہے

ندیم اوس زنگی نے سن اس بات کوں　　　لیا ٹکڑے کر دل (اندر) بہتر ذات کوں

کرے کیا سما پا (وقت) کھڑیا زور کا　　　بولا نے شتابی (جلدی) سوں کوئی ہور آ

نہ چھوڑا اوسے لے چلیا شاہ پاس　　　بچارا او وو دلگیر ہو بے قیاس

ہنسیا عیں (ہنسی) اوسکا جو گلریز تھا　　　ظرافت جو اوسکا رنگا میز تھا

بسر (بھول) سب گل اوس فکر تے نیر (پانی) ہو　　　کھڑا شہ کنے آکے دلگیر ہو

سچیں جس کے دل کے بہتر غم بسے ۔ ۱۷۹۰ کہو او ادھر کھول کر کیوں ہنسے

ہنسا خرمی باج آوے نہ کس ۔ خوشی بے غمی باج بہاوے نہ کس

دیکھا جوں اوسے شاہ غمگیں عظیم ۔ تصور کیا جو ستم یو ندیم

ہو مغرور اوک خود پسندی سیتی ۔ کیا ہی ترش روئی رندی سیتی

غصے کی نظر سات دیک شاہ اوسے ۔ دیا بھیج زنداں میں ناگاہ اوسے

سو عالم ہوا او سیہ تاریک پھر ۔ چڑی فکر زنگی کی زور اوسکے سر

لگی چٹپٹی سو آدھی رات کر ۔ کیا شاہ کے قصر کی رد ہر نظر

سو اوس قصر کے کاندسیتی پھرا ۔ گئے ہیں کھڑا مست کنجر بڑا

اوس اپراں بیٹھا ہی یک فیلباں ۔ قوی دھنگ درزور کٹا جواں

جو دلخواہ رانی تھی اوس شاہ کی ۔ ہلوں قصر اپراں سنے راہ کی

سو کل دیکھ سر کی اپس دھیٹ کر ۔ ۱۸۰۰ پڑی آ اوسی ہست کی پیٹ پر

کر اوس فیلباں سات سنبھوگ واں ۔ چڑی قصر پر واں پکڑ ریسماں

ندیم اے تماشا عجب دیکھ جیوں ۔ ہنسا سو جھڑے موں تے پھول یو

جو زنداں گلستاں ہوا اوسگھڑی ۔ سو ویں یو خبر شاہ کوں اپڑی

صبا ہوی سو وو شاہ جوں پھول کھل ۔ جو بیٹھا اتھا اوس سکی سات مل

کھلے پھول نرگس کے لیا صدر پر　　　رکھے تھے سو دیکھی بچھا دو سندر

شباہت دو دھرتی ہیں کر آنکھ کے　　　بچن شہ سوں موں پر انچل ڈھانک کے

کہ تیرے نین بن بگانے نین　　　مناسب نہیں دیکھنا مج کدھن

جیوں یو بات اوٹھی بول کر دو چنچل　　　سو وہ پھول نرگس کے تازے نچھل

یکایک سب ہنس پڑے غیب تے　　　سو دو خام دھن عاقل اس عیب تے

پکڑ کھینچ وہیں شاہ کے دور کوں　　　۱۸۱۰　کہی کیا سبب یو ہنسے بول توں

کہ نا کھول توں یو نہ بولے سبھے　　　نچھوڑوں ہیں اے دیونگی جیو تجے

ہو حیراں وہیں شاہ اس بات کا　　　کیا من منے فکر کئی دھات کا

ولے پا نہ سک بھید اس راز کا　　　ہوا عاجز اوس شوخ طناز کا

بولا شہر کے عارفاں کوں تمام　　　دکھا پوچھ وو شاہ عالی مقام

سو کوئی جواب اوسکا نہیں دے سکے　　　رہے لوگ حیراں سب شہر کے

بزاں وو خردمند زیرک ندیم　　　جو زنداں کے تھا بند میانے مقیم

دیا بھیج پیغام شہ کوں شتاب　　　جو ہوئے امر شہ کا تو اسکا جواب

کھونگا حضور آئیکر کھول میں　　　سمجھتا ہوں اس راز کا بول میں

یو پیغام سنتاچ وو دادگر　　　بولا بھیج اوسے لکھ وضا شاد کر

کہیا اے ظرافت کے سمدور گنبھیر ۱۸۲۰ شگفتا ہو جوں باغ میرا ضمیر
سمندر بزرگ

جو برسائیا پھول تج لب تے رات سو کیا ذوق تھا تج کنا مج یو بات

زباں کھول تو وو ظرافت شعار دعا شاہ کوں کر اول بے شمار

قصا اس زنگی ہور عورت کیرا کر اظہار بولیا کہ سینا ہرا
کا

جو دکھ سات دابیا سو تج سات میں مجالس میں کہتا نہ کچ بات میں
بھر گیا کہا

سو زنداں میں کر خشم بھیجا مجے لیا بیر پھر غم یو غم آ منجے
دشمنی

لگی چھٹ پٹی نیند اوڑی آنکھ تے کلیجے میں سو فکر جیوں بانک تے
بے قراری

اٹھا جاگتا سو آدھی رات کوں دیکھا شہ کی محبوب اتم ذات کوں

جو پیلبان کے عشق کی ہو مستی اشارت کیتی سو نزک لا ہتی
متوالی کی

پھر آیا جو دیوار کن سو اوتر محل تے پڑی ہست کی پیٹ پر
کے پاس ہاتھی

کر اوس ٹھار خوش حال اپنا مراد ۱۸۳۰ چلی پھر سو آیا ہنسا مج زیاد
جگہ

جو تھا میری عورت کیرا دکھ مجے گیا وو نکل کر ہوا سکھ مجے
کا

جہاں تے پریزاد چاتر سکھی کرن کام اس دھات کا نئیں شکی
جبکہ چالاک کرنے جھجکی

بچاری وو عورت میری بے آداب کرے کام ایسا تو کیا ہے عجب

وو سر پاؤں لگ فسق میں ڈب تمام کہاتی دکھت تج اگے نیک نام
ڈوب کہلاتی دیکھکر پاس باعصمت

لگیا جھوٹ سو ہنس پڑے نرگساں عجب کیا جو اوس پر ہنسیں کرگساں

کیا ختم اس دھات جوں بات کوں نتالیا غضب شاہ کی ذات کوں

سو چاروں کو فرمائیا سنگسار کیا فسق تے پاک دونو دیار

اگر نر ہو یا نار ہو لے نگار بھلا جو اچھے اپنے ست پر قرار

کرے کام اگر کوئی تو ایسا کرے جو اوس کام پر بول کوئی نا دھرے

اتال اے سہیلی نہ کر توں درنگ سجا یار سوں آج خوش راگ و رنگ ۱۸۴۰

درس یار کا جب نچھا گی سیر میں نکی تب ہنسی میں سٹیگی ایس

جو کچھ میں کتا ہوں سو واں یاد رک اپنے شاد اچھ ہور اوسے شاد رک

منگی جو سٹے نک تے پاؤں بھار صبا ہنس پڑی سو رہی اپنے ٹھار

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے توہی دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب سیزدہم

جوں رانواں کندن کا سورج جگ اوجال لیا آپس مغرب کے پنجرے میں گھال

اتم باز اُجلا چندر کھول پنکھ — اُڑیا شرق تے جیوں گگن پر نِسنکھ

سوا او غم بھری نار غم آسو پھیر — نجھا دیکھتی ہے جو رانویں کے دھیر

منڈی شہپراں کی طرف کھینچ دیں — ہے مشغول ایسی ہیں انکھیاں موچ دیں

دیکھ احوال بولی کہ اے سبز پوش ۱۸۵۰ — یتی فکر کیا ہے جو ہے تو خموش

میں آئی جو اپنا کہوں دکھ کو کھول — توں بتری کیا منجکوں غمگین ہو بول

میں آئی جو تج سوں کروں بات کچ — ولے دیکھتی ہوں تیرا دھات کچ

میں آئی جو تج سوں صفا پاؤں آج — تو لیناچ میرا سٹیا ناؤں آج

میں آئی جو برہا کرے دور توں — کیا سر تے مج دکھ کے سمدور توں

میں آئی جو کچ جمع نے جنیت ہوے — کیا پھر پریشان ہے کہہ مجکوں کوئی

میں آئی جو لیوے مرا بھار اوتار — سو پورا اوچایا مرے سر پو بھار

میں آئی جو تج تے کھلیں یو نصیب — کیا کی تغافل توں یوں اے حبیب

انکھیاں کھول اس بات پر تے جواب — دیا نب او رانواں کہ اے ماہتاب

تیری فکر کا اضطراب آج منج — لیا بیر کر بے حساب آج منج

کہ تیری برہ کی اگن ہیں و ویار ۱۸۶۰ — جو ہے سر تے پاواں تلگ جلنے ہار

۱۔ یہ شعر نسخہ الف میں نہیں ہے۔

سر پر آپنا راکھ کی راس کر ۔۔۔ رہیا ہے تیرے وصل کا آس کر

نکی کام اوسکا نہ پختا ہو خام ۔۔۔ یکا ایک رہجائے وو ناتمام

کہ جوں زحمت اوس بادشہ کا بھلا ۔۔۔ نہو سک وہیں رگیا نمکلا

وو کیوں نمکلا رگیا سو تمام ۔۔۔ کتا ہوں سن اے دلربا نیک نام

سنیا ہوں جو کس ملک میں ایک ٹھار ۔۔۔ صفا دار تھا نادر یک مرغزار

ہریا ایک اونچا جو تھا جھاڑواں ۔۔۔ سو تھا ایک رانواں بچے کاڑوال

جو اوسکے بچے ٹوک شانے ہوئے ۔۔۔ قوت تن منے آ توانے ہوئے

اوسی جھاڑ تل ایک روباہ اچھے ۔۔۔ خوشیاں سوں اچھلتے دیک اوسکے بچے

ہوس آئی سو جھاڑ پڑتے اوتر ۔۔۔ ل اون سوں لگے کھیلنے سنگ کر

سو بھایا نہ وہ کھیل رانویں کے تئیں ۔۔۔ ۱۰۰ بچیاں کوں بولا اپنے نزدیک دیں

کہا اے بچے بہو ہیں نادان تم ۔۔۔ کہ دھرتے نہیں کچ اچھوں گیاں تم

تلے جانے کا چھوڑ دیو خیال ۔۔۔ گمو جھاڑ پر خوش پھرو ڈالے ڈال

تمہیں اور ہیں ہور اُنو اور کچھ ۔۔۔ مبادا ایکا ایک بدہے شور کچھ

اُنن سات گمنا تمن خوب نئیں ۔۔۔ پھرانا تم اے انجمن خوب نئیں

سنو کان دھر پند میری سچی ۔۔۔ ہو میرے بچے ناکرو بد کچی

کہ یک باندرا یو نج اپن جنس چھوڑ   ییکا ئیک جا غیر سوں سنگ جوڑ

بلا آپنے جیو پر لالیا   کیا بد کچی سو جیو آخر دیا

سن یہ بات دنبال پڑ وو نچے   کہے بول ہمنا جو وو یاد اچھے

وو رانواں زباں کھول کر بعد ازاں   کیا اس صنا سات خاطر نشاں

کہ یک کوٹھ کے بھانج پر کر بسرا ۱۸۰ مدام ایک ہنا اچھے باندرا

سکیا تھا وو شطرنج کا کھیل یوں   جو کوئی شہر میں نا سکے کھیل وو

جو کتوال سوں واں کے ہوا ایک دل   اچھے کھیلتا روز شطرنج مل

محبت جو ہوی وو طرف تے زیاد   سو پورا لگیا کھیلنے کا سواد

جتے اوس کے سنگات کے باندرے   کہیں پند تو کچھ اثر نا کرے

جو یکدن بھرا مجلس وو کوتوال   کیا گرم شطرنج پر کا خیال

لگیا کھیلنے کھیل جیوں جیوں بھرا   سو تیوں تیوں لگیا جیتنے باندرا

برا مان کر دل میں وو کوتوال   ہنسی میں ستم اس گھڑی ایسے گھال

جو یک مہرہ شطرنج کا کھیل کر   دیا باندرے کے اوپر ٹھیل کر

مچکالے ویں اوسکی لڑیا بات کوں   بچالے چلیا آپنے ذات کوں

جیوں اس دھات کا آسمایا کھڑیا ۱۸۹۰ کسی ناس پر بھانج پر جا چڑیا

جو دن دن کوں وو زخم چرنے لگیا — مسلّم اوسے درد کرنے لگیا

اگرچہ اوسے زخم تھوڑا ہوا — ولیکن وو تھوڑا سو پھوڑا ہوا

(اگرچہ اسکے تئیں)

جتے مرہماں لا لگاویں اوسے — تو اگلاچ ہو فائدا نا دِسے

(پہلے کی طرح دکھے)

کتک دن کوں یاری دیے دیکھ نصیب — یک اوس شہر میں کئیں تے آیا طبیب

جو اوس درد کا پوچھے اوسکوں علاج — کہیا نئیں علاج اسکا یک چیز باج

(بغیر)

اگر باندریاں کا لہو گرم لائیں — جراحت پر اوسکے سپایے لگائیں

(پے درپے)

سو در حال ہووے بھلا زخم یو — نہیں تو بڑی کچھ بلا زخم یو

(اسی وقت)

جوں اسدھات فرمایا وو طبیب — پھرے دیکھ اوس باندرے کے نصیب

بلا ہو شکاری لگ اوسکے دنبال — پکڑ لائے ہر حال جالے میں گھال

(ڈال)

محبت اول کا جو ماضی ہوا — ضرورت سیتی کتوال راضی ہوا ۱۹۰۰

(گذشتہ)

سو ٹُرت اوس بچارے کے برزے کو کاٹ — جراحت پر اوسکے لہو لائے داٹ

(لگائے)

ہوا او وجراحت تو اوسکا بھلا — ولے آئی باندر کے جیو پر بلا

(لئے جیو پر آئی اسکے بلا)

اگر آدمی سوں نہ کرتا وو سنگ — تو یوں زندگی اوسپہ ہوتی نہ تنگ

وندے ہو دندا اوس سات دھرتے نہ کوئی — پکڑ اس وضا خون کرتے نہ کوئی

(دشمن)

تمہیں اے بچے مرے فرزند ہو — بچیاں سات رو یہ کے کھیلو نکو

دیا اس وضا پندر رانواں تو لئی — نہ رہیں اس بچیاں سوں گیے باج وے
قضا یوں ہوا جو او رو باہ کتیں — گیا ایک دن دور چارے کتیں
سو آ ایک درندہ جناور وہاں — بچے او سکے سب کھا گیا ناگہاں
جو آ دیکھتا ہے وو روباہ شام — بچے نئیں ہیں خالی پڑیا ہے مقام
کلیجا لیا درد سوں چیر ویں — ۱۹۱۰ پڑیا بھیں پہ ہو سخت دلگیر ویں
کتک بار کوں ٹک جو پایا قرار — لیا آپنے دل منے یوں بچار
کہ رانویں کے شاید پکڑنے بچے — شکاری یہاں کوئی آیا اچھے
نہ سنپڑے دیکھ او ہات خالی نچا — بچیاں کوں مرے لے گیا ویں اوچا
یو رانواں نہ اچھتا اگر اس جھاڑ پر — لجاتا نہ کوئی یوں بچے کاڑ کر
بلا او سکے ہمسایہ تے منج یہ آئی — یو ہمسائگی سخت منج دوکھ میں بھائی
کہہ لے دل منے آپنے اس طریق — جو تھا ایک سیہ گوش او سکا رفیق
دکھ اوس پاس جا سب کہیا کھول کر — سو پھر یوں اوسے وو اٹھیا بول کر
کہ اے یار تقدیر تھا سو ہوا — تو اس ٹھار تدبیر کر کچ نوا
پڑو لے نکو دکھ کے بھالے اپتال — بچے تو گئے تو بچالے اپتال
ہے توں گرچہ حیلے میں منج تے زیاد ۱۹۲۰ کتا ہوں تجے حیلہ یک رکھ توں یاد

جو یا نئے تو گھر آپنے جائیگا　　　شکاری کوں کنیں باٹ میں پائیگا
(بن گھر ۔ راہ)

اوسے دور پرتے دے دکھلائی تو پل　　　جو آوے نیرے بیٹھ لگ وو ہلو
(عقب میں)

لیجا کھینچ اوس جھاڑ لگ وین اوسے　　　جو رانواں بچیاں سات اوسکوں وسے

کریگا جب اوس پر نظر وو بلا　　　ترا خیال سٹ دے کریگا کلا
(شور)

سٹ اوس جھاڑ پر بعد ازاں دام وو　　　بچیاں کوں تمام اوسکی کر رام وو
(ڈال)

لیجا ویگا اوسکا ہے یو کام خاص　　　بزاں دغدغے تے توں ہوگا خلاص
(بعد ازاں فکر)

جیوں اس دھات کی وو نصیحت دیا　　　سو رو باہ وین گھر طرف رخ کیا

سو دیکھا جنگل میں شکاری کوں ایک　　　دیا دو بچ دکھلائی اوسکوں ٹک ایک

چلیا وو شکاری جو لگ اوسکی ہیٹ　　　اوسی جھاڑ کن لے گیا اوسکو نیٹ
(سیدھا)

چھپا جا جھڑپ میں اپے ناگہاں　　　۱۹۳۰ بزاں وو شکاری کھڑا رہ وہاں
(جھاڑی ۔ جلد)

نیچے دیک رانویں کے اوس جھاڑ پر　　　شتابی سوں جالا سٹیا کاڑ کر
(ڈالا)

وو سپنڑے سب یکد ھڑنے جالے میں جیوں　　　کہا تب وو طوطا بچیاں سات یوں

مری بات سن تم نہ کرتے کلا　　　تو آتی نہ یوں آج اسنگے یو بلا
(شور)

بچیاں سب جو رو بہ کے یاری کئے　　　اپیں ہو تم اپسیچ خواری کئے

کہو یاں جواب میں کروں کیا اپتال　　　گلے بھالیے دام کر کام گھال
(ڈال لیے ۔ خراب)

کتا ہوں کر واب تو بھی ایک کام　　　مُوئے تیو تجہ دکھلاؤ ایسیں تمام

ویسے

نہ پلکھاں ہلا خوب انکھیاں مونچہ لیو　　　کتاک بار نا چھوڑ دم کھینچہ لیو

کتنی　دیر

اگر منج پکڑ کر لجاوے تو وو　　　مرے تئیں دوکھی ہونکو غم کرو

لیئے

اگر منجکوں جیتا رکھے وو قدیر　　　تو آ ملنے ہارا ہوں تمنا سوں پھیر

لئے ملونگا میں جلدی سوں آتم -

اسی دھات سوں وو نچے دم نہ مار　۱۹۴۰　موئی تیو تنج دکھلائے اپس ایکبار

طرح

وو صیاد سچ مچ موئے کر کو جان　　　دیا چھوڑ کر جیوں سو پائے پران

جان

بزاں کھول پر پھڑ پھڑا وو نچے　　　اوڑے جھاڑ پر وو تو آ نگے پچھے

آگئے

ولیکن وو رانواں اپے سنپڑیا　　　کرے کیا قضا اوس اوپر آ کھڑیا

گئے ہات تے سب وو صیاد دیک　　　لگیا فکر کرنے کوں من میں ٹک ایک

دل

سو ایسے میں رانواں زباں کھول کر　　　اوٹھیا اوس شکاری سوں یوں بول کر

کہ اے ان پچھیاں تے جو ہے تو دکھی　　　کرنہار ہوں میں تجے لئی سکھی

بہت　آسودہ

جو کچ اس پچھیاں کا اچھیگا مہا　　　سو چوگن تج انپڑاؤنگا غم نہ کہا

قیمت　　　چوگنا

کہ میں وو جناور ہوں گنبھیر آج　　　جو ہر درد کا جانتا ہوں علاج

دھروں دل میں دریائے عرفان میں　　　کہ حکمت میں ہوں آج لقمان میں

سن اے بات صیاد ہو شاد تب　۱۹۵۰　کہیا اے پنکھی توں ملیا مج عجب

نہ دیکھا پنکھی کئیں ترے طور کا — توں سچلا ہے لقمان اس دور کا

کتا ہوں سن اک بات تج سات میں — بڑا ایک دھرتا ہوں سو رات میں

کہ اس شہر کے شہ کوں ہے درد ایک — جو ہر کوئی رہتا ہے حیران دیک

حکیماں کیے حکمتاں دھات دھات — ولے خوب نئیں ہوئی اجھوں اوسکی ذات

ہے علت جو کہتے ہیں اوسکوں جذام — کیا وو ننگا اوسکے تن کوں تمام

اگر درد اوس شاہ کا توں گنوائے — خلاصی مرے ہات تے بیگ پائے

کہیا یو کتا کلام ہے غم نہ کر — مجے اس حکیماں کی توں سیم نہ کر

اگر میں جو حکمت کیرے سر پر آؤں — تو مہتاب کے موں کی چھایاں گنواؤں

قوت سوں مرے علم کے وید کے — سٹوں کاڑ زردی کوں خورشید کے

اگر کوئی جو سو برس کا ہو ملول — ۱۹۶۰ — تو ہلکا گھڑی میں کروں اسکو پھول

بری منج لیجا ترت اوس راج پاس — سرافراز کرتا ہوں تج بے قیاس

خوشی سات انویں کوں پنجرے میں گھال — چلیا ویں اوسی شاہ کن لے دنبال

کیا حیثیت اوسکی شہ پر عیاں — سنیا اوسکی حکمت کے شہ جو بیاں

دی دینار صیاد کوں دس ہزار — لیا مول اوسے وو شہ روزگار

دو سمرت پنکھی بھو گنی دوسرے دن — دیکھا شاہ کا جیوں وو رحمت کٹھن

دے تقویٰ علاج اوسکا کرنے لگیا سو دن دن کوں زحمت اترنے لگیا
ڈھارس بیماری

طبابت میں اون بے بدل ہو کہ کام ہوا شاہ کا شاد روں روں تمام
سمجھ رواں رواں

جو آدھا ہوا تن تے زحمت بھلا لگیا شہ کوں چڑنے کلا پر کلا
گوشت آنے لگا

ولے جیوں بچ آویں انویں کوں یاد تو ہوتا اچھے تلتل اوس دوکھ زیاد

بزاں ایکدن اوس شہنشاہ کوں ۔۱۹۷ کہیا نفع تو مج تے پاتا ہے توں

ولے پنجرے بیچ شدت سوں ڈال رکھیا ہے منجے عاصیاں کی مثال

رہا کر جو انگن میں گھر کے پھروں خوشی سوں علاج اس تے بہتر کروں
صحن

کیا شاہ جیوں اوسکی بات اعتبار درونی تے پنجرے کے کاڑیا بہار
نکالا

سو درحال اوڑ قصر کے بام پر چھوٹیا بند تے جیوں چلیا کام کر

ہوا غم سوں وو شاہ پھر مبتلا وو زحمت سوں ویں رہ گیا نمکلا

ریجھا دیکھکر اوس کے ظاہر کتے زیب دغا کوں نہ سمجھا سو کھایا فریب

نہ سنتا اگر اوس غرض مند کی بات تو دلگیر ہوتا نہ اس دھات سات
مائل ہونا طرح

یقیں جان اے موہنی نیک بخت منجے فکر سو یہ ہے ہر ایک وقت

مبادا ترا کام ویں ناتمام رہے ہو ہووے توں دکھی صبح و شام

ترا مرد اجھوں آئیا نئیں تلک ۔۱۹۸ گلے کوں توں جا یار کے آج لگ
ابھی

اے فرصت غنیمت ہے کر جان توں　　یو مشکل ترت کر لے آسان توں

او تالی وو جانے کی جو باب ہوئی　　یکایک صبا ہوئی سو بے تاب ہوئی

وہاں لگ نہ جا سک وہیں رہ گئی　　پھر انجواں کے پڑ لہر میں بہہ گئی

غواصی اتم رین کالی دراز　　یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے توہی دیس روشن صحی　　ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب چہار دہم

جو سلطان خورشید کا شام کوں　　چلیا غرب کے گھر میں آرام کوں

نکل گشت کوں چاند کا کوتوال　　جوں آیا سو وہ نار صاحب جمال

دریا عشق کا پھر کیتا دیک جوش　　گرجتی بدل سار کرتی خروش

جو راویں کے آیاس یوں بول اوٹھی　　کہ جلتی اچھوں کو تلگ جوں بھٹی

جو ہے عاشقاں کا طبیب آج توں　　۱۹۰　　دوا کر مری اے حبیب آج توں

کہ علت برہ کا لیا بیر منج　　کیا سر تے بے تاب دکھ چھیر منج

پڑی بھار طاقت نکل ذات تے　　پنکھی اوڑ گیا صبر کا ہات تے

گر ایسے میں دیتا ہی توں منج رضا — سنبھالونگی اس جیو کوں ہر وضا

جنم جان تے اس ڈھات سوں فوت ہوئے — نہ کی ہر گھڑی یوں ہری موت ہوئے

سن اس بات کوں او پنکھی آہ مار — کھایوں کہ اے موہنی بے قرار

نہیں عشق کا درد جس دل منے — بھلا جو سٹیں اوس لجا بل منے

جھڑیں نا جس انکھیاں تے بُند برہ کے — او انکھیاں اچھو بیتلا گرہ کے

جے سینا پرم آگ سوں نا جلے — بھلا اوس سینے جو کٹاری سلے

جو ہے عشق کا تج کلیجے پو داغ — نہ اُس داغ کر جان توں ہو او باغ

جتا آج ہے تج جفا عشق تے .... — دِتا تجکوں دن دن نفا عشق تے

بہر حال پا گی توں مطلوب کوں — ولے منج سوں اخلاص دھر خوب توں

منجے آپنا مخلصے خاص جان — توں اوس راج نمنے تہو بدگمان

جو پوچھی پھیر او نار اس بات کوں — او ٹھیا بول بعد از اون اس ڈھات سوں

سنیا تھا جو گذرے سو ایام میں — انتھا ایک صیاد کئیں شام میں

جو لے ہات میں دام کھیلن شنکار — گیا شہر کے بھار سو ایک ٹھار

لگیا ایک رانوں وہاں اوسکے ہات — سو باناں ہیں آیوں کھیا اوسکے سات

جو سنپڑیا ہوں میں آج تج ہات میں — خوشی آن بے توں تری ذات میں

کہ مج سار کا آج لگ کئیں شکار — نہیں سنپڑیا تج دریں روزگار
مجھے

طرح
ہنر حیثیت میں ہوں اوتار میں — یقیں جان توں ہوں وفادار میں

اگر بیچنے منجکوں منگتا ہے توں ۲۰۱۰ تو ہر حال منج ایک دنیادار کوں
بمعنی دینار

جو تجکوں دلاؤں اوستے لئی مال میں — اچھوں اوسکی صحبت میں خوشحال میں

بہت
جو صیاد اس بات کوں خوش کیا — لیجا شام کے شاہ کوں بیچیا
منظور کیا

جو او بادشہ امتحاں کے بدل — کیا بات اُسوں سو کھلیا جوں کمل
کنول

لئے
فضیلت منے دیک اوسے بےنظیر — نہ دلگیر ہووے تیوں اوسکا ضمیر

نہ رکھ پنجرے میں اوسے قید سات — دیا چھوڑ کر ہور کھیا اوس یو بات

کہ تج سا پنکھی بے بدل حیف ہے — جو شدت سیتی پنجرے میں رہے
پرندہ

توں خوشحال اچھے توہی میری خوشی — رہویاں تو یا جاؤ تیری خوشی

رہتا ہی تو تیرا یو گھر ہے کہ جان — اگر نئیں تو جا جاں ہے تیرا مکاں
بمعنی خانماں

دو رانواں سن لے بات خوش مان کر — ہو شرمندہ اوس شہ کے احسان پر

سے رانواں جو تھا راج رانویاں منے ۲۰۲۰ گیا وانتے در حال اوڑ اوس کنے
بمعنی طوطیاں — اسی وقت

جو احسان اوس شاہ کا سربسر — کھیا خوش ادا سوں اوسے کھول کر

لگیا اوس شہ طوطیاں کوں عجب — سو یوں کھول منقار اوٹھیا بول تب

کہ منجکوں نہ تھا آج لگ یو گماں
جو انسان اس دھات ہوئے مہرباں

جہانتے جفا کار انسان ہو
کیا ہو ویگا تج پہ احسان وو

بھلا جو کرے خدمت اوسکی توں خوب
جو وو خدمت اوسکے رہے دل میں جوب

اگر کچ ہے ہمت تیری ذات میں
فلانے طرف جا توں ظلمات میں

ہے امرت کے چشمے نزک جھاڑ ایک
لیکر آ پھل اوس جھاڑ کا کاڑ ایک

وو پھل پیر کھاوے تو ہووے جواں
قیامت لگ اوس مرگ نئیں کر تچھاں

لے وو پھل کوں اوس شاہ کن انیڑا
کہ ایکار اس تے نہیں کچ بڑا

وو را نواں مشقت اوسی دھات کر ۲۰۴۰ پھل اوس جھاڑ اپرال کا ہات کر

گیا شام کے بادشاہ پاس پھیر
کھیا اے شہنشاہ آفاق گیر

جدھاں لگ مرے تن منے ہے پراں
تج احسان کا میں بندا ہوں کہ جاں

کیا مج ترا لطف گستاخ دیک
لے آیا ہوں تحفہ ترے تائیں ایک

کہ ہے خاصیت ہیں وو آب حیات
رس اوسکا سو ہے جوں شراب حیات

اگر شاہ اوسکوں کرے نوش جاں
نہوئے پیر دن دن کوں ہووے جواں

کہہ اس دھات وو پھل دیا شہ کے ہات
دیک اوس پھل کوں وو شاہ عالی صفات

کہا اے پنکھی دہر مج اپرال پیار
مرے تئیں توں لایا عجب یادگار

ولیکن حکایت وو عرفان کی سنیا ہے کہ نئیں توں سلیمان کی

کہتے ہیں جو کوئی ایک دن جام سات سلیماں کن (کے پاس) لائے آبِ حیات

کیئے جوں او تکلیف پینے (پینے کیلئے) بدل ۲۰۴۰ ابد لگ سلیمان سے جینے بدل

سلیماں ارکان دولت سوں تب کیئے مشورت سو کہے خوش ہو سب

کہ اے خاص پیغمبر اللہ کے اے ہادی دنیا دین کی راہ کے

بھلا جو کرے نوش یو جام توں ابد لگ جہاں کوں کرے رام توں

جسے پوچھے تو بھی دئے اے جواب (وہی) بزاں کر طلب سیمرغ کوں شتاب

کیئے مشورت سو کھیا یوں اونے جو ہے توں نبی نادر اس جگ منے

دسے مُنج تیرے یو رتے کاج (کام) یو جو توں آج ہیوے یکیلا (تنہا ہی) چ یو

عزیزاں ترے جائیں سب ہوں فنا کریگا یکیلا توں رہ کیا کہنا (کہنا)

تجے کاں وو سینا ہے کاں وو قرار (قلب) جو سوسے (سہے) دنیاں کا فراق ایکبار

اگر تجکوں اتنا سکست (قوت) ہے تو پی قیامت تلگ توں اکیلا (تنہا ہی) چ جی

سن اس بات کوں وو خدا کا نبی ۲۰۵۰ پھرا تب دئے جام اکیلا نہ پی

منج انماں سوا ہے اے جانور یکیلا رہوں کیوں اسے کھائیکر

کھیا بات جوں اوشہ (اندیشہ) کامیاب دیا پھر اوسے یوں اورانواں جواب

کہ اے شہ سلیماں کوں ممکن نہ تھا تب او جام سے او تغافل کیا

ولے تجکوں ممکن ہے فرما کسے جو بیرس لیجا باغ میں ترت اسے

بیر اِنے توں جسدن یو فرمائیگا اوسی دیس ہو یو جھاڑ بار آئیگا

بزاں مل عزیزاں سوں کر نوش تو ولے ہنج نہ کرنا فراموش توں

وو پھل بیرنے شہ جو فرمائیا اوسی دیس پھُٹ جھاڑ بہار آئیا

ہلایا قضا اوسکے جوں پات کوں پھل اوس جھاڑ کا تٹ پڑا رات کوں

ریکا ایک ہوا سانپ کا واں گذر سو وو پھل لے موں میں سٹیا پھیر کر

ادھی رات کوں ہو گیا کام یو ۲۰۰۹ قضا کے بجز کس نہ تھا فام یو

جو رکھوال دیکھا سنجر کیچ اوٹھ پڑیا ہے تلے ایک پھل خوب تٹ

او چالے خوشی سوں وو پھل دیک بل دیا لیا ترت بادشہ کوں وو پھل

چڑیا ہات دیک شہ وو پھل نرملا کیا امتحاں جوں ایکس کوں کھلا

سو درحال اوسے سانپ کا زہر چڑ ہوا بے خبر سو مُوا بھوئیں پو پڑ

تب او شاہ برہم ہویوں کہہ لیا بھلا جو نہ کھا میں تامل کیا

اگر بات رانوں کی سن کھاوتا تو میں بھی نتیجا یہی پاوتا

غصالا ہوا جوں او شہ داد گر کرن گھات اوسکے منگیا جیو پر

بچارا وو رانواں ہو حیراں ویں — اپس میں اپے ہو پشیماں ویں

کھیا تب کہ اے شاہ گردوں وقار — منجے قید میں آج رکھ توں نہ مار

ہوا زہر کیوں یو سو حیران ہوں — ۲۰۷۰ گنوا عقل کوں یاں پریشان ہوں

مرے دل کوں آتا ہے یوں دغدغا [خیال۔گمان] — کہ اس ٹھار [بات میں] البتہ ہے کچ دغا

بھلا جو صبا [صبح] چل کے اوس جھاڑ تل — آپے [خود آپ] بادشہ جا اوتار [نکال] او سکے پھل

کھلا یک بڈھے [بوڑھے] مرد کوں دیکھئے — گر او بھی جو اس کے نمن ناجیئے [طرح نہ زندہ رہے]

عذاباں [سخت سزا] سوں کر منج گرفتار توں — لیوے جیو [جان] تو میرا سزاوار ہوں

ولے کم توں یاں سعی تیرا نہ کر — مشقت [محنت] تو نا چیز [رائگاں] میرا نہ کر

سن اسکا بچن [سخن] وو شہنشہ گنبھیر — چلیا وہیں اپے صبح اوس جھاڑ دھیر [کی طرف]

پھل اوس جھاڑ پر تے اتار اپنے ہات — بڈھا سنکھ [بہت بوڑھا] یک شخص جو تھا سنگات

کھلا یا او سے جیوں سو درحال [اسی وقت] او — ہوا جوان کالے بڈھے بال ہو

ہوا شاد بھو تیچ شاہ اوس گھڑی — رکھیا رانویں کی شرم [عزت] اللہ [حق] او سگھڑی

کسی کی بھلائی کوں پروردگار — ۲۰۸۰ کیا نئیں ضائع کہیں اے نگار

غصا دل میں وو شاہ لائے زیاد — ہوا تھا جو رانویں تے بداعتقاد

جو اوسکی بھلائی انگے اوسکے آئی — سو شہ کی غضب [غصہ] کی اگن [آگ] کوں بجھائی

جو خدمت مرا تج پو اظہار ہو ہو ویگا بو جھیگی مرا قدر تو

اگر منجیو تیرا کچ اخلاص ہے توجا یار کن یو گھڑی خاص ہے
(پہچانیگی)

وو جالیا اچھیگا ترے تئیں سر پر تیرے وصل کا جا چھنکا دسپو نیر
(جلالیا ہوگا لیے جان) (پھڑک پانی)

منگی جوں او جانے سو آڑا ہو دن نجانے دیا سو رہی پھیر ان
(سدِّ راہ) (واپس ہوکر)

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی وے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب پانزدہم

سورج بور بچا جوں آسمان پھیر کیا قصد مغرب کے جنگل کی دھیر
(بچہ پھر کر) (طرف)

ہرن چاند کا اپنے بچیاں سوں مل ۲۰۹۰ جو مشرق کے صحرا تے آیا نکل
(بچوں کے)

پھر او دھن پریشاں ہوے حساب جو نزدیک رانوں کے آئی شتاب
(عورت)

کہی اے میرے من کے جونے عزیز سنی ہوں جو سنسار میں چار چیز
(دنیا)

چھٹیا تیر ہور موں تے نکلی سو بات ہوا سو تھا ہور گئی سو حیات
(چھوٹا ہوا تیر منہ) (گزرا وقت)

پھر آنا عجب یو پھر نہار نوئے پھرایا نہیں آج لگ انکوں کوئے
(واپس ہونے والے نہیں) (تک واپس لایا)

گذرتی ہے نت غم سوں مری حیات　　　کدھاں لگ اچھوں غم سوں لیئوں جو رہات

کہ دن دن کوں میرے اوپر گھات کیاں　　　گذرتیاں ہیں اتاں بری دھات کیاں

جو ذوق آج کی رات تے ہیں نہ پاوں　　　عجب کیا ہے جو مر سینا تر خ جاوں

نہ ضائع کرلے عمر باقی مری　　　کہ گھٹتی ہے نت اشتیاقی مری

نظر آج کر ہج پوٹک پیار سوں　　　میلا ہر سند بیگ اوس یار سوں

سن اس بات کوں خوب باگوش ہوش　　۲۱۰۰　　دیا جواب یوں اوس کہ اے سبز پوش

کہ اے گلبدن گن بھری ماولی　　　شتابی غضب جاہلی کاہلی

یوں چاروں برے کچھ ہے کر جان تو　　　کہ دھرتی ہے ہر بات کا گیان تو

اچھے دور دو ڈگ جن اس چار تے　　　نہ دیکھے ضرر کچھ وو سنسار تے

گھڑی کام آ کچھ کبل نا گہاں　　　تو سنبھال لے وو تو اپس وں ہاں

کہ جیوں نار یک بور نیچے کے ہات　　　سنیر کر رہی تھی سنبھال اپنی ذات

جوں یو بات اوسکوں عجائب لگی　　　سو پھر پوچھنے کی لگی تکبکی

زباں کھول تب یوں لگا بولنے　　　جواہر نصیحت کیرے رولنے

سنیا تھا جو یک مرد کی نار تھی　　　ادک جنگجو ہور عیار تھی

چھرالی بری بد روش تند خو　　　بھواں میں سدا گانٹھ ہور ترش رو

مسلّم رکیک ہور جھوجھی بتنگ ۲۱۱۰ لگی جسکے موں تو لگی جیوں جٹنگ

کہ ہمسائے سب جو بھی اپنے مندھیر چلانے تھے اوسکے اچھیں بادسیر

نہ عورت کہوں تھی وو سیر زور تر اچھا مگر سو عین اوسکا ہنر

نہ پنچی تھی کیں کوئی اس طور کی کہ سچلی وو ڈائن تھی اوس دور کی

بشر بھاستے دیو کوں دیک ڈر ولے دیو بھاسے اوسے دیک کر

بُرے ڈھنگ مرد اوسکے ناسوں سک کیا خوب یکدیس اوسکوں کتک

سو ویں شور کرتی خیالے خیال دو فرزند اتھے سولے اونکوں بال

نکل گھر میتے تے پڑی جیوں بہر چلی بیٹ جنگل کی دہر ویں نہ ڈر

سو اوس عین جنگل منے ایک ٹھار یکایک ہوا بور بچیا دو چار

لگیا اوسکے نزدیک جیوں آونے منگیا بنگڑیاں سوں اوسے کھاونے

کمر بیس جا سخت ہوی گھابری ۲۱۲۰ چھٹی ہات ہور پاؤں کو تھرتھری

سو من میں لیتی بول یہاں میں تو موئی بچیاں سات اپنے گرفتار ہوئی

جھگڑ مرد سوں کاں تے میں ٹھار آئی کدھر کی بلا آج اپن سر پو آئی

خدایا بچا آج اس ٹھار توں نکر اس بلا کا منج آہار توں

لہ یہ شعر نسخہ الف میں نہیں ہے ۔

جو ہونا ہے اتبار توں مہرباں — کہیا مرد کا ٹھیل سوں ناکہ جاں
کر اس دھات سیں تو یہ پھر نیٹ کر — لیتی کونڈیوں آپنے دل بہتر
کہ سر پر تو آئی ہے سچ یو بلا — ولے ترت یک حیلہ کرنا بھلا
بغیر حیلہ یاں ہور تدبیر نئیں — اگر ہو کر آوے تو چھپنے ہوں میں
کہ اس دھات سیتی کمر باند کس — یکایک دلیری سوں آنگے ہو دس
کہی یوں کہ اے پور بچے ٹک ایک — آنگے آمرے سن مری بات ایک
کہ اس ٹھار اچھنا ہے ایک باگ — ۲۱۳۰ نہ کی باگ وو بلکہ ہو عین آگ
ہے درہم جہاں اوسکی ہیبت تے آج — درندیاں منے سب اوسی کا ہے راج
ہر روز اپنے چارے بدل دو جنے — ہمیشہ معین کیا ہے اونے
نہ چوکے نمن اوسکی معتاد کوں — لیجاتی ہوں اس دو توں نخواد کوں
اچھیگی ترت بھوک تو آشتاب — انن دو نو میں ایک کوں کھا شتاب
کہ دستا ہے توں منجکوں وحشی دلیر — بھلا جو کروں تج ضیافت سیوں سیر
ایدھر باگ کوں جواب میں دیونگی — جو کچ آ کھڑیگا تو سر لیونگی
گیا نئیں ہے محروم کوی مج تے ایک — کروں تجکوں محروم کیوں دیک دیک
ولے رہ نکو یاں ترت پاؤں کر — کہ شاید سنے باگ تیری خبر

کہ اسٹھار اوسکی رضا باج کوئی　　بشر کے جو آزار کے پَے میں ہوئی

تو بنیاد اوسکی نہ رہے ٹھار تے　　ہے عالم خراب اوسکے آزار تے ۲۱۴۰

سنیا اوسنے جیوں بور بچایو بات　　ادک گھابرا ہو حماقت سنگات

وو عورت جو کچ کہی سو تحقیق جان　　پھر یا وانتے ہور وہیں چلیا ہور ٹھان

سو ایسے میں روباہ آیک کہنہ کار　　ملیا سو دیکھیا اوسکوں دلگیر اپار

لگیا پوچھنے حال سو بے درنگ　　کھیا کھول عورت کی بات اولنگ

وو روباہ ملامت سوں تب کھول جیب　　کھیا اس وضا ئے دلاور جیب

سنیا ہوں بزرگاں کے موں تے یو آج　　کہ جاں لگ شجاع ہیں سو احمق ہیں ساچ

وو چارا ترا نھا نہ کہا توڑ اوسے　　ہو مردانہ کیوں تو دیا چھوڑ اوسے

شجاعت اچھے تج میں تو کیا ہوا　　دلے عقل تیرا ہے پا در ہوا

کہ جاں لگ اہے نار و نر کا نشاں　　سہی مکر کا دام ہینگی پچھاں

نہ کر اعتبار اوسکی کئی کا ایتا　　کہ ہے عیں وو چرب تیرا بھتا ۲۱۵۰

دلیر اوسپہ پھر تجکوں جو یاؤ نگا　　تو سنگات میں بھی ترے آؤ نگا

کہ ہر کیوں اوسے آج کھانا بھلا　　لذت اوسکی ہیڑے کی پانا بھلا

لیا ہے مجھے اشتہا گھیر آج　　بہ دولت ترے میں بھی ہوں سیر آج

سنیا بوربچا جیوں اس بات کوں — کھیا پھیر روبہ کوں اِس دھات سیں

کہ اے دوست گن گیاں کے حق گذا — ہے روباہ بازی میں توں نامدار

جلیچ توں کتا ہے سو تحقیق ہے — پھر اوس پاس جانے تو توفیق ہے

ولے جو نکہ منجکوں بڑا ہے یہی — نہ کئیں بات اس عورت کی ہو رہی

اگر اون کہے تیوں اچھے باگ واں — تو کہنا چلے کیا مرا لاگ واں

بھلا جو اس عورت تے میں بات ڈہوں — گرفتار پنجے میں اوسکے نہوؤں

کہ کڑ بادی باگ سوں خوب نئیں ۲۱۶۰ — پلو باندھنا آگ سوں خوب نئیں

جو روباہ اوسنے سنیا بات سست — کہا دم ہلا پھیر کھڑا ہو درست

اگر کچھ تجے اے شجاعت شعار — نہ اچھے مرے قول کا اعتبار

تو باندآ اپنے پگ سوں میرا گلا — لیجا اپنے دنبال واں لگ چلا

اچھے باگ اگر واں تو کر منجکوں پیش — سلامت نکل جا توں بر جائے خویش

لگیا دیک دنبال ادک چھند سات — بہر حال ناٹھیل سک اوسکی بات

اسی دھات اپیں پاؤنکوں باندھ کر — چلیا بوربچا اوس عورت کی دھر

جوں وو شوخ مکری مفتن سکی — پھر اوس بوربچے کوں آتا دیکھی

فراست سیں فی الفور اُن پائی تھی — کہ روباہ لاتا ہے اوسکوں صحی

بھلا جو کروں ہور حیلہ اتال ۔۔۔ نہ دیوں چھوڑ ہمت کوں ڈھیلا اتال

جوں آیا وو نزدیک چل اوس کے ٹھار ۔۔۔ ٢١٧٠ دلیرا و سیو ہوویں اوٹھی ہانک مار

کہ اے بور بچے جو آیا توں پھیر ۔۔۔ مگر مرگ لیایا ترا میرے دھیر

تجھے کھائے بن نا رہوں میں اتال ۔۔۔ مرے داڑ کا ہے توں لقمہ حلال

کہ در اصل راکس کی جائی ہوں میں ۔۔۔ ہزاراں درندیاں کوں کھائی ہوں میں

مرا باپ دادا و نانا مدام ۔۔۔ رہتے ہیں اسی دشت میں کر مقام

جنا ور ترے سار کے پاک ساک ۔۔۔ صبا اوٹھ خوراک اونکی تھی لاک لاک

حکایت تجے باگ کا اس بدل ۔۔۔ کہی جو غصا تجکوں آوے اول

کرے حملہ مج پر تو دیں کھاؤں پھاڑ ۔۔۔ کلیجے سوں تیرے کروں گرم داڑ

ولے کیا کروں منجکوں نراس کر ۔۔۔ گیا او سگھڑی بیگ توں نہاس کر

پشیمان بیٹھی ہوں میں تب تے یہاچ ۔۔۔ کہ منج ہات سیتے گیا کیوں توں بانچ

بچھائی تھی میں دام تیرے بدل ۔۔۔ ٢١٨٠ پھر آنا کہ ہر کیوں توں اس باٹ چل

نکو جان عورت کہ منج سیر سری ۔۔۔ ہے مشہور یاں میری جادوگری

ولے بول منج کیا یو تیری ہی شاند ۔۔۔ جو لیایا ہی روباہ کوں پگ سوں باند

کہ میرے خورش کے تو لائق نہیں ران ۔۔۔ تجے یو بچی بد سکھایا سو کن

جو لیا تا ہتی کوں تو یا باگ کوں　　بجھاتا مری بھوک کی آگ کوں

مری یو لکھی یک ڈلی ہے کہ جان　　کہ بھکسے نہ کچھ اوستے میرا پران

سنیا جوں وو روباہ اوستے یو بات　　ہوا گھابرا دھڑتے اوڑجا حیات

کھیا تب ملوں بور نیچے کی دھیر　　کہ عورت نہیں یو بلا ہے گنبھیر

لے آیا تجھے کاں تے ہیں یاں نتال　　پڑیا مایہ اوسکا سمجھ مج اتال

ترا کام نئیں جو کرے اسپو روز　　یقیں جان توں یو بلا کچھ ہو اور

کہیں جسکو دادی ہے شیطان کی ۔۲۱۹　ہے ڈائن یو سچ اس بیابان کی

بھلا جو بچا لیکر اس نار تے　　اُچا ٹگ کرے تگ توں اس ٹھار تے

لگی بور نیچے کوں یو بات سچ　　چھوٹی کھلبلی سو چلیا واں نہ اَچھ

پکڑ باٹ ہور ایک ہنو اس کی　　دیا چھوڑ سُدبُد بھوک ہور پیاس کی

بندیا تھا جو روباہ کوں اپنے پاؤں　　گئی اوسکی کھڑری نکل ٹھاؤں ٹھاؤں

بجوں اس دھات کی اوسپہ بازی کھڑی　　تلیا آب وہیں ہنس پڑیا اوسگھڑی

لگیا بور نیچے کوں تب یو عجب　　سو چلتا چ پوچھیا ہنسی کا سبب

دیا جواب روباہ پھر اوسکے تئیں　　کہ ہنستا ہوں تیری حماقت پو میں

نہ یو وقت ہی جو ہنیچے پگ کوں باند　　چلے لنگتا چھوڑ دے توں بوشاند

مبادا وو ڈائن لیوے تج رلا منج چھوڑ دے بیگ ایسیں چلا

دیا چھوڑ یکبارگی جوں اوسے ۲۲۰۰ ہوا پھر حیات آئے نوی تیوں اوسے

چھپا جا کے سوراخ میں ایک ٹھار ہوا جمع خاطر سو پکڑیا قرار

جو اوس بور بچے کو ہیبت بڑی لگی سو کھڑا کئیں نہو اوس گھڑی

چلیا نھاس قلب ایسے ڈونگر کے دھیر جو بارا ڈھونڈے اوس تو پاوے نہ پھیر

وو عورت جو کی اس وضا حیلہ خاص ہوی بور بچے کے ہت سے خلاص

تو اے موہنی آج اگر جائیگی ملاقات اوس یار کا پائیگی

جو ایام ہونا موافق ترے ترے سات روباہ بازی کرے

توں ہر حال یک مکر حیلہ سنگات اوسی نار کے سار پاتوں نجات

سنی جوں او دھن یو حکایت تمام کیتی ساز جانے بدل وقت فام

یکایک صبا ہوی سو ہو گھابری وہیں کاڑ کسوت سٹی زرزری

جیوں اس دھات سیتی کام ابتر ہوا ۲۲۱۰ سو دوزخ بھرا اوسکے لکھی گھر ہوا

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب شانزدہم

یو جُونا فلک بے بدل حقہ باز　　کیا مکر کا پھیر جوں حقہ باز

ہوا غیب سور آپنے دیس سوں　　جو نکلیا چندا رین کے بھیس سوں

وو برہی جلی دلربا بعد ازاں　　ہو پژمردہ جوں پھول وقت خزاں

جو رانویں کن آئی آدھی رات کوں　　چلائی ادھر کھول یوں بات کوں

کہ اے توں جو دانا ہے ہر باب آج　　منگنہار میرا جو ہے لاب آج

جو ڈھنڈتی ہوں حظ یار کی ذات تے　　تو جاتا اہے مرد مجھ ہات تے

اگر منگتی ہوں مرد کوں بے قیاس　　تو ہوتی ہوں اوس یار تے میں نراس

ہوں حیراں اس ٹھار اپن گیان میں ۔۲۲۲۰ کہ کیوں دو کھنڈے یک میاں میں سمائیں

یو پردا مری شبہہ کا کاڑ توں　　نکو وغدغے میں منجے پاڑ توں

کہ اس راز کا یار سو توچ ہے　　عزیز اور وفادار سو توچ ہے

کر ایسا نصیحت جو خوشحال ہوں　　تر و تازہ جوں پھول کا ڈال ہوں

کہا[1] تب کہ اے بے بدل دلربا　　اچھو تج فراست پو صد مرحبا

---

[1] یہ اور اس کے بعد کے تین شعر نسخہ الف میں نہیں ہیں ۔

اگر پوچھتی ہے ہنجے بات سچ ۔۔۔ رضا ہیں تو اوس یار کی آج اچھ

اگر مرد تیرا خبردار ہوئے ۔۔۔ تو یوں اوس کروں جو نہ دل تج تے دھوے

کدھیں موں پھگا تج تے مخول ہوئے ۔۔۔ کروں حیلہ ایسا جو پھر پھول ہوئے
[ناراض]

جوں یک نار مقصود اپنا نہ پاڑ ۔۔۔ سٹی مرد کی بدگمانی کوں کاڑ

غبار اوسکے سب دل پو کا جھاڑ ہیں ۔۔۔ سٹونگا اسی دھات سوں کاڑ ہیں

بہر حال خوشحال اچھ غم نہ کر ۲۲۳۰ ۔۔۔ ترا پیار اوس یار تے کم نہ کر

وو ناری تھی کیسی کیوں اوسکے گن ۔۔۔ سنیگی تو کہتا ہوں دھر کان سن
[تیرہ، کرتوت، تیسے]

کہ پورب میں سوداگر یک نادار ۔۔۔ دھر تہار سامان تھا بے شمار

نہ تھی عقل کچھ اوسکو نادان اچھے ۔۔۔ بدل مال کے نت پریشان اچھے
[بیوقوف، ہمیشہ]

دنیا کا دھر تھار تھا طمع بھوت ۔۔۔ دھرے خرچ تھوڑا کرے جمع بھوت
[کیلئے]

جو تھی عورت اوس ایک چندر مکھی ۔۔۔ حماقت تے اوسکے اچھے جیو دکھی
[تیرہ]

محبت پو تے اوسکی لئی کاڑ دل ۔۔۔ کرے ذوق دانا جواناں سوں مل
[پڑسے، بہت، پلٹا، عقلمند]

وو جوں جوں کرے طمع سوں جمع مال ۔۔۔ پو کہا عاشقاں سوں کرے پائمال
[سے، بمعنی لٹا، برباد]

کتک دن کوں جو مرد پایا خبر ۔۔۔ چھپا دل میں عورت پو ظاہر نہ کر

کہیا ایک دن یوں کہ اے گلعذار ۔۔۔ نہ کر ہیں سفر کئیں ہوے برس چار
[کہیں]

ہوس ہے جو میں آج جاؤں سفر ۲۲۴۰ تماشا دیکھوں ہور پھروں بحر و بر

کدورت کروں دفع ہور نفع پاؤں میلا مال لئی کچ فراغت سیوں آؤں

نہ گھر فائدہ کچ ہے رہنے منے ہے صافی سو پانی کوں بہنے منے

کہہ اسد حیات سوں ہو بحد بے شمار رضا لیکو عورت کی نکلیا بہار

اتر شہر تے دور صحرا ہیں کئیں یکیٹ وان تے پھر رات کے وقت ویں

حماقت سیتی امتحاں کے بدل چھپیا جا پلنگ کے تلیں دیک پل

وو عورت سیو اوس رات جوں پھول کھل پلنگ کے اوپر ایک عاشق سوں مل

جو مشغول تھی آپنے خیال میں سونا گاہ اوسی ذوق کے حال میں

پڑی دشٹ جب اوسکے دامن اوپر سو تحقیق سمجھی کہ ہے مرد کر

حماقت پر اوسکی ہنسی مسکٹی سُنی تھی سو سمجھے نہ تیوں اوس اوٹھی

کلینے لگی دل میں یوں اوسگھڑی ۲۲۵۰ کہ بے وقت بازی تو منج پر کھڑی

حماقت منے گرچہ ہے فرد یو ولے ہر سند ہے مرا مرد یو

مبادا پلنگ کے تلیں تے شتاب نکل آکریگا منج اپرال عتاب

کہ میں تو کری ہوں نہ کرنے کے کام ولیکن نہ سمجھے تو بہتر یو خام

ہے ظاہر مرا ئی اُو سے اعتبار رکھے شرم اس ٹھار مرا کردگار

بھلا جو کروں حیلہ ایسے میں کچ — گر او مرد سچلا ہے نادان اچ
حقیقتاً — بیوقوف

جکچ میں کھونگی سو سچ ہے کہ جان — نہو سے مرے حق پو کچ بدگمان
جو کچھ — نہ ہوگا

اشارت سوں وہیں رمز عاشق پو کھول — یکایک اوٹھی اس وضا سات بول
اشارہ سے راز

کہ اے باپ اے مرے بھائی آج — میں یک کام تے یاں تجے لیائی آج
اور — سے

بری آنک سوں منج کدھن توں نہ دیک — منجے یوں سمج لے جو بیٹی ہوں ایک
آنکھ میری طرف

کہ میں مرد کی برہ تے ہونہال ۲۲۶۰ ستی تھی دو پہار آج انجھو ڈھال ڈھال
شوہر ہجر — دوپہر آنسو

سو یک پیر مرد آ کو سپنے منے — زباں کھول منج سوں لگیا بولنے
خواب

کہ اے ناوَلی پاک داماں کی — جو بے تاب ہے مرد کے دھیاں کی

ترے مرد کی عمر تو سب بھری — حیات آج کے دن تھی اوسکی بھری
ختم ہوئی

مرے کان میانے پڑی جوں یو بات — رہیا آ کو ہونٹاں میں میرا حیات
میں — لبوں پر

نہ لیا تاب تب میں کہی مو کھ کھول — او جینے کی تدبیر اچھے کچ تو بول
منہ — ہے

کھیا بعد ازاں اس وضا منج سات — کہ تدبیر یہ ہے جو توں آج رات
ان میرے

اگر ایک پر مرد سوں گھر منے — لیجا آپنے پاک بستر منے
غیر

دے حرمت دیانت سوں بسلائیگی — تو جیتا تیرا مرد کوں پائیگی
عزت ایمانداری بٹھلائیگی

ولیکن شتابی سوں کر یو علاج — صبا کام نا آوے جو کی تو آج
جلد — صبح غافل ہوئی

جوں اس بات پڑتے ہوی من ہشیار ۔ ۲۲۷۰ کر اس پیر کے بول کا اعتبار
(بات سے ہوشیار ہیں ۔ بات سنے اعتبار ہیں)

مرے مرد کے جیو اوپر تے سدا ۔ منج ایسیاں سہیلیاں اچھو لک فدا
(جان ۔ ہوں لاکھ)

مرے جیو کا ہے کہ او ننگ نام ۔ مرے سر تو جیتا اچھو کر مدام
(جان ۔ رہو)

بجد ہو اسی کارسازی بدل ۔ اسی کی صحت جاں درازی بدل
(کارروائی کے لیے ۔ کے لیے)

تجے بھار تے میں بولا بھیج کر ۔ کیتی گفتگو بیس یک سیج پر
(باہر سے ۔ بیٹھ پلنگ)

نہیں تو اپتا کیا منجے تھا ضرور ۔ جو نکلوں پرائے مرد کے حضور
(اتنا ۔ غیر سامنے)

صحی ہیں تجے بھائی کر پائی ہوں ۔ منجے بھان کر ہاں اے بھائی توں
(صحیح کے اپنا ۔ بہن)

ہوا گرچہ تصدیع تج بے حساب ۔ ولے دو جہاں میں ہوئی تج ثواب
(زحمت تجھے ۔ بہت)

اگر اس سفر تے سلامت سوں پھیر ۔ جو آوے مرا مرد میرے مندھیر
(پلٹ ۔ مکان)

کھونگی اوسے کھول کر یو تمام ۔ جو او بھائی کر ہان تجکوں مدام
(کی طرح سمجھے)

رضا دیوے گھر آنے جانے کی توج ۔ ۲۲۸۰ کرے عذر خواہی ترا قدر بوج
(تجھے ۔ معافی مانگے پہچان کر)

کہ اس بھار کا دوست پرور کہیں ۔ یقین جان اس دور میں تو نہیں
(کار ۔ زمانہ)

کہ تج تے تو میرا بر آیا مراد ۔ الہی رکھے دو جہاں تجکوں شاد

روانا ہوا لحال اپنے مقام ۔ ولے یو سگائی اچھن دے مدام
(اب ۔ رشتہ رہنے)

کہہ اس دھات سوں دے رضا اسکے تئیں ۔ پلنگ پر سُتی پھیر استجان میں
(طرح ۔ سوتی)

او احمق جو تھا اوس پلنگ کے تلار　　ہو عورت کے باتاں سوں خوش بے شمار

ایس میں لیا بول یوں اوسگھڑی　　یکا ئیک کیا بُد مرے سر چڑی

جو ایسی وفادار پر ہیں نہ جان　　ہوا امتحاں کے بدل بدگمان

منگے اون سو یوں منجکوں اخلاص سوں　　کروں میں سو رندی یوں اوخلاص سوں

ہوا خواہ میری ہو کیا خوب آج　　مری جاں درازی کیرا کی علاج

منج ان جاتے اس دھات منگتی اچھے　۲۲۹۰　منگوں کیوں نہ اس مرد ہو میں سچے

اگر منجکوں جیتا رکھیگا خدا　　تو اوسکے کیے تے نہ ہوسوں جدا

کرونگا بجاں خدمت اوسکی اپال　　کہ بھی منجکوں ملنا ہے ایسی محال

کر اس دھات اپنے معمے کوں حل　　پلنگ کے تلیں تے ویں آیا نکل

سو بے تاب ہو اوسکے دیدار کا　　ہٹیا ہات سینے پو جوں پیار کا

نہ جا نیچ نمنے تغافل کیتی　　دیوانا اوسے سر تے پانگل کیتی

ہوا دیک اوسکا محبت زیاد　　ہلوں کھول انکھیاں اندلے کے ناد

کہی یوں کہ اے سائیں سمرت سندر　　عجب منجکوں لگتا ہے تیرا سفر

گیا کیا سبب بھی پھر ایکس بدل　　یو مشکل منج اپر ال کرنا تو حل

جو آرام ہوے مرے دل کوں پھیر　　ہوئے تازا جوں پھول میرا سریر

زباں بعد ازاں عذرخواہی سوں کھول ۲۳۰۰ اوٹھیا اپنی عورت سیوں اس دھات بول

کہ اے پدمنی ذات سندر نگار جو تحقیق ہے توں مرے گل کی ہار

لے بھانا سفر کا ہنِد ھیر تے نکل یکایک پھیریا بیگ میں اس بدل

چڑی سیس دیوانگی سو نہ جان ہوا تھا ترے باب میں بدگمان

جو تج اپنی انکھیاں سوں ازماؤں آج کہ دل تیرے کیا ہے سو بھی پاؤں آج

چھپیا آ بہانے پلنگ کے تلار جو کچ تھا سو منج پر ہوا آشکار

مری فکر سوں دل مِنے جوں موم گل بجد ہو مری جاں درازی بدل

جو کچ بولتی تھی توں ایمان سوں او سنتا اتھا آپنے کان سوں

سراسر مری خاطر آیا تمام ترا صدق و اخلاص پایا تمام

کہی تھی توں جن بھائی کر موکھ کھول گیا یاں تے او بھائی کس باٹ بول

ہوس ہے جو پیدا کر اوس سوں سگائی ۲۳۱۰ کہوں ہیں بھی اوس آپنے موں سوں بھائی

دیوؤں اوسکو تنبول اپن ہات سوں کروں خوش اوسے ٹک میٹھی بات سوں

کر اس دھات عورت کوں خاطر نشاں سٹیا دھو کے دل میں جو تھا بدگماں

جوں او رات جا دیس آیا نکل بولا بھیج اوس شخص کوں لا لے گل

مل اس سات اس دھات ہمدم ہوا جو شک چھوڑ پورا او محرم ہوا

اگر مرد تیرا کدھیں اے نگار — جو دیکھے تجے یار سوں ایک ٹھار

کروں حیلہ ایسا چ اس وقت میں — جو کوئی نا کیا ہووے عالم میں کئیں

رکھوں اس وضا تجکوں سنتوس کر — جو آرڑا نہوئے تج سوں اور روس کر

کروں یو محبت کوں اسکی زیاد — جو تجکو پچ کرنا اچھے اوں شاد

نکو کر اندیشا توں اس باب کا — ہوں رکھوال ہیں تج سو مہتاب کا

نہونا سو عاشق ہوی جو اپتال ۲۳۲۰ — نہ کر بے وفائی سوں یاں توڑ تال

غنیمت کر اس عشق کوں جان توں — بہر حال ہوا اوسکی مہمان توں

جوں یو بات سن شرم کا پردہ پھاڑ — قدم بھار سٹنے جو کھولی کواڑ

شفق کی نکل آئی لالی وہیں — دے اپنے نصیباں کوں گالی وہیں

پھری نا امیدی سوں بھرتی اُساس — نہ جا سکے ہوی شرمندی بے قیاس

لگی فکر اس کوں سو ہو پھر نڈھال — لینی برہ کی آگ سوں تن کوں جال

غواصی اتم رین کالی دراز — یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے نو ہے دیس روشن صبح — ڈلے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہفدہم

سورج روپ ونتا اتم شہ جواں — کیا جا کے مغرب کے حجرے میں ٹھاں

چندا نو عروسی کے جلوے سنگات — جھمکتا نکل آئیا ذوق سات

پھرا او موہنی دوکھ کی سمدور ہو ۲۲۳۰ — برہ سات سب دیس ادکھ چور ہو

کہی آ کو رانویں کوں اے کارساز — ہوا حد تے بیلاڑ میرا نیاز

پھتر غم کے ڈھو ڈھو بو کھاندے گئے — میری عقل کے پانوں باندے گئے

جدھاں تے پرت دل میں خانہ کیا — مرے ہوش تے منج بیگانہ کیا

نہ دیکھی کسی رات موں خواب کا — جو ٹکڑے کلیجا ہوا تاب کا

سکت نیں جو کچ موں سوں بولوں تجے — عبث کیا کی باتاں میں گھولوں تجے

اگر ہی ترے دل میں میں آس پانوں — رضا دے جو اوس یار لگ آج جانوں

اگر نئیں تو کہہ منج صریحا اتال — جو اوس یار کا چھوڑ دیوں خیال

سن یو بات رانواں دیا جواب یوں — کہ اے نارنا ہوتوں بی بیتاب یوں

کہ بن مشورت کیچ دنیا کے کام — پکڑتے نہیں صورت اے نیکنام

جو کرتی ہے آ مشورت منج سوں یوں ۔ ۲۴۴ ۔ زباں استے ناد کیسی آج توں

توں دیکھیگی اس مشورت تے وہی | او دیکھیا ہے جے کچ برہمن صحی

جو پوچھی برہمن کی بات او دورا | سو بولن لگیا اس طریق ان پھرا

سنیا تھا جو یک راج اتم نیک بخت | گھڑی خوب دن خوب ہور خوب وقت

خوشی کا جو دل میں بھیا باؤ خوش | منگیا کرنے فرزند کا بھیاؤ خوش

سو ایسیچ کچ مستعیدی کیا | جو اسمان دیک انگلی کرڑ لیا

کیا خاص ہور عام کوں حکم یوں | جو دیں شہر کوں زیب فردوس جوں

گڑاں ہور کوٹاں کوں سنگار کر | جو دکھلائیں اسمان کے سار کر

بنے بن کے جھاڑاں کے پاتاں سمیٹ | کریں زرزری یوں ملمع سوں میٹ

جو دیک اوس جھاڑاں کی جھلکار دات | انکھیاں مہر ہور ماہ کی جائیں پھاٹ

دیسے تیوں سب آفاق جم کا ہوا ۔ ۲۴۵ ۔ لیا یا زمیں کوں سونے سوں تمام

جہاں کا تہاں ساز ایسا کیا | جکوئی نشہ نہ دنیاں میں ویسا کیا

گنایا خوشیاں سات جس دن یو کاج | بولا پیشوا کوں کھیایوں کر آج

جتنے بحر ہور بر کے ہیں ساکناں | جہاں لگ تے یاں ہیں جہاں لگ جناں

بھرے گھر کے یکد ھرتی جہان ہوئیں | صفا منج تے یا جوں گلستان ہوئیں

یونا ہو کے سونے ہیں یکبار آ — دیا ہے دریا منجکوں دیدار آ

اُسے بھی بلانا کر ہے دل منے — گر اس بات کی فکر اس تل منے

توجہ سوں دل کی سن اس بات کوں — دیا پیشوا جاب اس دھات سوں

کہ اس دور میں اے شہ کامگار — توں او بے بدل ہے سخی نامدار

جو تیری سخاوت انگے لیا نہ تاب — پگل زہرہ سمدور کا ہووے آب

عجب کچ بزرگی ہے تج شان میں ۲۲۶۰ — بھگاتے ملائک تج اسمان میں

گر اس میہمانی منے توں بولائے — دریا سیس سوں چل ترے گھر کوں آئے

براں برہمن ایک دانا گنبھیر — جو تھا اوس بلا شہ کہیا اسکے دھیر

کہ دریا کوں جا بولو میرا سلام — کرم کر کے آوو کہ میرے مقام

کہ کرتا ہوں فرزند کا کار خیر — نیرڑ سے نہ یو کام آپ آوے بغیر

جنا و رہیں افنام ایس میں بجتے — بھلا جو لے سنگات آوے وتے

کہ دیتا ہوں فرصت تجے تین دن — توں اس تین دن میں اُسے لیائے بن

بنا میزبانی یو کر سوں نہ میں — کریگا درنگ تو گذر سوں نہ میں

یکایک جو ایسی مہم آ کھڑی — کمر بیں جا فکر تے اس گھڑی

اڑے فاختے برہمن کے تمام — گیا شہ کنے تے جو اپنے مقام

کھیا آپنے محرماں کوں کہ آج (بیوی) ۲۲۷۰ عجب کام فرمائیا منجکوں راج

کیا ہے دریا پر منجے نامرد | بلا آج لیانے میرا کیا ہے حد (مقدور)

یو کیا دل میں لیا یا ہے فکرے محال | کیا کانتے پیدا یو باطل خیال (کہاں سے)

یکائیک دریا چل کر آوے کیوں (آوے گا کس طرح) | جو آوے زمیں تاب لیاوے کیوں

رہے کیوں یو عالم نہ پانی میں ڈوب | مرے عقل کوں یو لگی کچ نہ خوب

کدھر کا یو جھنج یو کدھر کا کچاٹ (جھگڑا) | دریایاں تے ہے ایک جھینے کی باٹ (راہ)

کیا شرط دن تین کے جانوں کیوں | اوسے تین دن میں بلا لیاؤں کیوں

مرے ہات تے تو نہ ہوسے یو کام (سے، ہوگا) | کہ یو کام دستا غلط منج تمام

مگر منج جواں مارنے کے بدل (جان سے، لئے) | اندیشیا ہے راج یو اندیشا کٹھل (سونچا، راجا، یہ، فکر سخت)

جوں اس دھات سوں کہہ لیا برہمن (طرح) | دریا کوں دیا یو خبر جا یون (ہوا)

سو درحال اسکا پچھان اضطراب (اسی وقت) ۲۲۸۰ کھیا مہربان ہو دریا اس کے باب (بارے میں)

ہم اسکی سرآئی تو ہے کٹھل (سخت) | نہ کی جائے اسکا جیا منج بدل (کہیں، جان، میرے لئے)

بجد ہو دریا بعد ازاں بے درنگ (مضر، فوراً) | بولا ایک بھنگ کوں کھیا اے بھنگ (مگر مچھ)

کہ راج اپنے گھر کاج کرا بتدا (تقریب) | فلانے برہمن کے ہات استدا (استدعا)

دیا بھیج منج تئیں سو وو آنہ سک (لئے) | پڑیا ہے تحیر کے پھاندے میں ٹک (فکر، جال)

بھلا جو توں اوس برہمن پاس جائے — دے تقوی اُسے یاں تلک لیکر آئے
ہمت

او آوے تو ل اوسکے سنگات ویں — گھر اوس راج کے جاؤنگا آج ہیں

سن اس بات کوں بول اوٹھیا او نھنگ — کہ جانے بدل ہیں تو آسوں نہ تنگ
بجلے اونگا

ولیکن جہابت ہے میرا بڑا — نہو سے بشر کوئی مرے موں کھڑا
خوف نہوسکے آگے

جکوئی منجکوں دیکھیگا ہوگا ہلاک — کہ عالم کوں میرا بڑا کچ ہو دھاک
خوف

جو پانی ہیں تے جاؤں ہیں بھار کوں ۲۳۹۰ — زمیں تا سکے نا مرے بھار کوں
باہر برداشت لاسکے بار - بوجھ

اگر پوچھتا ہے منج اسکا علاج — تو فرما توں یو کام مچھلی کوں آج
مجھ سے

جو مچھلی کدھن رُخ کر یو کام جوں — او فرمایا سو اوٹھی بول یوں
کی طرف

کہ خارج تو نیں میں ہوں تج بات تے — ولیکن نہو سے مرے ہات تے
نہ ہوسکے

جدا ہوؤں ہیں جس گھڑی نیر تے — رہی کر سنجے جان تدبیر تے
پانی

جو مچھلی تے دریا سنیا یو کلام — کھیا جس کوں فرماؤ تا ہوں یو کام
کہا جس کسی کو کہتا ہوں

تو لیتی آہیں عذر سوں کھینچ یوں — دریا ہو دھروں جایزا اہمال کیوں
ہیں

مبادا سینا پھوٹ برہمن مرے — او اپکار رہ جاوے سر پر مرے
احسان

ضرور اب ہوا جو اپے جاوں ہیں — جزا ترت اس کام تے پاؤں ہیں
خود آپ جلد

سو درحال صورت لے انسان کی — پکڑ باٹ یکیلا جو احسان کی
اسی وقت راہ

چلیا اس بچارے برہمن کے گھر ۲۴۰۔ دیا مار دستک اوسے یوں خبر

میں او شخص ہوں آج اے کدخدا جو لیا یا ہے توں منج بدل استدا

نظر بیقراری اُپر دھر ترے ایی ہو چل آیا ہوں میں گھر ترے

دیکھیا جوں برہمن اوسے کھول آنکھ کدورت سب اسکا گیا پھاٹک پھاٹک

چڑیا دیک اقبال کا ہات پل زمیں ہو کر اوسکے پڑیا پاؤں تل

کھیا تب کہ بچلا دریا ہوئے توں دریا کیا کہوں تج ہے بھی کوئی توں

جو کچ شرط احسان کا تھا تمام بجا لائیا توں کیا طرفہ کام

اگر جیو ہوتے منجے سو ہزار تو سٹتیا ترے لطف پر وار وار

چلیا بعد از اں مل کے اوس راج کن اُنگے جا اول اپنے سر تاج کن

کیا جوں او تسلیم سو دیک ویں کھیا اوس بُلا لیکر آیا کی نئیں

برہمن کیا تب کہ اے راج توں ۲۴۱۔ کیا تھا مُدت تین دن منج سوں

دو دن منج اوسے استدا انیڑا لے آیا ہوں دروازمیں ہے کھڑا

سنگات تج اور راج جوں پھول کھل اپے سامنے جا کو دریا سوں مل

ادک عذر خواہی سیتی پیش آ کھیا منج توں شرمندا اپنا کیا

بہوت بیگ آنچکوں اپنا کہہ جان کیا آج سنتوس میرا پران

سن اپے بات دریا اٹھیا بول تب — کہ آیا اپنا بیگ میں اس سبب

کہ میری درنگ پر تے بہمن یہاں — مبادا گرفتار ہوئے ناگہاں

ولیکن ہے شرمندگی بے حساب — کہ آیا ہوں میں ہات خالی شتاب

بہر حال خوشحال کر راج کوں — نہایت کوں اپڑا کر اس کاج کوں

رضا لے دریا پھیر جوں گھر گیا — یو اوصاف تر جگ منے پھر گیا

کنک دیں بعد از او دریا گنبھیر — ۲۴۲۰ دریائی کنک جنس کے بے نظیر

جواہر ہتی ہور ترنگ بے شمار — قماشاں رنگا رنگ نادر اپار

ہزاراں جہازاں میں بھر ساج سول — دیا بھیج اس دھات اس راج کوں

جو نہیں اس سنگینی تے لیاوے نہ تاب — کہ تحفیاں کوں اوسکے نہ تھا کچ حساب

جوں اوس راج کوں سب پڑیا او نظر — دیا بھیج وہیں اوس برہمن کے گھر

دیکے اوس شہ کی ہمت کوں چرخ بریں — کہیا بعد از اں آفریں آفریں

کہ جب راج میانے یو ہمت اچھے — دریا کیوں نہ چل اس کن آوے سچے

گرا ے موہنی توں ہے بدونت نار — ہے ایماں تیرا اگر برقرار

برہمن کی جوں مشورت آئی کام — مری مشورت کوں بھی توں دونچ فام

سنی توں تو امرت بھرے میں یو — گم اوس پیوسوں جا وقت ہی عین یو

گیا جوں دریا چل کو اوس راج گھر ۲۴۳۰ توں جاوُ نچ اوس یار کے آج گھر

منگے تیوں ترا جیو کرا وسپو ناز [چاہے] | خوشی کرم سوں آپ کرا وس سرفراز [اپنے]

کیا جوش دیک شوق دریا کے سار [مانند] | منگی جاوُ نے یار کے جو دیار

دیا صبح کا مرغ وین بانگ اوٹ [اٹھکر] | پھر اوسکے اس کے گئے پانوں توٹ [ہمت]

غُطا غم کے دریا منے سر تے مار [طوطہ] | نہ جا سک رہی بے قرار اپنے ٹھار [جگہ]

غواصی اتم رین کالی دراز | یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تو ہے دیس روشن صحی | ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب ہجدہم

ترکمان خورشید کا بے نظیر [سپاہی] | گیا چال مغرب کے جوں ملک دھیر [کی طرف]

رین کے ہندستان کا راج چاند [رات، یعنی ملک، بن رائے] | جوں آیا نکل صف ستاریاں کی باند

پھرا و نار مجنوں کیرے شکل سات [کی] | دے اپس نیٹ بے قراری کے ہات [اپنے آپ کو بہت]

کہی آ کو رانویں کوں اے ہوشمند ۲۴۴۰ شکنجا کیا منج برہ کا کمند [جال، ہجر]

اگر چہ مرا عقل جوں ہے چراغ | ولے اسنتے ہوں ہر گھڑی داغ داغ

کہ جب عشق کا باؤ اس پر بہے　　ہلا اوس بجھاوے بغرنا رہے

کروں فکر کیا میں کہ مطلق اڑی　　کہ دل کوں مرنے نیں قرار ایک گھڑی

گذرتا ہی غم منج پو جیتیچ یوں　　نجانوں موے بر مرا بھاگ کیوں

رہے نا جنو سر چڑے باج منج　　خدا تائیں لیا ہوش میں آج منج

سمج خوب رانواں سب اسکا خیال　　کھیا یوں کہ اے رہن بدیع الجمال

ترا یار سیف الملک سار آج　　ہے بے تاب دے جاکے دیدار آج

نہ کر غم کی شادی ہی تج رات آج　　نکو فال خالص و مخلص کے دھات

مگر صدق سوں باندنا لاج توں　　کر اوس یار کی بندگی آج توں

تجکو[1] فال خالص و مخلص کی جیوں　　۲۴۵ سُنی بات سو بول اوٹھی پھر کویں

کہ او کون تھے سو منجے کھول بول　　سو کہنے لگیا اوس سہیلی سوں کھول

سنیا ہوں جو یک شاہزادا سکی　　نپٹ گردش چرخ سے ہو دوکھی

لے دل ہور جو بھائی بنداں تے توڑ　　چلیا آپنا شہر ہور ملک چھوڑ

سو یک دیس جنگل منے یک فقیر　　خدا باج ناکوئی اوسے دستگیر

یکیلا کھڑا رقص کرتا ہی خوش　　ایس میں این ذوق بھرتا ہی خوش

---

[1] یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

لگیا شاہزادے کے دل کوں عجب سو نزدیک جا اوس موں کھول تب

کہیا اے فقیر اس بیاباں میں خوشی آئی ہے کیا تیرے گیان میں

جو کرتا ہے توں رقص اس دھات سوں سبب کیا ہے کہنا منج یو بات سوں

سو یوں بول اوٹھیا او کہ منج ذوالجلال کیا ہے عنایت عجب ایک فال

یکائیک اس ٹھار خوشحال ہو ۲۴۶۰ بشارت دیا اس وضا فال او

کہ منج ہات یک بست نادر بڑی چڑھے گی نزت غیب تے اس گھڑی

سو رقص اس خوشی سات کرتا ہوں میں عجب اس گھڑی ذوق دھرتا ہوں میں

او شہزادا سن بات اس دھات کی دیا کاڑ انگوٹی اپن ہات کی

کہیا دے منج او فال دھر منج یو پیار مرے پاس اچھن دے ترا یادگار

انگوٹی چڑی ہات دیک او فقیر خوشی کا دریا کرنے سارا سریر

دیا شاہزادے کوں او فال کاڑ سٹیا فکر کا دل پوتے بال کاڑ

رضا لے او شہزادا واں تے نکل گیا جوں اگے ہو کتیک دور چل

سو یک نار محبوب جیسے پری یکائیک آ سامنے ہو کھڑی

کہی نانوں میرا سو ہے نیک فال اگر لے چلیگا منج اپنے دنبال

تو خدمت کرونگی کمر باندھ میں ۲۴۷۰ ستارا ہو رہونگی مل اے چاند میں

تو کئیں اس سفر میں ہوئے نیون دکھی — رکھونگی تجے پھول تے بی سکی
(بن جنگل) (بھی زیادہ سکھی)

کھیا ہے اگر یو نچ تیری خوشی — تو اس باب ہے منج گنبھیری خوشی
(یوں ہی) (بہت بڑی)

جو لے اوس وہاں تے چلیا پیشتر — سو یک ٹھار پانی کی جاگا اوتر
(اوسے، آگے) (جگہ، جگہ)

نہا دیکھتا ہے جو اوس ٹھار پر — گرفتار میڈک کوں یک سانپ کر
(بغور) (مینڈک)

پکڑ موں میں دیتا ہے آزار زور — بچارا او میڈک اوچایا ہے شور
(منہ، سخت) (مچایا)

کھیا شاہزادا کی مظلوم ہو — مگر منج تے منگتا اہے داد یو
(شاید)

بھلا جو میں اسکے یو موں تے چھڑانوں — نظر منج پڑیا ہی سو اسکوں بچانوں
(منہ)

بہر حال اوس سانپ کوں جم دٹیا — پکاریا سو اوس تے او میڈک چھٹیا
(ڈانٹا)

چھپیا جا کو درحال پانی بھیتر — ولے سانپ اوسی ٹھار تھانبٹ کر
(اسی وقت، میں) (جگہ، قرار)

تب او شاہزادا کھیا گرچہ ہیں ۲۴۸۰ چھوڑایا تو تحقیق میڈک کے تئیں

ولیکن او چارا چ تھا سانپ کا — چھٹیا دیک او واں کھڑا ہو بھکا
(غذا)

کیا میں نہ اس ٹھار کچ خوب کام — بزاں اوس بھکے سانپ کی بھوک فام
(موقع پر) (بعد ازاں، معلوم کر)

وہیں کاٹ ہیڑا اپن انگ کا — انگے سانپ کے مسل دیا لیچا
(گوشت، جسم) (ڈال، دیا)

او ہیڑا لے موں تے اوچا وین اونے — چلیا ذوق سوں اپنی سانپن کنے
(گوشت، منہ، اٹھا) (کے پاس)

او سانپن لذت اوسکے ہیڑے کی چاک — کہی کاں تے لیایا توں آج یو خوراک
(گوشت، چکھ) (کہاں)

عجب کچ سوادا سمیں پائی ہوں میں حقیقت کھیا کھول اوسانپ ویں

سو حیران ہو تب اوسا پن کہی بشر کال تو ہے ہمارا صحی

جہاں تے تج اوپر نظر گھال وو کیا ہووے ایکار او کال ہو

تو ہرگز کھیا جائے نا کال اوسے بھلا جو کرے تو بھی خوشحال اوسے

اوسی کی موافق کی بات اک منجے ۲۴۹ جو ہے یاد کہتی ہوں سن او تجے

سونی ہوں جو یک روز موسیٰ نبی جو اپنا کلیم اوس کھیا ہے ربی

جو بیٹھیا نبوت کے جوں تخت اوپر آنگے آ کبوتر یک اوس وقت اوپر

کھیا اے خدا کے نبی منج سنبھال کہ ظالم مرے یک لگیا ہے دنبال

انپڑ آج توں میری فریاد کوں کہ ہے داد یک دے مرا داد توں

ویں ایسے منے پیٹ لگ ایک باز کھیا اے نبی جو ہے توں کارساز

بھوکا آج ہوں میں کبوتر کے پئے لگیا سو چھپیا آ ترے پاس وے

دے منجکوں جے بھوک استے اپنی گنواؤں جما کرلے خاطر کوں ٹک امن پاؤں

سوا سو وقت موسیٰ علیہ الصلوات کبوتر کوں انپڑانہ دے اوسکے ہات

منگے جو دیوں اوس کبوتر کے بھار اپن آنگ کا گوشت کاڑ ایک بار

پکڑ ہات درحال او بازویں ۲۵۰ کھیا اے کلیم خدا محض ہیں

ہوں میکال میں ان سوں ہے جبریل — کرن امتحاں تجکوں رب الجلیل

دیا بھیج ہمنا سو تج پاس آئے — کھلا صا ترے رحم کا خوب پائے

فتوت میں نیں کوئی تج سیار کا — سچا لاڈلا توں ہے کرتار کا

سنیا سانپ جوں یو حکایت تمام — کھیا اپنی سانپن کوں اے نیک نام

کہ ہے میری گردن پو واجب ایتال — جو ہووں اسوں جا مصاحب ایتال

کروں او سکے حق کوں اپکار میں — اتار اپنے سر تے لیوں بھار میں

کہ اس دھات در حال صورت پھرا — لیا روپ ایروپ آدم کیرا

نکل گھر تے آشا ہزادے کنے — زباں کھول او میٹھا بول کریوں اونے

کہ اے جاں[1] خالص مرا نام ہے — وفا تج سوں کرنا مرا کام ہے

لیوگیا توں خدمت اگر منج ہات ۲۵۱۰ — اچھونگا کتیک دیس مل تج سنگات

کھیا شاہزادا تب اے نیک رائے — ترے دل کوں بھایا سو منج دل کوں بھائے

مل اس سات واں تے جو انگے ہوا — کیا منزل یک ٹھار دیک خوش ہوا

او میڈک او س سانپ کے موں تے بانچ — جو زحمت تے تھا گھر میں دن چار پانچ

ہوا اوس جراحت تے جوں و اُبلا — کھیا اپنی جورو کوں نزدیک بلا

---

[1] نسخۂ (الف) میں یہ مصرع ناموزوں لکھا گیا ہے۔

کہ شرمندا ہوں بہت اوس جان کا ہے منج پر سنگین اوسکے احسان کا

کرونگا اوسے جا کچ اپکار ہیں کہ اس دھات گھر تے نکل بھار ہیں

پھرا اپنی صورت کو انسان ہو وہیں آ شاہزادے کن اس دھات سو

کھیا اے مروت کے دریا گنبھیر جو روشن ہے سورج تے تیرا ضمیر

مرا ناؤں مخلص ہے تج سات ہیں منگوں اس سفر میں مل اچھنے کے تئیں

کھیا شاہزادا ترا اختیار ۲۵۲۰ کہ اس دھات ہی میں بھی تیرا ہوں یار

انن تیں سوں بعد از اں تے مل گیا ایک نگر میانے ہو ایک دل

سو ویں اوس نگر کے شہنشاہ سات ملیا ہور کیا اس وضا سات بات

کہ ہیں او سپاہی ہوں اے شہریار جو تنہا سٹوں پھوڑ لشکر کے بھار

جو ہر دن ہزار ہون دیوے منجکوں شاہ تو خدمت کروں شاہ کا چند گاہ

یو جیسا کٹھل کام فرمائیگا مرے ہات او کام ہو آئیگا

کیا وو سنچ او شاہ قبول ایک بار سو دینے لگیا روز اوسے ہوں ہزار

کتیک دن پچھیں او شہنشاہ گنبھیر یکایک سواری نکل ایک دھیر

چلیا سیر کرتا گنگا کے تھڑی سو ویں ہات میں تے نکل اوس گھڑی

انگوٹی پڑی جا کو پانی بہت سکت کس نتھا جو گنگا میں اتر

لیکر آوے دھنڈ او سکے بھتر ال تے ۲۵۳ رہی دیک تدبیر اس حال تے

بولا تب کھیا شاہزادے کوں شاہ تو کرشرط منجسوں ہوئے چندگاہ

یدی وقت ہے آج اس ٹھار پر انگوٹی میری دیونا کاڑ کر

کھیا شاہزادا تب اوس شاہ کوں کہ فرصت دے منج آج کا دیس توں

صبا ہر سند سوں کرونگا یو کام گیا پھیر جوں واں تے اپنے مقام

کیا اپنے ہمرہاں سوں بچار سو مخلص کھیا رکھ توں خاطر قرار

کہ یو کام میرا ہے کرتا ہوں میں گیا چل کے نزدیک گنگا کے وہیں

پھر اشکل میڈک ہو اول کے سارے غوطہ مار کاڑیا انگوٹی کوں بھار

دیا شاہزادے کے لیا ہات میں ہو شہزادا خوشحال اس بات میں

انگوٹی لیجا شہ کوں انپڑا دیا سو اک مرحبا شاہ تے پا ئیا

ہوا دولت اقبال اول تے زیاد ۲۵۴ لگیا زور اُسوں شاہ کا اعتقاد

ہور یکبار گذرے دیکھت دن کیتیک لڑیا سانپ اوس شہ کی بیٹی کوں ایک

اوٹھیا غل نگر میں ہوا راز فاش کیے حکمتاں سات لئی کچ تلاش

ہوا کس کے افسوں تے نئیں فدا دیا شاہزادے کوں تب شہ ندا

لگی فکر اس شاہزادے کوں پھیر کھیا خالص انگے ہو تب اوسکے دھیر

نکر غم کہ یو کام میرا ہے آج — رواج اس مہم پر تے تیرا ہے آج
یعنی فتح - نفع

ولے مجکوں اوس شاہزادی کے پاس — لیجا اپنے ونبال اے حق شناس
ساتھ

سرا غیر تے واں توں خالی کرا — دیکھ اوس ٹھار کیا ہے سو حکمت بھرا
مکان

اوسی دھات وو شاہزادا کیا — سنگات اپنے خالص کوں ہمخوش لیا
طرح

پھرا خالص اوس ٹھار صورت ترت — ہوا سانپ اول کے نمن او نکوت
بدل روپ بھیس — جلد — مانند

ہو اوس شاہزادی کے رکھ موں پو وپ — ۲۵۵۰ لیا کھینچ سب تن میں کی زہر تئیں

سو درحال ہوی شاہزادی ہوشیار — سلامت سوں اوٹھ بیٹھی اول کے سار
اسی وقت — طرح

ہو خوشحال وو بادشہ اوسگھڑی — گنایا وہیں مہربانی بڑی
مقرر کیا

پڑا اعتقاد اوس شاہزادی کے تئیں — کیا شاہزادے کی تسلیم ویں
منظور

نظر جو ہوا اوسپہ معبود کا — نکل آئیا سور مقصود کا
سورج — مراد

چڑیا ہات کل ناگہاں غیب تے — ملے خوش اوسے ہمرہاں غیب تے
ہوا فتح — ساتھی

دیا رنج کوں سیس جوں چند گاہ — سو آخر ہوا شاہزادا سو شاہ
دن

کہیا بعد ازاں نیک فال اوسکے دھیر — میں وو ہوں جو بیچیا اتھا تج فقیر
سے — نے بیچا

اوٹھیا بول خالص کہ میں ہوں وو مار — جو ہیرا توں اپنا دیا تھا اودھار
سانپ — گزشتہ — قرض

زباں کھول مخلص کہیا اس طریق — وو میڈک ہوں میں جو کہ توں ہو شفیق

چھوڑا اوس بلا کے جومون تے شتاب ۲۵۶ بنچایا اتھا منجکوں لے کامیاب

ہمیں تینو دل تیری خدمت لگھال کئے آج لگ چاکری قدر حال

کیا حاصل اللہ تیرا مراد ہماری دعاسوں سدا رہ توں شاد

کراس دھات سوں بات لاریب ویں سو درحال تینو ہوئے غیب ویں

توں اس ہمرہاں کے نمن اے نگار کر اخلاص اوس یار پر آشکار

نہ کر نیند کر اوی خوشی سات جا مبارک ہے تج آج کی رات جا

وو جانے بدل جس اوٹھی ساج سوں صبا ہوی سو ویں رگگئی لاج سوں

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی و لے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب نوزدہم

جو ہاروت خورشید چھوڑ آسماں کیا غرب کے چاہ بابل میں ٹھاں

چنداسامری شرق کے گھر تے بھار ۲۵۷ نکل آیا دیک پھر او نگار

نفکر سیتی آئی رانوں سکنے کہی آج یوں ہے مرے دل منے

جو تج سوں صریحاً کروں جنگ میں — دیوں چھوڑ پورا تیرا سنگ میں

کہ جس رات آتی ہوں اس رات توں — تغافل میں بہاتا مری بات کوں

رین ٹالتا نت حکایاں سندگات — مگر دند دھرتا ہے کچھ منج سات

کتا ہے جو ہر کیوں ملیگا او یار — ولے منجکوں لگتا نہیں اعتبار

سن یو بات انواں کھیا تب اوسے — کہ اے موہنی یو پریت ہر کسے

دئے ہیں ازل نے تفاوت سیوں بانٹ — بجا اس وضا توں نہ شہرت کی گھانٹ

کہ توں ہے اپے مرد کی عورت آج — یو بے قید باتاں نہیں تجکوں ساج

جو ہوتی توں مجنوں نمن آپستا — تو میں کچ نصیحت تجے ناکتا

کہ چوری چھوپی کا ہے تیرا پرت ۲۵۸۰ — منجے ڈر ہے یو جو سُونے کوئی مت

ترا کام کچ توں کیتی کو چ ہور — تج اس ٹھار کچ کام آوے نہ زور

جو منج چھوڑ تجھی کس کہے راز توں — تو ہوتی تروت یار سے واز توں

تیرا عشق مج دھرتے پکڑیا ہے زور — نہیں تو کہاں کا اپتا تج میں شور

اگر یار سوں ہونے منگتی ہے ایک — قضا کے اوپر بھی نظر کر ٹکیک

کہ موقوف ہے وقت پر کام یو — صبا ہونہارا ہے جا شام یو

توں تحقیق جان اے سہیلی دراصل — نہیں ہے کسی کوں بغیر برہ وصل

منگوں میں جو ہم دست تج ہات آئے — ترا مرد تج ہات تے بی نہ جائے

کہ بابل کے راجے کی بیٹی نمن — توں کام آپنا کر لے اے گلبدن

جو لے بات سن پھر لگی پوچھنے — سو بولن لگیا کھول کر پھر اونے

سنیا تھا جو یک نور سیدا جواں ۔ ۲۵۹ — اتھا اوسکی صورت پو حیراں بھاں

مسلم اتھا حسن میں بے بدل — سو اپنے نگر تے یکیلا نکل

گیا شہر بابل منے جا مقام — ہوا شاد دیک خلق واں کا تمام

سو پھولاں کے ہنگام میں ایک دن — گیا سیر کوں باغ شاہی میں اون

یکایک بابل کے راجا کی جائی — اوسی باغ میں سیر کرنے کوں آئی

نظر اوسکی اوس جواں پر جوں پڑی — لگا جیو عاشق ہوئی اوس گھڑی

جو دیکھا وو جواں اوس گل اندام کوں — دیوانا ہو کھویا دہاں فام کوں

جب اونار گھر آئی اوس سیر تے — چھپا دل میں اس عشق کوں غیر تے

اپس میچ بیتاب ہوتی اچھے — انکھیاں میچ انجھواں جھڑوتی اچھے

پریشان ہو وو بچارا بھار — لگیا پھرنے چوندھیر بارے کے سار

نہ اوسکی خبر اوس انپڑتی دسے ۔ ۲۶۰ — نظر اوسکی اوس پر نہ پڑتی دسے

سمایا عجب آکھڑیا دیک اوجان — بزاں لیا لے دیں اپنے دل میں گمان

جو یک ساحر اوس شہر میانے گنبھیر ۔۔۔ اتھا سحر کے فن منے بے نظیر

لگیا خدمت اوسکی کرن روز جا ۔۔۔ کیا شرمندا اس شرن روز جا

سو یکدن زباں وو خوشی سات کھول ۔۔۔ کھیا کیا ہے مقصود تیرا سو بول

تب وو دردمند عشق کے داغ کا ۔۔۔ کھیا کھول قصا سب اوس باغ کا

سن اوساحر اوسکا حقیقت تمام ۔۔۔ کھیا منج انگے سہل کچ ہے یو کام

جو منگتا چندر سور کوں کوئی سار ۔۔۔ تجے آسمان پرتے دیتا اوتار

ملانا تج اوس سوں کتیا کام ہے ۔۔۔ وو سیتا تری جان توں رام ہے

کہ اس دھات درحال وو سحر گر ۔۔۔ دیا کاڑ یک جہرا کچ سحر کر

کھیا نر ہو کر ڈے یو موں میں جنے ۲۶۱۰ ۔۔۔ دسے نار ہو ہر کسی کوں اونے

جو ناری ہور کھ لیوے موں میں اسے ۔۔۔ تو ساریاں کی انکھیاں میں نر ہو دسے

اسی سات لے برہمن کا مثال ۔۔۔ وو جہرا سو اوس جان کے موں میں گھال

چلیا لیکے بابل کے راجا کے تھاں ۔۔۔ کھیا ناؤں میرا ہے اشٹا او دھال

جو مج ایک بیٹا اتھا نوجواں ۔۔۔ گیا ہے نکل کئیں سو میرا پراں

پریشان ہے اس بدل رات دن ۔۔۔ اوسی نور دیدے کی عورت ہیراں

ہر پانواں کوں میرے یو بیڑی کے سال ۔۔۔ مہاراج اگر توں دھرے منج پو پیار

رکھاوے حرم کے دروَنی اسے — تو اُپکار بندے پولئی کچ دسے

فراغت سیتی بعداراں ٹھاؤں ٹھائیں — دھنڈوں ہور فرزند کوں اپنے پاؤں

وو کئے تیو نچ راجا قبول اوسکی بات — دلا راہ خرچی اوسے مہر سات

اوس عورت کے تئیں ویلا وسی تل ہتے ۲۶۲۰ حرم میں دیا بھیج بیٹی کنے

جوں اس روپ سوں جا حرم میں وو جان — دیکھیا اوس سکھی کوں سوں پایا پران

ہوا اوسکے سیوک کوں مشغول یوں — جو سیوا دیا اوسکا کھلے پھول جوں

ولے راز دل کا نہ بھا بھار وو — دنبال اوسکے پھرنا اچھے چھاؤں ہو

محبت لگیا ڈذ ہیں اس دھات کا — جو پردا نہ تھا میانے کس بات کا

سو یک دیس پوراچ ہو غمگسار — کھیا یوں کہ اے سو ہنی گلعذار

لطافت کی ہے ڈال کی پھول نوں — ولے جیوتے اچھتی ہے مخمول نوں

گلالی تیری گال جو زرد ہے — مگر عشق کا کچ تجے درد ہے

کہ ہے مج خبر عشق کے درد تے — کہ سوسی ہوں ہیں اپنے مرد تے

کہیگی تیرا راز منجکوں نہ لاج — تو مرکیوں کرونگی میں اوسکا علاج

محبت کی جو گد گلی اوس چھٹی ۲۶۳۰ سمایا سو اوس باغ کا بول اوٹھی

براں اوسکی گفتار تے پا و جان — کھیا یوں کہ اے ماہ رویاں کی بھان

گر اس جوان کوں تجکوں دکھلاؤں اپنا پال — تو کیا دان دے منج کریگی نہال

کہی وو تو میری نظر میں بسے — اگر زن ہو دکھلائیگی منج اوسے

تو جیتی تلک جیو کہ پانوں تجے — سدا نین کی پتلی جانوں تجے

سو وو مہراموں میں تے ویں بھار کاڑ — دکھایا اوسے روپ اول کے سار

وو عاشق سہیلی ہو حیران ویں — کر اوس روپ پر اپیں قربان ویں

کہی منجکوں ذرا نہ امید تھا — ولے بول کیا یو نرا بھید تھا

سون او جان اوس دھن کے موں تے یو بول — سمایا سراسر کھیا کھول کھول

سو خوش ہو گلستان کے سار کھل — لگے دوئی خط کرنے راتاں کوں مل

صبا ہوئی تو مہراووموں میں سٹے ۲۶۴ — یکائیک عورت کالے روپ اوٹھے

کتک دیس چلیا ذوق بے دغدغا — دیا ناگہاں یو فلک جیوں دغا

سو یک دیس سر نہاؤنے کوں وو جوان — دیکھا بھائی اوس نار کا ایک ٹھان

چبیا آنکھ میں حسن اوس اپروپ کا — سو عاشق ہوا اوسکے ویں روپ کا

دیوانا ہو کیا بارگی جیب کھول — دیا بھیج یوں دائی کے ہات بول

کہ منج آج اے حسن کے آفتاب — کریگی تیرے وصل سوں کامیاب

یو ماتا ہوں تج عشق کے جام کا — رہونگا پنکھی ہو ترے دام کا

جوں اوسکے پڑی کان میانے یو بات دیا جواب یوں دائی کوں گیان سات

کہ میں آپ عورت ہوں یک مرد کی ہوں رنجور اوسی ایک کے درد کی

کہ سسرا سو میرا پتیا راج کوں یہاں رکھ گیا ہے شرم لاج سوں

خیانت کیرے آنکھ سیتی سہنجے ۲۶۵ نہچھانا تو واجب نہ تھا یوں تجے

سن یو جواب فرزند اوس راج کا دیا چھوڑ سد کام ہور کاج کا

سو پوراچ اوسکا دیوانا ہوا بلا اوس اوپر وو نہچھانا ہوا

جوں اوس راج کوں اپڑی یو خبر ہو حیران اپس میں اپے سر بسر

کھیا یو تو پر مرد کی نار ہے کروں کیوں خیانت کہ ترکار ہے

جو کہتا ہوں یو راز کس دھیر کھول تو میری دیانت پو آتا ہے بول

اگر چپ رہتا ہوں تو کر دلکوں چاک جگر گوشہ ہوتا ہے میرا ہلاک

پشیمان اس دھات ہو عاقبت مسلم اوسے عشق دا ٹیا دیکھت

دیا بھیج یوں بول اوس نار کوں کہ فرزند میرے کوں کر پیار توں

تیرے عشق سیتی ہوا ہے خراب پکڑ خاطر اسکا کہ ہے تج ثواب

او ٹھیا ہے وو جینے تے یکبار گی ۲۶۶ کہوں کیا تجے اسکی آوار گی

جوں اس دھات کی بازی اوس آ پڑی فراست سوں تب اپنے من میں اندیش

کھیا میں تو ہوں شرم کس اور کی — چلے کچھ نہ تدبیراں زور کی

جو فرصت کتک دن دیوے منجکوں راج — تو عاشق کا ہر کہیں کرونگی علاج

سنیا فرزند اوس راج کا جوں یو بات — ہو راضی کیا دل کوں گھٹ صبر سات

بھروسا اودھر دیکر اس دھات سوں — وہیں دیک پھیتا بل یک رات کوں

لے راجا کی بیٹی کوں وو پختہ کار — چلیا خوش اوسی سحر گر کے دیار

سو در حال وو سحر گر بے نظیر — دہی جہرا اوس جان کن تے لے پھیر

سٹیا موں منے اوس سہیلی کے سو — لگی دسنے سرپانوں لگ مرد ہو

جو وو رات جا ہوی صبا ناگہاں — او ٹھیا شہر میں غل جہاں کا تہاں

کہ راجا کی بیٹی ہور اونار جو ۲۶۷۰ امانت تھی یکبارگی آج سو

ہویاں ہیں حرم میں تے دو نوچ غیب — لگیا آ کدھن نئیں سو راجا کوں عیب

کئے دھنڈ دھنڈ شہر سب تل اوپر — پڑیا نئیں کسے کھوج اتن کا نظر

اگرچہ اوسی شہر میانے وو تھے — ولے وو نچ کر فرق کوئی نا کیتے

بزاں راج دلگیر ہو کہہ لیا — کہ میرا کیا منج اَگے آئیا

اگر میں خیانت نیر آتا نہ یوں — تو رسوائی عالم میں پاتا نہ یوں

کتک دن پچھیں کوں جو وو غلبلا — ہوا سرد سو پھر وو ساحر بلا

لے اوس جواں کوں بہت ساسوں ساج ساٹ — ملیا جا ئیگر تُرت اوس راج ساٹ

کہ پہلیں دُعا سوں زباں کھول کر — اوٹھا بعد ازاں اس وضا بول کر

جو بیٹا ہمرا گم ہوا تھا سو پھیر — ملیا تیری دولت سوں اے دستگیر

وو فرزند سو ہے یہی نونہال ۲۶۸۰ وو عورت امانت ہی اوسکی حلال

سعادت بھریا آج کا دن دسے — ملانا بھلا آج اوسے ہور اسے

جدھاں لگ اچھے چاند ہور آفتاب — مبارک اچھو راج کوں یو صواب

ہوا وانلا جوں وو یو بات بول — زباں راج تب عذر خواہی سوں کھول

کھیا کیفیت دوئی کا اوسکے دھیر — وو سنتاچ ویں چاک کر لے سر بر

ستم دھرتری کے اوپر ڈال اپس — دکھایا خلق بیچ بے حال اپس

کھیا میں بھروسا تیرے ست پوکر — گیا اوس نھتی ناٹیں اس ٹھاؤں دھر

جو توں راج ہو یو خیانت کرے — تو کیوں بے نوا آوے تج آسرے

کھڑیا واقعا آج اس دھات کا — ہو غمگیں وو راجا اُتم ذات کا

بزرگاں کوں اس کام کے سیانے سٹ — اوسے لاک ہوں دے کیا دور جھٹ

چڑے لاک ہوں جس وو ساحر کے ہات ۲۶۹۰ خوشی آن لے من میں کئی لاک لاک

جو پھر آ ئیا واں تے اپنے مقام — سو بخشا اوسی جوان کوں وو تمام

کھیا اوس اوتم دھن کوں اے گلعذار ۔۔۔ مل اوس سات گذران خوش روزگار

سرے گا جب یو مال منج پاس آو ۔۔۔ لیجا اور بھی مال تے ذوق پاؤ

کہہ اس بھانت دونوں کو دیتا رضا ۔۔۔ کہ دونوں کا تھا اس رضا سوں قضا

جوں وو دوئی مل یک ہوئے اے نگار ۔۔۔ ہو توں بی مل اوس یار سوں آج یار

نہ لا بار اوٹھ بیگ جا دوست پاس ۔۔۔ کہ تج یار کے ذوق کا ہے یو طاس

اوٹھی قصد کر جاؤنے جوں وو دھن ۔۔۔ اُجالا ہوا صبح کا چو کدھن

نہ جا سک رہی تلملاتی وہیں ۔۔۔ سٹی غم سوں لئی پھوڑ چھاتی وہیں

غواصی اتم رین کالی دراز ۔۔۔ بقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ۲۷۰۰ ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب بستم

جوں آروس کے سیار سورج سندر ۔۔۔ گیا چھپ مغرب کی خرقے بھتر

نکل چاند مشرق سے تے نوشو نمن ۔۔۔ جیوں آیا سو پھر وو برہنی سو دھن

جو نزدیک پنجرے کے جاکر کھڑی ۔۔۔ سو رانواں وہیں ہنس پڑیا اوس گھڑی

لگیا وو ہنسیا اوسکوں پورا عجب — سو پوچھن لگی اوس ہنسی کا سبب
(ہنسی)

اوٹھیا بول وو یوں کہ اے گلعذار — کہتر آج دن خوش صبا کی بہار
(صبح — وقت)

ادل کا مرا یار ہم جنس ایک — اوڑ اوس باٹ جاتا منج اٹھا دیک
(راہ — اس جگہ)

ملیا آئیکر ہور کھیا ایک قصا — منج وو یاد آیا سو آیا ہنسا
(قصہ)

سن اسا بات کوں ہو گلو گیر جوں — وو پوچھی سو بولن لگیا پھیر یوں

کھیا اس وضا سات منجسوں وو یار — اتم جگ بہتی روم کا شہر یار
(نیک — دنیا — شاہ)

سو دھرتا تھا ایک رانواں گنبھیر ۲۷۱۰ — منگیا دل سو یکدن وو شہ بے نظیر
(رکھتا — چاہا)

خوشی سات بیٹھیا اوسکوں باتاں میں گھیر — کھیا اے پنکھی منج سوں تحقیق بول
(طوطا — بیٹھ — رام کر — پرندے)

کہ توں بھوت شاہاں کے مہاڑیاں اوپر — اوڑیا ہور چڑیا ہور کیا ہے نظر
(بارٹیاں — محلوں — گذر)

کسی راج کے گھر میں بیٹی کی ذات — سہاگن اتم روپ بدمن صفات
(سلکھن — اچھی صورت — نیک)

کسی ملک میں آج لگ کس گھڑی — تیری آنکھ مینا نے نظر کئیں پڑی
(تک — میں)

جو میں عقد میں لیاؤں اپنے اوس آج — او رانواں کھیا نت کہ اے بھوج راج

شہ شام کوں آج بیٹی ہے ایک — جو بیتاب ہوے آفتاب اوسکوں دیک

موافق دسے منج وو تج شاہ کی — ہے تعریف عالم میں اوس ماہ کی
(موزوں — دکھے)

ہم اوس پاس ہے ایک شارو عجب — دھرے یاد قصے ہزاروں عجب
(مینا — رکھے)

دھونڈینگے جو دنیا کے بن میں تمام — تو ملسے نہ کئیں ویسی شیریں کلام
(ملیگی)

کہ اون ہور ہیں ایک دل ہو شہا ۲۷۲۰ — اچھے مل کے یک باغ میں سالہا

یکایک یو بیوفا آسماں — جو پاڑیا جدائی ہمن درمیاں
(ڈالا) (ہمارے)

سو وو سینپڑی جا وہاں ہیں یہاں — لکھا تھا سو اپڑیا جہاں کا تہاں
(گرفتار ہوی) (ہوا)

چڑی گر وو محبوب تج شہہ کے ہات — تو ہے آنہاری وو او سکے سنگات
(آنے والی)

جو بچھڑیا ہوں ہیں بھی کتے برس تے — وو آوے تو شاد او سکے ہوں درس تے
(دیدار)

بچن یو نتے او سکے کھُلی شہ پر باٹ — سو ویں دل میں پیدا ہوا چلبلاٹ
(بات) (ظاہر ہوئی) (شاہ) (بے چینی)

نظر او سکی رکھ وصل کے جام دھیر — رسولاں کتے بھیجنے شام دھیر
(پر) (سفیر) (کی طرف)

کیا مستعد تحفے کئی جنس کے — جو سدھ دیکھ اوڑے جن ہور انس کے
(تیار) (ہوش)

ہر او آپنا منگ لے اللہ کن — روانا کیا شام کے شاہ کن
(کے پاس)

مل او شہ رسولاں سوں او س راج کے — ہو راضی لگیا پیٹ بہنے کاج کے
(تیاری میں کام)

کیا یوں مہیا متاع جہاز ۲۷۳۰ — جو سات آساناں کے بھر کر جہاز
(جہیز) (سامان)

پڑیا عقد دھن مال دے بے قیاس — دیا چاند کوں بھیج اوس سور پاس
(دولت) (سورج)

جوں او شاہ اوس ماہ کوں دیکھیا — فراست پورا نویں کی تحسین کیا

منگے تیوں ہوا دیک حاصل مراد — لگیا شہ کوں بھو تیج اُسکا سواد
(بن لگیا رانوں کوں پیار کرنے زیاد)

کتک[1] دن گذر گئے پچھیں ایک دن — کیا شہہ کوں خوشحال دیک عرض ان

کہ اے ہبش کے ملک کے شہریار — اچھو شہریاری تری بر قرار

وو شارو فراست کی عالی صفات — جو آئی اہے شا ہزادی کے سات

منجے ہور او سے ایک پنجرے میں گھال — کرے شاہ اپنے کرم سوں نہال

تو دونوں اپنا گما ئینگے وقت — بہوت دن کوں دونوں کے جاگے ہیں بخت

مہربان ہو وو نچ وو شہریار — رکھایا ملا دوئی کوں ایک ٹھار

ملے ایک پنجرے منے جوں دو دوئی — تو کرنے لگے شاد ہو گفت گوئی

ملانے جو منگتا ہے بچھڑیاں کوں رب — تو اس دھات کرتا ہے پیدا سبب

وو رانواں وو شارو بزاں ایک رات — وو محبوب وو شہ سنے تیو نچ بات

یکن نر یکن نار کی دھیر ہو — زباں کھول کرنے لگے بحث دو

سو شارو دہٹائی ستی او سگھڑی — کہی آج ہے نر تے ناری بڑی

وو رانواں سن لے بات منقار کھول — کہیا نر تے ناری کیوں اگلی ہے بول

سو بولن لگی یوں کہ اے دوست سن — کتی ہوں تجے کھول کر نر کے گن

سنی ہوں جو کس ملک میں ایک ٹھا — انھا ایک تاجر بڑا مال دار

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

جو فرزند تھا ایک اوسے بدخصال   سو کرتا اچھے مال نت پائمال
(ہمیشہ)

جہالت ستی چھوڑ گھر ہور دار   کمینیاں سوں مل روز کھیلے قمار
(کمینے لفنگیاں) (یعنی شکار)

دیکھت باپ ڈھنگ اوسکے دلگیر ہو   ۲۷۵۔ سو پر شہر میں جاکے یک دھیر ہو
(افعال)

این سار کا ایک تجار دیک   مل اوس سات سمدھی ہوا کیں کر ایک

منگیا اوسکی بیٹی اوس اوگن بدل   کیا بھیاؤ سو گئے کتنک دن نکل
(اپنی طرح) (بدخصال کے لئے) (بیاہ)

دوسرا بزاں دے ادک بست بہاؤ   کھیا دونو مل آپنے شہر جاؤ
(بہت سامان)

جو عورت کوں لے واں تے نکلیا ہیں   اُتر باٹ میں ایک جاگا کہیں
(راہ)

یکائیک سب دست کر بست بھاؤ   ہوا بائیں میں سٹ دے عورت کوں باؤ
(سامان وغیرہ) (کنوئیں) (ڈال) (ہوا)

بچاری وو عورت جو تھی بیگناہ   خدا باج اوسے کوئی نہ تھا واں پناہ
(بغیر)

نکل بھار وقت سوں اوس بائیں تے   یکیلی بچھڑ آپنے سائیں تے
(کنوئیں) (مرد)

نہ کچ سد اسی کو بھی ہور کوستی   جفا باٹ ہور گھاٹ کا سوستی
(ہوش) (برا بھلا کہتی) (راہ) (سہتی)

کتنک دن پچھیں کوں جو آئی گھر آپ   ہو حیراں پوچھے اوسے مائی باپ
(اپنے)

تو بولی کہ چوراں ننگا باٹ میں   ۲۷۶۰۔ یکیلی منجے چھوڑ دے گھاٹ میں
(راہ)

چلے مرد کوں لیکے دھن مال سوں   نہ رہ سک میں آئی ہوں اس حال سوں

ستمگار وو باٹ پاڑو موے   نجانوں مرے مرد کوں کیا کیے
(بدمعاش) (رہزن)

رکھا اپنی وفا پر نظر وو سکی　　جفا مرد کا ڈھانپ کرویں رکھی

جو وو بیکیٹر بیچ کھا مال او　　دلدّر کوں لے سات پامال ہو
سنگدل　　افلاس　　پریشان بدحال

نہ کئیں پیٹ بھر چھوڑ دے دہر کوں　　پھر آیا وو سُسرے کیرے شہر کوں
کے

پریاں کا جو روضہ اتھا ایک ٹھار　　سو یکدن زیارت کوں گئی تھی وو نار

قضارا اوسی ٹھار پر آ مقام　　کیا تھا بھوکا ہور پیاسا وو خام
بیوقوف

پچھانی اپن مرد کا ان نشان　　ولے اوں تو موئی کر کیا تھا گماں
مرگئی

جو دیکھا وو ناگاہ جیتی اوسے　　لگا ئیک آ عجز سیتی اوسے

کیا عذر خواہی پڑیا پانوں پر ۲۷۷　　وو ستونت مشفق ہوا اوس کے پاؤں پر
نیک دل

چلی آپنے گھر کوں لے ویں دنبال　　بہر حال سُسرا دیکیا اسکا وو حال
ساتھ

مہربان ہو پھر نہال اوس کیا　　سو بیٹی کے موں تے بہوت کچھ دیا
سے　　کی خاطر

کتناک دیس آسودہ رکھ گھر منے　　روانا کیا جو مُنس کوں اونے
دن　　زن و شوہر

اوسی دھات وو اولکھن بھیر کر　　اوسی بائیں کے جا کنارے اوتر
طرح　　اوباش　　کنوئیں

ہوا[1] آپنے میں پھر اوسکے آزار کے　　نیٹ جیو پر اوٹھ اوس وفادار کے
بالکل جان

گلا کاٹ اوس بائیں بھتر ال ڈال　　نہ دکھلا کسے موں اوڑیا لے وو مال
چاہ　　اندر

---

[1] یہ اور اسکے بعد کا شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔

دنیا کی طمع کے اوپر رکھ نظر خدا کا سٹیا دھوئیکر دل تے ڈر

گئی بھول ہو دو تو جنت منے رھیا ناک لگ ڈب یو لعنت منے

یو ریاں تے یہی پائمالی دسے دنیا نیک مرداں تے خالی دسے

کہی جوں حکایت یو سنار و تمام ۲۷۸ اوبھٹیا بول راتواں وو شیریں کلام

کہاے توں جو دو کی بھلائی برائی کہی کھول کر سو مری خاطر آئی

مجے بھی ہے یاد یک قصا اسکے تول کتا ہوں سن اے گن بھری تج سوں کھول

سنیا تھا سمرقند میں ایک ٹھانوں اتھا تاجر یک کوئی بہزاد ناؤں

اوسے عورت ایک خوب مقبول تھی مگر نازکی بن کی او پھول تھی

یکٹ چھوڑ اوسے گھر گیا وو سفر نہ رہ سک حیا سوں وو چنچل سندر

لگا عشقبازی میں یک جوان سوں گھر اوسکے لگی جانے ہر شام کوں

صبا لگ مل اوس سات آنند کر جھنجھر کیچ ہوتے اچھے اپنے گھر

بسر مرد کوں اپنے او نیک ذات سو شرم آپنا دی تھی اسکیچ ہات

کتیک دن پچھیں کوں جو بہزاد پھیر سفر تے خوشی سات آیا مند پھیر

لگیا سخت عورت کے دل کوں برا ۲۷۹ سو ایمان بدلا دل اوس تے بھرا

سینے تے دریا فسق کی جوش کی سو دار و اوسے دیکو بیہوش کی

چلی آپ اوس یار کے گھر کدھن | سو ایسے میں یک چور چوری کرن
اوسی کے گھر آ دیکھیا جوں یو حال | لگیا پیٹ اوسکے چلیا ویں دنبال
جو کاں لگ یو جاتی ہو کرتی ہے کیا | نکل گھر تے مقصود دھرتی ہے کیا
سو مطلق بسر جا کے چوری کے کام | تماشا لگیا دیکھنے لئی تمام
بری گھر میں اون بیں اوس یار کے | لگی گل نزک بیں اوس یار کے
دیں ایسے میں کتوال یاں پا خبر | سو دونوں کوں جکڑے اوسی گھر بہتر
جو عورت مسلم لگی کچکچیاں | دئے چھوڑ ہو اوس اوپر مہرباں
پکڑ مرد کے تئیں گرفتار کر | چڑائے لیجا ٹھیلتے دار پر
جوں اوس نار کوں پھر لگی جھٹ پٹی | ۲۸۰۰ پھری باٹ میں تے ہو جلتی بھٹی
کھڑی جا نڈر یار کی دار پاس | اٹھی بول اس دھات سوں بھر اُساس
کہ اے جیو کے جیون توں میرے بدل | لیا یو بلا آپنے سر کبل
ہے آخر ترا وقت دکھلا او مکھ | میرے ہونٹ لے اپنے ہونٹاں میں ٹک
جو ہوبی ٹھنڈا مج سینے کا جلاٹ | رکھی مُن پو مُن جس نزک جا و داٹ
غصے سوں لیا ناک ویں اوسکی توڑ | دے جیو کھینچ دانتاں میں پکڑیا نہ چھوڑ
پھری واں ستے ہو اون دز ناک ویں | موں میں رہگئی اوسکی وو ناک ویں

گنوا ناک او سٹھار جوں گھر کوں آئی   اندیشی بد اندیش ہو پھر برائی

سو بہزاد کے جا بچھانے میں لیٹ   لیتی او سکے کپڑیاں میں اپس لپیٹ

چھوری تیز او سکے رکھی ہات میں   کیتی غلغلا ویں اوسی سات میں

کہ بہزاد بدمست ہو ناک کاٹ   ۲۸۱۰   میری زندگانی کیا بارا باٹ

رین جا صبا ہوی راسیک راس   چلے لیکے دونوں کوں حاکم کے پاس

دیکھت وقت بہزاد پر گھال کا   جو وو چور تھا شاہد اس حال کا

کھیا آ کے حاکم سوں سب کھول کر   کنارے کھڑا جوں ہوا بول کر

زبان کھول تب او عدالت شعار   کھیا کیوں کروں میں یو بات اعتبار

پھر او چور اوٹھیا بول ناجا نچے   گر او سکے بچھانے پو وو ناک اچھے

تو بہزاد کاٹیا ہے کر جان توں   مرا بول سب جھوٹ کر مان توں

گر اوس شخص کے موں میں اوناک ہے   تو بہزاد کوں جان تو پاک ہے

کئے دمار کن جا کو جوں وو صحیح   اتھی ناک اوسکیچ موں میں صریح

سن اے قصا گم ہور ہے عام خاص   بچارا وو بہزاد ہوا تب خلاص

وو دانواں کیا ختم جوں یو کلام   ۲۸۲۰   سو ستارو کی خاطر کوں آیا تمام

صحی جان اے نارگن گیان کی   کہ ہے مختلف طبع انسان کی

جہاں میں جہاں دیکھتا ہوں تو آج   تو یکدھات سبکا نہیں ہے مزاج

برے بھی ہیں دنیا میں ہور ہیں بھلے   انن دوئی بغیر بھی دنیا نا چلے

کہ جاں نور ہے وانچ ظلمات ہے   جہاں دن ہے تحقیق واں رات ہے

مدار اس جہاں کا ہے اس دھات سوں   کسی کوں نہیں جنگ اس بات سوں

جکوئی آفرینش منے خوب ہے   یقیں جان وو سبکوں محبوب ہے

کرے سعی جس کام کوں خوب ہو   تو مقصود کوں انبڑے کیوں نہ وو

حاصل کرے

گر اوس یار کی ہے تو خواہاں بڑی   تو جا ترت فرصت ہی تج اس گھڑی

مروت رکھ اوس خویش سوں خوب آج   تو طالب وو تیرا ہے مطلوب آج

خوشی ناخوشی سات جوں اونگار ۲۸۴۰   قدم بھار دھرنے کوں ہوی اختیار

باہر

سو باپی اوٹھیا مرغ دے بانگ دیں   بھبیا پل نہ اوس کاڑلے آنگ دیں

موقع نہ ملا

لئی جال سب تن کو جیوں برق ہیر   تفکر کے دریا میں ہوئی غرق پھیر

جلا

غواصی اتم رین کالی دراز   یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی   ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و یکم

جو زاہد سورج پاک روشن ضمیر — ہوا جا کے مغرب طرف گوشہ گیر

صفا سات صوفی چندا رات کا — کرن سیر نکلیا سمٰوات کا

شو[1] برہے جلی او دلارام پھیر — انکھیاں لال کر آئی رانویں کے دھیر

کہی اے جو پنجرے میں خوشحال توں — مرے غم تے بیٹھیا ہے نروال توں

جلوں ہیں تو ہر دیس اٹے جوں اجیت — گلوں رات کوں چاند کے سار نت

بھوکی ہوؤں تو کھاؤں غم بے شمار ۴۸۰ — لگے پیاس تو پیؤں انجھواں کی دھار

جو ہووے ہوس راگ پر جس گھڑے — تو نالے سنوں دل کے بے سد بڑے

بدل[2] سیر کے جو کروں باد باغ — دسے پھول ہو مجکوں سینے کے داغ

مرا حال اس دھات ہے سو تو یوں — ہے فارغ کروں تج پو غصا نہ کیوں

بھلا جو کرے آج توں کچ علاج — کہ کونڈ پا ہے پو راج برہا منج آج

---

[1] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

[2] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

سن یو بات رانواں کھیا جیب کھول — منج اے موہنی توں تو اے بات بول
زبان — یہہ

جو غافل اچھوں تج دل آرام تے — تری فکر تے ہور ترے کام تے
اپن سو لیا — اپن لیا

رہوں
تتے دن میں جو آج لگ ہر رین — نیرے تائیں دیوے کرا اپنے نین
آتے — رات — لیے چراغ — آنکھیں

حکایت شرائط ہور آداب کے — کتا ہوں اگے تج سوں مہتاب کے
کہتا — آگے

سبب یہہ جو کر دل میں تیرے اثر — ہر ایک کام آوے تجے بیشتر

مگر سب وہ لگتے ہی کڑوے تجے ۲۸۵۰ — کہ آخر کوں دستا اہے یوں مجے
نظر آتا

جو اس عشق کوں رکھ نہ سک دیر توں — ترت ہوئیگی یار تے سیر توں
سنبھال نہ سک زیادہ — جلد

یکائیک یو کام چھوڑ ایکبار — کریگی تو کچھ کام ہور اختیار

کہ جیوں ایک زاہد کی بیٹی سکی — مرد تے ہوا اعراض یکبار گی
منحرف

نہ رہ سک اپن نفس کے کیئے منے — خدا کی عبادت کے ہوئی پیئے منے
تابع اپنے — درپے

جو پوچھن لگی پھیر اس بات کوں — سو بولن لگیا کھول اس دھات سوں
طرح

سنیا ہوں جو ملتان میں ایک ٹھار — اتھا زاہد یک عین شبلی شعار
جگہ — تھا — بالکل

اوسے بیٹی یک ہور بیٹے بغیر — نہ تھے زیادتے کوئی بھی اوسکے گھر
زیادہ

سو ناگاہ حج کا ہوس دل میں آن — بچھڑ گھر تے جاتا وو عالی مکان

کھیا عورت ہور اپنے فرزند دھیر — کہ میں آپ آؤں تلگ حج تے پھیر
سے

اگر خواستگاری کوں کوئی آئیگا ۔ ۲۸۶ تو بیٹی کوں دیو جیوں تمن بھائیگا

ہے بالغ یو گھر میں نہ رکھنا اسے ۔ کہ مشکل ہے سنبھال سکنا اسے

کہہ اس دھات پکڑیا وو مکہ کی باٹ ۔ لگیا گھر میں فرزند کا جیو اُچاٹ

رضا بعد ازاں مائی کن لے دمیں ۔ چلیا آپ سوداگری کوں کہیں

سفر میں جو اسکوں ملیا یک جواں ۔ دیا غائبانا اوسے اپنی بھاں

کتک دیس بعد از جو گھر آئیا ۔ سنگات آپنے اسکوں لے آئیا

ادھر خواستگاری کوں جح کوئی آئے ۔ کسی کی نہ دیک باٹ بیٹی کی مائی

قبول یک بھلے مرد معقول کوں ۔ بنٹائی شکر پان ہور پھول کوں

جو مکے تے زاہد پھریا ذوق سات ۔ سو داماد یک اون بھی لیایا سنگات

ملے تین داماد یک آپس میں آپ ۔ رہے گم ہو دیں مائی ہور بھائی باپ

جنوایاں بدل سخت تینوں میں شور ۔ ۲۸۷ اوٹھیا ہور لگیا جھنجھ پر جھنجھ زور

جو اس بات کا شہر میں غل اوٹھیا ۔ بچاری اپس میں اپے اوپٹیا

سینا پھوڑلے ویں لگی جھوکنے ۔ نہ سہہ سک لوٹا نٹا لگی سُوکنے

کہی یا الٰہی رملا تین کوں ۔ کیا جگ میں بدنام مج ہین کوں

نہ کیں ایک عورت کوں ہے مرد تین ۔ ہوئے کانتے پیدا یو بے مرد دین

ہوا اس غم سوں نزدیک مرنے کے حال — لئی کھینچ دم شرم تے ہونڈ ھال

نکل اس کا سچ مچ گیا جیو کر — کفن دیونا جیوں ہے تیوں دیو کر
(دینا — اسی طرح)

سب یکدھرتے ماتم کے پڑ شور میں — لیجا نرت دفنائے اوسے گور میں

دو زاہد تو ظاہر کیا دوکھ تب — ولے دل منے خوش ہوا اس سبب
(بہ ظاہر)

جو درمیاں تے فارغ ہوا او و نزاع — کیا تینوں داماد کوں دین وداع

نماشام جیوں ہوی تو بھرتے اُساس ۔ ۲۸۰ وو تینو چلے مل کے اوس گور پاس
(آہ)

اوٹھیا ایک تب یوں انوں میں تے بول — ہوس ہے جو دیکھوں اسے گور کھول

کہ تعریف اس نار محبوب کا — سنیا تھا بھوت ٹھار اوس خوب کا
(عین حسن)

سوویں قبر میں تے اوسے بھار کاڑ — پکڑ ہاتھ دیکھا سو ہلتی تھی نار
(باہر نکال — عورت)

جو دوسرا طبیبی میں حاذق اتھا — اوسے دیک شرط اس و حنا سوں کیا

کہ موئی نئیں ہے یو روح اسکا تمام — نکل تن تے سر میں کیا ہے مقام
(مری)

ہلوں بیٹ بارک سوں مار مار — کریں گرم تو ہووے گی یو ہشیار
(آہستہ — بید کی چھڑی)

سُن او بات تیسرا کھیا یو ہیں کام — کرونگا کہ ہے مجکوں یو خوب غام
(تیسرا — معلوم)

کیا سعی وو جوں اسی دھات سات — سو جنبش منے آئے پائے حیات
(طرح)

یکایک صبا جو ہوئی جا وو شام — ہوئے جمع واں خویش قربت تمام
(اقربا)

موئی تھی سو پھر پائی دیک زندگی ۲۸۹۰	عجب ہور ہے سارے یکبار گی (حیرت زدہ)
اوٹھیا پھر کو تینوں میں دیں غلبلا (جھگڑا)	پھر اوس نار کے وو ہوئے مبتلا (عاشق)
سنجھا اوس بچاری کدھن دیک دیک (بغور)	لگے دعویٰ کرنے کوں اکس سوں ایک
بکن بول اوٹھیا یو زلیخا نچھل (کی طرف)	ہے میری کہ کھولیا ہوں ہیں گو راول
وو دوسرا کھیا ہے یو لیلی مری (ایک)	کیا فکر میں اوسکے جینے کیری (کی)
سو تسرا کھیا ہے یو مری عروس	کیا ہیں نگاہ اوسکی تشویش سوں (مصیبت کا احساس کرکے)
خصومت ہوا تین میں جوں دراز (زیادہ)	پھر او نار ہو اپنے جینے تے واز (بیزار)
کہی ہائے میرے یو کیسے نصیب	کہ میرے اجھوں پئے مٹنے یو رقیب (ابھی)
نہ جیتی براں مجکوں چھوڑے نہ کوئی (زندگی وقت)	نہ مرگی پچھیں منج تے یو بات دھوئے
بھلا ہے جواب سب تے میں ہات دھوں (دل)	خدا کی عبادت میں مشغول ہوؤں
وہیں سیس کے بال اپنے اوتار ۲۹۰۰	توکل سوں گوشہ کئی اختیار (کی)
جیوں یہ حال تینوں پو پرگٹ ہوا (ظاہر)	سینا صبر سوں بعد ازاں گھٹ ہوا
ہوا دیک میانے تے فارغ کیچاٹ (جھگڑا)	چلے دیں وو تینو پکڑ تین باٹ (راہ)
مگر آج تے توں بی اے گلعذار (بھی)	ہو بیزار اوس یار تے ایکبار
کرن منگتی ہے نیت نا امید (کرنا چاہتی)	تجے خوب نئیں یوں تو ستنا امید (چھوڑنا)

بہر حال جا آجکی رات توں — کراوس یار سوں مل میٹھی بات توں

کہ لئی دیس تے ہے وو خواہاں ترا — گلے گھال جا اوسکے باہاں ترا

(بہت دن — ڈال)

نکر اوس بچارے کوں محروم آج — مروت میں ہرگز نہو شوم آج

(باہیں — بدنام)

کہ تیرا بھی ہے نفس امیدوار — اول جیو دے آخر اوسکوں نہ مار

(ملنے کی ہوس)

جیوں اس بات تے پھر جو دلٹا فراق — سو پیدا درونی میں کر اشتیاق

(زور ہوا — دل میں)

اوٹھی جاؤنے گھر کوں جوں یار کے — ۲۹۱۰ ہوئے لوگ ہشیار سب بھار کے

(باہر)

نکل صبح کی آئی لالی وہیں — نہ جا سک رہی وو اُتا لی وہیں

(بیقرار)

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و دوم

جوں آسمان تے سورکا برہمن — چلیا غرب گنگا ہیں سندیا کرن

(سورج)

نجومی چیندر نرملا نامدار — جو مشرق کی دیول تے نکلیا بہار

(چاند — صاف — باہر)

وو مشتاق طاقت تے ہو بھیر طاق — سورانویں کن آسوس نا سک فراق

(کے پاس — سہہ)

کہی ہیں تو پنجر ہوی سوک سوک — مرا غم کیا کم نہ تیرا سلوک

مرا مدعا تھا جو توں ہر طریق — مری بیقراری پو ہوگا شفیق

ہوا ٹکڑے سینا تو برہے تے پھوٹ — مکرر کہوں کیا تجے روز اوٹ

کہ آتی ہے مج لاج اس لاج تے ۲۹۲۰ ترا دیکھ سوں مکھ نہ ہیں آج تے

کہ مج تج تے یک دن بی سکھ نا ہوا — قیامت تلگ مج یو جھکنا ہوا

دو رانواں سو گیانی فراوان بزاں — کھیا اس وضاسات خاطر نشاں

کہ جاں تے توں خاتوں دانگیر اچھے — کنا کیوں مرے جیو کوں ٹھیر اچھے

اپنے دیس کی بات سب جان جھوٹ — ولے آج توں بی شتابی سوں اوٹ

گھر اوس یار کے جا ملاقات لے — بہر حال خط آج کی رات لے

تغافل نہ کر سن یو میرا دلیل — کہ ہر باب کا ہیں ہوں تیرا وکیل

تج اپرال کچ بات نا آئے یوں — ہوں رکھوال توں اپنے من بھائے یوں

خوشی سات گم اوڈھ جھنجر کیچ آ — توں اس کام میں آج نا تیچ بھا

جوں یک نار محبوب کے وقت پر — رکھیا شرم لے ہند یک جانور

رکھنہار ہوں وو ں تری شرم میں ۲۹۳۰ کہ تیری وفا ییچ ہوں جرم میں

سن یہ بات اوسکے لگی پھیر دنبال — سو بولن لگیا اے عدیم المثال

سنیا تھا میں اس دھات کوئی بولتے ‏ بنارس کے راجے کوں نئیں نئیں کتے

ہوا ایک فرزند لئی دیس بعد ‏ نہ صورت میں نیکا نہ سیرت میں سعد

نہ تھا کچھ ہنر اوس منے باج بخت ‏ کہ جاہل اتھا ہور نادان سخت

دنیا میں تو درداں ہے سچ بہوترا ‏ ولے درد نادانگی کا بڑا

ہے ہر درد کوں آج ہر کئیں طبیب ‏ ولے کئیں نچ اس درد کوں نئیں طبیب

جو عیسیٰ نبی تھے علیہ السلام ‏ کرنہار مردیاں کوں زندے تمام

انو سار کے بول اٹھے اس طریق ‏ جو ہوتا ہے توفیق حق کا رفیق

تو امداد سوں اوسکی اقبال کے ‏ جلاتا ہوں مُردیاں کوں سو سال کے

ولے تو سکت نیں مرے گیان کوں ‏ ۲۹۰ ‏ جو دانا کرے آج نادان کوں

غرض جس وو فرزند بالغ ہوا ‏ نہ دھر فردیت باپ اسکا روا

کیا بھیاؤ امرت بھری سات میں ‏ پری کوں دیا دیو کے ہات میں

وو عاروس نچھا دیکھ مکھ مرد کا ‏ سو کر لے سینے کوں دریا درد کا

لکھیا تھا سو انپڑیا کگر جان لے ‏ خوشی نو عروسی کی ہر آن لے

لگی وقت اوس سات گذرانے ‏ سو دندن لگیا دکھ سوں وو ران نے

ولے اون لطافت میں اونار تھی ‏ ادک چلبلی ہور چو سار تھی

جنتر ہات میں لے جو گاتی اچھے دلاں کے پنکھیاں کوں بھلاتی اچھے

کہ تھا بھوت گانے پر اسکا خیال سوا یک رات وو نار صاحب جمال

ملہ مہاڑی تلیں یک برہمن جواں جو دھرتا اتھا گیان بیچ ناماں

خیالے خیال آپنے دھیاں سوں ۔ ۲۹۵ سنے راگ کرتا خوش الحان سوں

لگیا تان اوسکا وہیں تیر ہو سو عاشق ہوا اوس گل اوپر نیر ہو

کہی ایسے الحان کے جوان کوں دیا جائے خوش نترم ہور بان کوں

ملہ پکڑ ہات رسڑی پیرم کی اونار سنگاتیج مہاڑی کے اوتری نلار

اتالی ہو گرم اس محبت سوں عین جو دیکھی بتہا خوب اوسے کھول نین

سو چنداں وجاہت میں سبد ھانہ تھا گدا طبع تھا کچ رسیدا نہ تھا

کہی بعد ازاں دیک مکھ اُس کیرا اگرچہ نہیں توں تو لائق میرا

ولے قید میں ہوں یک دیو کے پری کس وضا دیو سوں گم سکے

سکت تج میں کچ ہی ہو یا عقل و رائے مجھے کاڑ اس ٹھار تے نے لیجائے

ترے مہر سوں باند دل چند روز گمونگی ترے ساتھ مل چند روز

کہ بھاتا نئیں اس مرد کا منجکوں سنگ ۔ ۲۹۶ ہے ناداں وو اوستے ہوئیں تنگ

لہ یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ ملہ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

سن اے بات اوس نار تے تب او جواں | کھیا تجھ پہ صدقا ہے میرا پراں
جان

جو توں ہو کہ یوں جانتے راضی اچھے | بندا بھی ہوں راضی نجاسوں پچھے
خود — نہ جاؤں گا پیچھے

نکل واں تے اوس سوں جو انگے بدی | سو آڑی ہوی باٹ میں یک ندی
کے ساتھ چلے — سد راہ راہ

بہتی دیکھ ور زور پانی کی لوٹ | کھیا کاڑ کسوت تری باندھ موٹ
تیز موج — نکال کپڑے لنگوٹ

کہ اول یو اسباب اُلگاؤں نگا | بزاں تج سلامت سوں لیجاؤں نگا
پار پہنچاؤں گا — بعد ازاں تجھے

قبول اون کیے تو یچ کیتی او نار | دئی بات اوسکے سب ابرن اوتار
کی عورت — کپڑے

دو لیتا چ پانی کے پیلاڑ النگ | کھیا کھا نہارا ہوں ہیں بھیک منگ
پار

یو ناری جو ہے شاہزادے کی جو | لیجاؤں کیوں اُس میں کہ بھیسے نہ لو
عورت جورو — میرے قابل نہیں

جکچ جو چڑیا ہے مرے ہات مال | پچھالیوں تو ہے مجھے یو حلال
اقبال — پہچالوں

کہ مفلس ہوں پوراچ مج یو ضرور ۲۹۷۰ | کرا تج سوں اپنے دل کوں سرور
کرانے کے لئے

یکیکی اوسے چھوڑ ایلاڑ ویں | ہوا سب وو گرداں پیلاڑ ویں
اس طرف — باندھ

جو تھی منتظر دیکھتی اوسکی باٹ | نہ آیا سو سینا گیا پھاٹ پھاٹ
راہ

کئی جو عمل اُن اپن مرد سات | کیا وو عمل دوسرا اوس سنگات

دغا دینے ہارے کوں راحت نہیں[1] | دغا اسکوں دیگا خدا ہر کہیں

---

[1] یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

بڑی بھار سو چھپیر گھر کی نہو — پشیانگی سوں کدھر کی نہو

باہر

صبا ہوی سو وین غم کے بھنور میں پڑے — رہی نیٹ اوسی ٹھار کرڑ کا پکڑ

بھنور — برقرار — جگہ — ساحل

سو ایسے میں یک جانور ناگہاں — پکڑموں منے ہاڑ آیا وہاں

گوشت

جو پانی میں مچھلی نظر اوس پڑی — سو وو ہاڑموں میں تے سٹ اوسگھڑی

گوشت — پھینک

چھپیا ہور کیا سعی مچھلی بدل — ولیکن نہ سنپڑی اوسے گئی نکل

کے لیے

جوں اسے حال دیکھی وو عورت تمام — کہی یو جناور سو کیسا ہے خام ۲۹۸۰

بیوقوف ا

گنوا ہات تے نقد کوں ایک بار — کیا جا کچی بدسوں سودا اودھار

بیوقوفی

سنیا جو جناور وو اس بات کوں — کھیا کوں ہے بول اے نار توں

یکیلی جو بیٹھی ہے توں بن ادھار — ہے مقصود کیا اس ندی کے کنار

بے سہارا

وو عورت اوٹھی اس وضا بول کر — کہی آپنا حال یوں کھول کر

کہ دھرتی ہوں میں مرد سو ہی کڈھنگ — سینا اوستے پکڑیا ہے سخت ننگ

رکھتی — بدصورت — نفرت

منگیا دل سو یک دوست دانا سوں مل — خوشی سات اچھوں پھول کے سار کھل

چاہا — رہوں — مانند

سو او دوست نا آمرے ہات کوں — نکالے گیا سٹ میری ذات کوں

چھوڑ

دغا کھائی میں زور پر مرد ستے — پشیماں عاجز ہوں اس درد تے

غیرمرد — فریب

کھیا تب او پنکھی اوسے اے نگار — ترا ہور مرا قصا ہے ایک سار

پرندہ — طرح

اگر مرد سوں رہتی قانع ہو توں ۲۹۹۰ نکل گھر تے آتی نہ اس بھانت سوں

تو یو دیس انگے نہ آتا ترے بدل دل پو غم کا نہ چھاتا ترے

اگر میں نہ کر طمع مچھلی کیرا وو موں میں تے لقمہ نہ سٹیا پھرا

تو کیوں سو سیا اس وضا بھوک میں طمع دار ہویاں گیا چوک میں

یو بات او سکے موں تے سونی جیوں او نار سو بولی کہ اے جانور خام دار

کہہ یک حیلہ منجکوں جو ٹک آس پاؤں اوسی حیلے سوں آپنے گھر کوں جاؤں

جو مج پر ہوئے مرد بد اعتقاد دندے کے زبان بند ہوئے دوست شاد

کھیا حیلہ سو نرت لے ہے پری جو ست میں اپس کوں دیوانی کری

لیوے تن پو کے پھاڑ کپڑے تمام ننگے سر ننگے پاؤں سوں وقت شام

چلے نیس کر آپنے گھر بہتر جو ہر کوئی کہے تج دیوانی ہے کر

جو اس دھات سنپڑ ترا گھر میں ہوئے ۳۰۰۰ کرن کچ علاج آونگے منجکوں کوئی

توں یکبارگی ہونکو ویں ہشیار تفاوت سوں آسد میں توں ہاتی ٹھار

اسی دھات سوں شتابدلے دوا اوٹھی سو رسوائی تے خلق کے تب چھوٹی

تجے بھی ہیں اے نار گنونت خاص کرہار ہوں ہر بلا تے خلاص

توں ہر وضع سوں آج مرے بدل ۔۔ اوسی یار میں بھار گھر تے نکل

کہ مشتاق تیرا اچھیگا و و یار جواں انتظاری سوں اوسکوں مار

جو کوئی اوسکوں منگتا اچھے جیو سوں گما نا بھلا وقت اوس پیو سوں

جوں اس بات پر وو اوٹھی شاد ہو وہیں صبح دندے کیرے نا د ہو

نکل ائیا دیس اندھارے کوں ڈاٹ پھر اوسکی خوشی ہوگئی بارا باٹ

رہی گھر منے جا نہ سک یار لگ پڑی سیج پر برہ نروار لاگ

غواصی اتم رین کالی دراز ۳۰۱۰ یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست وسیم

فرشتے جو شمشیر کوں بھاں کے دئے ڈال بیچ غرب کی میاں کے

فلک شرق کا کھول زنگیں غلاف لیا ہات میں چاند کا سیف صاف

جو پھر او سہیلی رنگا میز ہو رضا کے بدل گرم ہور تیز ہو

کہی آکو رانویں کوں لے حق گذار پکڑ جیو جوڑی ہوں بھا تج پو پیار

نزک ہے جو برہا کرے منج پو زور لیجا جیو مرا تج پورا کھے ہوں پور

مرے درد کوں آج اے غمگسار   نکو جان دُسریاں کیرے دردسار

کہ ساریاں کی یکسار سورات نئیں   دنیا بیچ عشاق یک دھات نئیں

سنا یوں گیا ہے جو مچھلی کی ذات   دھرے عشق جل سوں تنگ آگ سات

ولے جل سو مچھلی کوں راکھے سنبھال ۴۰۲۰   اگن سو پتنگ کوں کرے جھڑ زجال

کھیا تب اوراں کہ اے کج منی   جلیچ توں کتی جھوٹ نئیں سچ کتی

کہ عالم منے عورتاں کا پرت   ہے مرداں کے پیرت تے محکم پرت

جو عورت اپے ہو حبسوں لائے عشق   تو مرداں سے کرزیاست دکھلائے عشق

اچھے جاں تے تج عشق کا نیٹ بول   نکرسعی ہیں یا دیوں تج بیٹ کھول

تیری فکر سوں میں کسوں دن کوں رات   کروں رات کو دیس تج غم سنگات

بھی دو کہ دن میں تج تے دو چنداں منجے   یو پنجرا دسے عین زنداں منجے

یقین جان توں یہ میرا ہے مراد   جو توں اپنے مقصود پا ہوئے شاد

پھرا سبات پرتے او جھٹی بول او   اگر سچ ہے تج دل منے بات یو

قسم کھا جو منجکوں لگے اعتبار   ضرورت سوں کر تب قسم اختیار

کھیا میرے جاں لگ جیتیاں ہیں آج ۴۰۳۰   بناں میں جتے عندلیباں ہیں آج

بزرگی میں سیمرغ جو ہے گنبھیر   شجاعت میں جو باز ہے بے نظیر

جو ہدہد دھرنہار ہے سرپو تاج | جو ہے خوشنما فاختہ ہور دُرّاج
کبوتر او کویل ہور بھنگراج مور | جہاں لگ جہاں میں جناور ہیں مور
ہے سوگند منجکوں وتنیاں کا تمام | کہ اخلاص ہے تج سوں میرا مدام
جو تقصیر تج کام میں میں کروں | ترے باب کچ دل میں کینا دھروں
تو سچ خواجہ فرعی کیرے حال سار | مرا حال بھی ہے کہ جان اے نگار
پھر اے بات پوچھی جو او سندری | کھیا اے مدن باؤکی باؤری
ستیا تھا جو کوئی شخص منصور نام | دھرنہار تھا مال ہور احتشام
خدا ترس صالح سخاوت شعار | اتھا بلخ اوسکا جو رہنے کا ٹھار
اوسے ایک عورت جو تھی نیک بخت ۳۴۰ | سو تھی خوب رویاں میں مقبول سخت
صلاحیت اسمیں تھی اس طور کی | مگر رابعہ تھی دو اوس دور کی
جو منصور ارادت سفر کا کیا | سو عورت کوں سب عرض گھر کا کیا
رضا لے تجارت کی نیت سوں وہیں | چلیا مستعد ہوئیکر دور کئیں
جو واں ایک چینچل اوسی شہر میں | جو مشہور تھا فسق سوں دہر میں
اوس عورت کی خوبی کی تعریف سن | بڈھی پختہ کار ایک کٹنی کوں چن
دیا بھیج اس پاس اس دھات بول | کہ اے نارنج حسن کا آج ڈھول

بھیا ہے نگر میں نمام اس وضا — جو حیراں ہے سن قدر ہور قضا
(شہر)

ہے جاں تے قضا ہور قدر کا یو حال — نکیوں ہوں نہ تج عشق تے میں نڈھال

ہور وشن ترے درس تے میرے نین — تیتوں میں جو بن نیر کی ہو کے مین
(دیدار، آنکھیں، تڑپوں، بغیر پانی، مچھلی)

جو میانے ہے بے طاقتی کا حصار ۳۰۵۰ — منگوں آہ کے اس فرنگیانسوں بار
(درمیان، مراد، دشمن، نذر)

کروں چور ہمت کے بازوسوں لڑ — یکیٹ آنوں تج وصل کا ٹھانچ چڑ
(تنہا، تیرے، ٹھانک)

ولے منجکوں ستپیڑے نہ بل کیا کروں — کہ ہے عشق تیرا اکبل کیا کروں
(موقع، سخت)

اگر اس ہوس کا توں دہلیز کھول — مرے دھیر آگی کسی کوں نہ بول
(پاس آئیگی)

تو بسلا تجے نین کے صدر پر — کروں گا فدا جیو تج بدر پر
(بٹھا، آنکھوں، مسند، جان، چاند)

اسی دھات جا او بڈھی جو کہی — او عورت سن لے بات وہیں گم رہی

اٹھی بعد ازاں بول لے ماؤلی — جو یو بات کی توں نہ تھی کچ بھلی

کہ جس سر میں سودا ہے رحمان کا — قبولے او کیوں کام شیطان کا

اچھے سست سوں یکدل ہو جن ایکسات — وو کیوں دیوے ایمان دوجے کے ہات
(ایمان عصمت، دوسرے)

جکوئی آپنے ٹھار دانا ہے گھٹ — سو کیوں جاوے بتخانہ مسجد کوں سٹ
(جگہ، مضبوط، چھوڑ)

ہے جو لگ نظر میں مرے ماہ وسال ۳۰۶۰ — میسر نہ ہوئے اسکوں میرا وصال
(جب تک)

اگر عقل کچ ہے تو سچ جان توں — سیڑھی کوئی نہ لیایا ہے آسمان کوں
(سیڑی پری کوئی لایا نئیں اسمان سوں)

جوں اس دھات کا اوبڑھی پا جواب پھر اوس جاں کے مندھیر آئی شتاب
(مکان)

سن او جواب اوس تے ہووریں نا امید لیا آپنے من میں اس دھات بھید
(دل — طرح)

کہ عاشق کے تئیں ہوونا تین چیز جو دیوے مراد آپنے کوں تمیز
(ہونا)

اول مال ہے نا صبوری سفر پیرت کوں نہیں روچ کچھ اس بغیر
(محبت — غیرت - مزا)

نہ منج مال ہے نا صبوری دھروں بھلا جو سفر اختیاری کروں

مسافر ہو پردیس پکڑیا وہیں ملیا پیر مرد ایک اسکوں کہیں

جو دنیا کوں دے ترک او پانوں گاڑ توکل سیتی بیس پکڑیا ہے پاڑ
(بیٹھ — پہاڑ)

کیا خدمت اوس پیر کی دن کتک سو شرمندا اوس جان کا ہو دن ایک

کھیا میں دنیا چھوڑ خالق کوں لیوں ۔ ۳۰۷ نہیں کچھ مرے پاس جو تجکوں دیوں

ولے اسم اعظم ہے منج پاس ایک اوسکلاؤنگا تجکوں اے جان نیک
(سکھلاؤنگا)

منگے گا توں اسپر تے جیسا مراد تو دیگا خدا تجکوں ہوگا توں شاد

جوں اون اسم اعظم کوں سکھلائیا سو پھر شہر کوں اپنے او آئیا

وہیں دل منے لیا لیا ایک روز کہ منصور تو آئیا نئیں ہنوز

بری کی نہ اس اسم کوں آزماؤں اوسے ورد کر کے نہ مقصود پاؤں
(پس کیوں)

تصور میں منصور کا روپ راک پڑیا صدق سوں بیس او اسم پاک
(شکل — رکھ — بیٹھ)

ہوا عین منصور کے سار کا — سو خوش بے نہایت ہو یکبار کا
(طرح)

چلیا ہیں کر گھر میں اوس نار کے — دیکھے لوگ اوسے جو کہ گھر دار کے
(عورت — یعنی گھر بار)

صحی خواجہ منصور ہے کر سمج — لگے پوچھنے حال اوسکا سہج
(گھس — واقعی)

کہ کیا واقعا آئیا پیش یوں ۔ ۲۰۸ جو آیا یکیلا ہو درویش کیوں

ترا ساج کاں ہور غلاماں کہاں — اوما یا کہاں ہور اوساماں کہاں
(سامان — خزانہ)

دیا جواب او خواجہ اس دھات تب — کہ چوراں نے نگا کر لئے مال سب
(طرح — لوٹ)

غلاماں کوں سارے جیوں مار کر — گئے قید منجکوں گرفتار کر
(جان سے)

سو تدبیر سوں چھوٹ اُنن ہات تے — لیا ہیں بنچا اپیں اس گھات تے
(ان کے — اپنے — مصیبت)

او عورت کہی بعد ازاں غم نکر — کہ صدقا ہے او مال تج ذات پر

جو دن جا ہوی رات سو دو جنے — لگے گنے جیوں یک بچھانے منے

طبیعت تمام اوسکی پائی خلاف — نہ تھے خواجہ منصور کے گن اوصاف
(یعنی نہ تھا خواجہ منصور کے سار صاف)

سو ہوی اوسکے نزدیک تے دور ویں — دکھائی نپٹ اپیں مغرور ویں
(بالکل — یعنی معذور)

تامل سوں دل میچ کر تب کہی — گر اے مرد اپنا ہے خواجہ صحی
(سوچ — صحیح)

تو اسمیں کی او حسن سیرت کہاں ۔ ۲۰۹ لطافت کہاں او بصیرت کہاں

اگر کوئی دسرا ہے یو مرد خام — کہاں تے ہے یو بس شباہت تمام
(بیوقوف)

بری کی نہ ازمائوں میں چند روز | دیکھوں کھیل کیا ہے خدا کا ہنوز
یو راز اپنے دل تے نہ اظہار کر | ستم ایسیں دکھلائی بیمار کر
کتک دیس کوں ناگہاں کر سفر | جو آیا اپیں خواجہ منصور گھر
سو عورت کوں بیمار دیکھیا ادک | ہے اپنے مناسب سوں مرد یک نیک
وہیں خواجہ اصلی سو غیرت سنگات | سٹیا خواجہ فرعی کی داڑھی یو ہات
سو اُن بھی پکڑ اوسکی داڑھی کوں کھینچ | ہو لٹ پٹ تلیں سر پڑے بھار و بیچ
اچا غلبلا شور "جو کون" کر | لگے لڑنے "توں کون توں کون" کر
لٹا پٹ تلیں چور ہوبے قیاس | جھگڑتے چلے دو بیچ حاکم کے پاس
دیکھت روپ دونوں کرا ایک دھات ۲۱۰۰ | ہو حیراں حاکم تعجب سنگات
کسے ہوئے کسے لوئے کہہ سک نہ ویں | بولا بھیج اوس پاک دامن کے تئیں
کھیا مرداں دو میں تیرا ہے کن | موافق دیکھت خواجہ اصلی کوں اُن
کہی مرد میرا سو یو ہے صحی | چلی گھر پکڑ ہات اوسکا صریح
نہونے دے لوگاں میں بدنام وُوں | صلاحیت اوسکا کیا کام یوں
بڑاں خواجہ فرعی کوں جو یوں بچھاڑ | دُرّیاں سات سب پیٹ کی کھال کاڑ
عدالت کی شمشیر سوں اوس دوکھائے | سو رسوائی سوں شہر کے بھار ہائے

بری دل میں نیت جو لیا تا نہ او سزا اس قباحت سوں پاتا نہ او

مرا نیت اے گن بھری صبح و شام ہے خوبی سوں تیرے مہم میں تمام

دیو نہار ہوں تج بدل اے پراں منجے خواجہ فرعی نمن توں نہ جان

جوں اس دھات بولیا وو تقوی کی بات ۳۱۱۰ کدورت تے فارغ ہوا اوس سنگات

منگی جاؤنے یار کے گھر کے دھیر صبا ہوئی جو دلگیر ہو سخت بھیر

رہی جا نہ سک اپنے مندھر منے چڑیا برہ کا زہر بھیر رسر منے

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و چہارم

سورج مھر اسمان کا بے نظیر اڈیا غرب کے بندر ابن کے دھیر

سونا در اتم راج ہنس ماہتاب نکل شرق دریا تے آیا شتاب

پھرا وو ہنس سی آپنے ساز سوں جو رانو ین کن آئی ادک ناز سوں

کہی اے سنکھی گن بھرے دل نواز بو جھنہار ہے توں درونی کے راز

یو دکھ بھی کسے نا کہا جائیکر | کہوں تج سے ہمراز کوں آئیکر
کہ تدبیر میں عقل ہور رائے میں | ۳۱۲۰ ہے یہ شل توں کم نہیں کائے میں
مہسے مشورت کے توں لائق ہے کر | کروں مشورت تج سوں کچھ شک نہ دھر
اگر توں نہوتا مرا غمگسار | تو مرتی سینا پھوٹ وہیں ایکبار
پھر اسبات کوں یوں دیا وو جواب | کہ تحقیق کر جان اے ماہتاب
کہ جسوقت آدم کوں پروردگار | منگیا جو عدم میں تے کاڑے بھار
لیکر آ اول غم کے دریا تے نیر | کئے اوسکی باٹی کوں قدسی خمیر
ہوا ہے ازل میں یو غم دم سوں ضم | نہ کچھ آج کل تے ہے پیدا یو غم
سینیا ہوں جو غم جب ہوا آشکار | لگیا سیر کرنے کوں جا ٹھار ٹھار
نہ عرش اوس قبولیا نہ کرسی فلک | نہ راضی ہوئے کوئی اوس سوں ملک
کیا بعد ازاں رخ بشر کے کدھن | قبولیا اونے سو کیا یاں وطن
تب انسان کوں جان کامل وجود | ۳۱۳۰ کئے یکطرف تے ملائک سجود
جس آدم منے عشق کا غم نہیں | وو حیواں ہے آج آدم نہیں
توں غم کوں بھی غم کر نکو جان لے | خوشی کر سراسر او سے مان لے
اگر توں مرا آج سنتی ہے بول | تو راز آپنا کس کے آگے نہ کھول

اگر یار تج سات مل ایک ہوئے اوٹھے دند سوں لے افترا تج پو کوئے

توبے شبہہ اوس برہمنی کے سار خلاص افترے سوں ہو توں اے نگار

پھر اے بات پوچھی وو چندر بدن سو بولیا کہ کابل کیرے رائے کن

اتھا برہمن ایک انجم شناس نہ تھے اسکوں فرزند سو تھا وو اداس

جو لوگاں کے نھنواد اوسکی نظر پڑے جب تو کہہ لیوے من کے بہتر

کہ یارب گھرے گھر ہے تیرا دیا منجے نئیں دیا ہیں گنہہ کیا کیا

سنیا ہوں جو جس گھر کوں دیوا نہیں ۳۱۴۰ نج انگے قبول اوسکا سیوا نہیں

یو میوہ نہ پیچیا اچھے جسکے باغ تو کیوں نا اچھے اوسکے سینے پو داغ

ہوں اس باب لوگاں منے میں خجل نظر ہووے تیری تو لاگے نہ زل

اسی دھات جو ٹک رہنا اچھے سو اوس شہر میانے کتک دن پچھے

طبیب ایک پیدا ہوا بے نظیر کھیا کھول یو درد جا اوسکے دھیر

سو اس وقت وو اسپو ہو مہرباں دے دارو کیا اوسکوں خاطر نشاں

جو سامی جہاں کا ہے پروردگار ہے البتہ فرزند تج دینہار

دلے کان نا کھول کس ہور کے یو دارو سو زہرے سوں کھا مور کے

وو دارو گرہ باند لے برہمن خوشی سات آیا بزاں پھر وطن

لگی مور کی فکر ورزور اوسے | سو بازار میں یک دسیا مور اوسے
اتھا عیں وو مور سو رائے کا ۔ ۳۱۵ وو جا لالے وہیں عقل ہور رائے کا
لگیا چھپنے اوس مور کیرے بدل | کیا دست ہر حال اوسے دیک ٹل
وو دارو سوز ہرے میں اوسکے گلا | مل عورت سیتی کھا گیا وہیں کلا
ولے نا چھپا اوسکی عورت پو سر | کہی کھول کر آپنی بھان دھیر
جہاں سے لیے ہور سر اپنا جنے | چھپا رکھے سکیسے نہ سینے منے
سنے سو اوسے کیا ہے ایسا ضرور | جو نا کہہ چھپا دے کسی کے حضور
ہوا جیوں وو طاؤس غیب ایکبار | گھرے گھر لگے ڈھونڈنے ٹھار ٹھار
ملا نہیں سو لاگے ڈھنڈورا بجان | جو اوس مور کا کوئی دیگا نشان
سُنے کے ٹکے سات بھر گو دا اوسے | کرینگے دے تشریف خشنود اوسے
سُنی جوں اوس عورت کی بھان اے خبر | دیں اوس سوں ٹکیاں کے اوپر طمع دھر
چل اوس رائے کے آپ دربار گئی ۔ ۳۱۶ قصا مور کا سر بسر کھول کئی
سن او رائے گنبھیر عالی صفات | کھیا میں یکایک اس عورت کی بات
صحی مان کس دیوں آزار کیوں | تامل سوں فرمائیا پھیر یوں
اگر سچ ہے اے نار تیری یو بات | تو یاں تے لیجا دو جنیاں کوں سنگات

سُنے تیوں اِنو دو دو عورت اگر — کہیگی کہے تیوں تجے پھیر کر
(یعنی دھیر)

تو تاکید فرماؤں ایسا اوسے — جو عبرت ہووے شہر میں ہر کسے
(سزا)

دو ناری لے وین دو جنیاں کوں سنگات — جو صندوق میں رکھ اوٹھا یا تے ہات
(یعنی دونوں — یعنی بہتر ایک صندوق کے اونکوں گھال)

یکا ئیک جا اوس برہمن کے گھر — اوٹھی اوسکی عورت سوں یوں بول کر

کہ جاتی ہوں میں کس کی مہمان ہو — ترے پاس اچھو آج صندوق یو
(کسی — رہے)

جو لے بھان اوس مور کی بات توں — کہی تھی مری دھیر اوس رات توں
(بہن — بیٹے)

بسر گئی میں وو بات کچ یاد نئیں — ۳۱۷۰ کنا اتیراں جو دھروں یاد میں
(بھول — کہنا اس مرتبہ رکھوں)

وو عورت دھر نہارا دک گیان تھی — اول کھول گئی سو پشیمان تھی
(بہت عقل)

سمج سوں کہی پھیر اس سیات یوں — کہ دیکھی تھی میں خواب اس رات یوں

بھیواں مار کوئی رائے کے مور کوں — ملا اوسکے زہرے میں کچ ہور کوں
(جان سے — راجا)

کھلائے سو کیند راٹ مجکوں چھٹی — یکا ئیک وہیں ہڑبڑانی اوٹھی
(مثل — پریشان)

کہاں تے برہمن کی ہو جائی میں — دغا اس وضا خواب میں کھائی میں
(بیٹی)

وو صندوق میں کے سنے جیوں یو بین — جکچ اون کہی تھی غلط ہے کہ عین
(بات — بالکل)

نکل بھار صندوق تے پھیر او — کہے رائے کوں جاکے تقریر یو
(باہر)

بزاں رائے اوس نار پر کر غضب — بڑا یا وہیں شہر کے بھار تب
(بھجایا)

سگائی اہل دنیا کی ایسی دسے | پتیا نا نہوائے سہیلی کسے
جو اون بہان ہو کرے طوفان اوٹھی ۳۱۸۰ | بھراجیب دانائی سوں اون جھٹی
ہے عاقل توں ہر باب اپس سنبھال | نہ رک دل میں شک یار کن جا آبال
طبیب اس کیرے وصل کوں کر غرض | تیرے برہ کا دور کرے مرض
کہ لئی دیس تے آئی ہے تنگ توں | سینے پر تے کر دور یو زنگ توں
کیتی گرم جانے بدل جیوں خیال | شفق صبح کا لال نکلیا ہو کال
گلہ اپنے بختاں تے کرتی وہیں | چلی گھر میں پھر آہ بھرتی وہیں
غواصی اتم رین کالی دراز | یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی | ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و پنجم

اَچھت دیس کے دین کا دیندار | ہوا غرب کے قبلہ کو جیوں سوار
ہندو چاند کا رین کے ہند تے | جو آیا نکل وو مدن کی ہتی
تتی ہو غصے کی اگن سات پھیر ۳۱۹۰ | کہی آکے رانوئیں کوں اس دھات پھیر

کہ اے بیوفا دوست سچ بول مج ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول منج

جو میں دل سوں مل دیکھتی ہوں تجے نپٹ سنگدل دیکھتی ہوں سنجے

نہ تج تے مرا کام ہوتا دسے مرے حق میں تو عین سوتا دسے

یو تیری عزیزی ہے کس ریت کی کہوں کھول کس ریت تج میت کی

توں دائم وفادار مرا کلا سبب کیا جو کرتا ہے پھر یوں گلا

ترے دل میں کچ مہر اچھتا اگر تو سک سوک میں یوں نہوتی بنجر

وو رانواں نپٹ دیکھ اسکوں تتی کھیا اے پرم کے سرا کی متی

اتی بیقراری تجے کیا ہے آج اتی فکر بھاری تجے کیا ہے آج

نکو جاو کر یار کن میں سنجے ابھی ہور کدھیں تو کیا نئیں تجے

توں جا پیچ منگتی ہے اوسکے حضور ۲۲۰۰ تو مج پوچھنے کا ہے تج کیا ضرور

مجے تو ہوا فام توں یار نئیں زباں سوں نچ منگتی ہے دل سات نئیں

کہ دستا ہے تج عشق کا ریت پول کہ تھا ایک مسلمان کا ریت جیوں

جو رمضان آوے تو روزہ نہ دھر کہے جوت وو لوگاں ہیں روزہ ہوں کر

سو یکدیس روٹی کباب ہور اچار بغل مار صحرا میں جا ایک ٹھار

یکٹ بیس خوشحال یک جھاڑ تل جوں انگے رکھیا کاڑ کھانے بدل

برہمن یک اول تے اوس جھاڑ پر چڑیا تھا سواوسکی پڑیا اون نظر
اوتر جھاڑ پڑتے وہیں آیا شتاب سو اون بے مروت سوں روٹی کباب
دیا کچ سو کھایا نہ انمان سوں لگیا اوس عجب یو مسلمان کوں
سو بولیا اوسے یوں کہ اے برہمن ہوا کیوں ترا گوشت اپر ال من
گلے جانو اسٹ برہمن کوا ۲۲۱۰ جو کھایا تجے کیوں ہوا یو روا
کھیا وو برہمن کہ اے دیندار توں روزے کوں کیوں کھایا دن دوبار
ترے دین میانے ہے تو جیوں درست ہوں ہیں اپنے مذہب میں بھی توں درست
جسے موں میں کچ دل منے کچ اچھے کنا ریت کوں اوسکے کیا رچ اچھے
گرا ے نار توں آپنے عہد پر ہے راسخ تو جا یار لگ جہد کر
مری بات سن کر کریگی جو کام تری عمر راحت میں گذرے تمام
جیوں اور رائے سن ایک بکیے کی بات کیا عمر کوں صرف راحت سنگات
جو پوچھی بجد ہو کو اسکا سبب لگیا بولنے کھول اس دھات تب
سنیا ہوں کہ یک رائے تھا نامدار جوں یکدیس نکلیا وو کھیلن شکار
اتم ایک سانپن نظر اوس پڑی جو یک سانپ غیری سوں مل اوس گھڑی
نظر فسق کی کارسازی منے ۲۲۲۰ رکھی ہے ہور اُتری ہے بازی منے

جوں اوس پرتے آیا غصا رائے کوں | سٹیا اسپو شمشیر کی گھائے کوں
سو دُم کوں لگیا زخم اسکے سو ویں | بچا لے اپس چھوڑ اوس سانپ تئیں
دیئی ڈال اپس بل منے ہونڈھال | نراوسکا سنجھا دیک یکا یک یو حال
کہیا کن دو کھایا تج اس دھات بول | کہی تب اویوں آپنے نرسوں کھول
کہ میں نرم باریک بالو پوجا | لگیا خوش سو پھرتی اتھی جا بجا
سو اوس شہر کا رائے جاتا شکار | جو دیکھیا منجے آنکر بے قرار
کھیا اے اتم پدمنی نیک فال | یو کچ لی نین ہور یو تیرا جمال
دیوانا کیا منجکوں لیند ا ٹیکر | اگر ایک ساعت نزک آئیکر
کریگی غرض توں جو حاصل مرا | تو کھُل پھول جس ہوئیگا دل مرا
میں اس بات کوں کئی کہ اے رائے راج ۳۲۳. توں جوں آپنے جنس میانے ہے راج
مرا مرد بیج بل جکوئی آج ہے | مری جنس میں وو نج اوراج ہے
نظر غیر کی توں حرم پر کرے | تو کہنا خدا کیوں روا تج دھرے
غصا دل میں لیا لے سن اس بات کو | گیا منجکوں زخمی کر اس دھات سوں
سنیا او جو سانپ اوسکے موں تے یو بیں | دریا زہر کا دُم تے سر لگ ہو عیس
کہیا سیں خبر اوس بھرے قہر کی | بھرے تیز دانتاں کی ہور زہر کی

اگر فی الحقیقت تُرا نر ہوں نیک / تو کیوں کاڑ نا ہوں تُرا سوز دیک

نکالنا غم

ہو درہم اپسیں آپ اس دھات سوں / بدل سوز کے جوں چلیا رات کوں

غصہ غم دور کرنے

جہاں رائے کے سیج کا تھا پلنگ / گیا واں جے سیدھا نکلے بنک اُلنگ

سونے یعنی جو ایک گذرنا

جو راکھے تھے گلدان واں پھول بھر / سو بیں اس میں بیٹھیا کنڈل مار کر

رکھے گھس چٹا ڈال کر

کہ جب رائے کا ہات اسپر پڑے ۔ ۳۲۴۰ تب اسکا نیت تھا جو ہوں سٹ لڑے

ارادہ کاٹے

سو ایسے میں اوس رائے کی عورت آئی / کہیا دیک عورت کدھن تب اوائی

کو

کہ بس منجکوں عورت کی سنگ آج تے / توں ہرگز نکو منجکوں منگ آج تے

ساتھ یعنی منج امنگ

دیکھیا میں تماشا عجب آج ایک / تٹیا عورتاں تے مرا دل او دیک

پھر گیا دیکھ

جو میں آج سواری کوں نکلیا بہار / سو سانپن اتم ذات کی ایک ٹھار

باہر جگہ

اصالت تمام آپنی چھوڑ کر / پرم سانپ غیری سیتی جوڑ کر

عشق

نزک تھا جو اوس سوں کرے فسق مل / منجے غیرت آیا سو رہیا نہ دل

بدکاری نزدیک

سٹیا او سکے اپرال شمشیر میں / لگیا دُم کوں ٹک سو چلی پھیر ویں

اوپر ذرا ڈالا

نہ لگ خوب اسکوں گیا چوک سیف / مرے ہات تے چھوٹ گئی او سو حیف

یعنی چھوٹی گئی

اتم ذات ہو کر کرے ایسے کام / تو کیوں نا ڈوبے مرد کی ننگ و نام

عزت یعنی مرد کا زہے

ویں اسبات پرتے وو عورت گلی ۔ ۳۲۵۰ سو اُٹھ رائے کے پاس تے پھر چلی

شرمندہ ہوئی اٹھ

سنیا سانپ یو بات جوں کان دھر | سراسر اپس کوں پشیمان کر
کھیا لعنت اوس نحس ناپاک اوپر | جو بد فعل اپنا چھپا راک کر
مرے سات تقریر کی کس وضا | مرے من کوں دلگیر کی کس وضا
گر اس رائے کوں ہیں دوکھاتا نہ جان | نکل نل ہیں اسکا تو جاتا پران
ابدلگ مرے سر پو رہتا یو پاپ | وہیں اس دھات کھاتیں آپس ہیں آپ
نکل بھار گلدان میں تے ہلوں | کیا آکے تسلیم اوس رائے کوں
کھیا ہیں نر اوس مادہ کا ہوں اے رائے | ترے ہات کی کھرک کی دُم پو کھائے
کہی ہور کچ اوسو تیرے مقام | ہیں آیا اپے کاڑنے انتقام
سنیا غوب نج رائے تے جوں یو بین | لگیا سچ کنا ہے کہ اسکا چ عین
سٹوں یوں ادسے بار چ کر ہزار ۳۲۶۰ | جو تنبیہ دُسریاں کوں ہوئے ٹھار ٹھار
مرے دل میں اے رائے یوں ہے اتال | جو خدمت تری ہیں کروں قدر حال
محبت ہور اخلاص سوں بے درنگ | مرے پاس کیا منگتا ہے سو منگ
کھیا بعد ازاں رائے اس اے رفیق | مرے دل میں ہے آرزو اس طریق
جہاں لگ ہے حیواں ان کا تمام | بھلا منجکوں جو زباں ہوئے فام
کھیا سانپ اے رائے نج یو ہنر | کہونگا و لیکن ہے اسمیں خطر

بڑاایاں خطر سو یہی ہے جو بھیر   سکے پر نہ کہنا کسی کیچ دھیر

جو کس پر توں یو رمز ظاہر کرے   تو رہسے نہو روح تن ہیں ترے

کئیں اے راز ہرگز نہ بھابھار توں   سنبھال اپنی عورت تے اس ٹھار توں

کہہ اس دھات سکلا او بولیاں تمام   رضا لے چلیا بھیر اپنے مقام

نکو کار رہتے کوئی ہے جس صدی ۲۲۷۰   نہ آوے کدھیں اسکے آنگے بدی

جو پہلا پہر یا پار اس رات کا   کدورت لے کر دور سب ذات کا

نزک رائے کے بھیر عورت جو آئی   سو خوش بو صندل ار گجا سات لیائی

نجھا رائے کوں شاد جوں پھول او   پرم سات سیوے کی مشغول ہو

جو پانواں کوں صندل لگانے لگی   سکھی رائے کوں کر ریجھانے لگی

سیلکی اک ایسے منے ناگہاں   اٹھی بول یوں نرسوں اپنے وہاں

جو تھوڑا او صندل توں جالائیگا   مرے ہات میں لیا ہیکر بھا ئیگا

تو پانواں کوں ہیں بھی ترے لیاؤنگی   سکھی کر تجے سکھ میں میں بھاؤنگی

نرا و سکا وہیں ہنس پڑیا سن یو بات   پڑیا کان ہیں رائے کے یو حکات

سو آیا ہنسا اوس گھڑی رائے کوں   کہی تب او عورت کہ جب کائے کوں

ہنسیا یوں سو کہہ کھول کر منج سات ۲۲۸۰   مگر منجکوں جانیا ہے سا ہین کی دھات

اوتا نہ توں مار یا سو تو بس نہ تھا — ھرا نیر اُتار یا سو تو بس نہ تھا

سبب کیا ہے اس دھات ہنستا ہے پھیر — کیا اس ہنسی کا سبب منج دھیر

جو کھیسے نہ توں کھول منج یو ہنسا — تو لیوُنگی بلا اپنے جیو پر بسا

ستی آگ کی ہو کو بے باک ہیں — کرونگی اپس جال کر راک ہیں

مسلم لگی دیک عورت نہال — کھیا اس ہنسی میں ہے حکمت محال

توں اس بات کی ہونکو بیٹے منے — کہ کچ خیر نئیں کھول کر کئے منے

گر اس راز کوں تجہ کو کرتا ہوں فاش — تو مرتا ہوں میں یہاں کرتوں تلاش

او نادان اس بات کوں سچ نہ مان — لگی رونے ہور کو ثچ کر کر گمان

نہ رکھ رائے عورت پو یو دوک روا — کہیا گر نہوؤں ہیں اسکا دوا

تو مرنے سینا پھاٹ کر بار نئیں ۔ ۳۲۹۰ توی آجکل کی یو دلدار نئیں

اس انکھیاں سوں دیکھوں کیوں اس دھا او — دیوں چھوڑ کیوں لونچ ہیہات او

پکڑ بعد ازاں اس کیراہات ویں — او ٹھیا بول یوں یوچھی بات نئیں

نہ کہہ سوں بغیر شہر کے بھار تج — کہ تو باج ہوسے نہ اظہار تج

کیا ویں عزیزاں کوں اپنے ودا — اپے ہور عورت ہو سب تے جدا

نکل دوئے جیوں شہر کے بھار آئے — صفا دار یک بائیں کے ٹھار آئے

سو دیکھے او چھیلا و چھیلی کی ذات ۔۔۔ مل یک ٹھار چرتے ہیں خوش ذوق سات

جو کڑکی کوں اوس بائیں کے لگ کہیں ۔۔۔ ہریالی اتھی دیک او چھیلی وہیں

کہی نر کوں لے توں جو میرا ہے پیو ۔۔۔ ہوا ہے ہرا اس ہریالی پو جیو

لیکر آ جو میں کھانوں ہو ر ذوق پاؤں ۔۔۔ کہیا نر کہ ہے سخت مشکل او ٹھاؤں

نہ چرڑسے ہریالی مرے ہات او ۳۳۰ او چھیلی سُنی نر تے جوں بات یو

کہی گر نہ لیا ہے تو میرا ہو پیو ۔۔۔ پڑا اس بائیں میں ڈبونگی میں جیو

دیا تب او پھر جاب اس دھات سوں ۔۔۔ نہ کر جہل سٹ دے توں اس بات کوں

کہ اس رائے کے نمن نادان میں ۔۔۔ نہیں ہوں جو دیوں جیو عورت کے تئیں

اگر توں مرگی تو کیا غم منجے ۔۔۔ کہ نئیں کچ ترے سار کیاں کم منج

پڑی رائے کے کان میں جیوں یو بات ۔۔۔ پھر آیا بائیں کن تے سمج گیان سات

چلیا ذوق سوں آپنے گھر طرف ۔۔۔ کدورت سب اسکا ہوا برطرف

لگیا پھیر تن میں حیات آئے تیوں ۔۔۔ خدا کی کیا شکر من بھائے تیوں

نداں تے کھیا عورتاں کا نہ سن ۔۔۔ لگیا ذوق کرنے اول تے دوگن

کہ جوں رائے بکری کی سن بات کوں ۔۔۔ رکھیا ہے بچا آپنے ذات کوں

جو میرا بچن لے دل آرام توں ۳۳۱ سنیگی تو پاویگی آرام کوں

کریگی صحی صرف توں صبح و شام
خوشیاں سات یو عمر باقی تمام

مرا اگر اہے پیار اس یار پر
کہ توں آج خوش یار کوں پیار کر

نہ لے کونڈ ہر گز کلی سار دل
گمر اوس یار سوں پھول کے سار کھل

خوشی دل میں جانے بدل جوں اولیائی
ہوا دیس مانع سو جانے نہ پائی

نرا دھار ہو پھر اپن ٹھار جا
پڑی سرد ہو گار کے سار جا

غواصی انم رین کالی دراز
یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و ششم

ڈبیا دیک دن شام مالی کے سار
لیا سور کی آنب کوں جوں اُتار

نکل شرق کے ڈال تے چاند سیب
گگن کے چمن کوں دیا دیک زیب

جو لے پھل پھلالی سندگات اودکھی
پھر آئی لے رانوں کے نزدیک رکھی

کہی نوش کر ہے یہ نیرا خورش
ہے جم اوس خورش سوں سدا پرورش

اور انوں کہیا تب کہ منج اے صنم
کھلا نعمتاں منجکوں پالی ہے جم

اگر جیب ہر بال ہوئے مرا   تو کرنا سکوں شکر ہرگز ترا
زبان
ولے آج منج بھوک چنداں نہیں   کہ دل فکر تے ذرّہ خنداں نہیں
بڑی کھول کہہ کیا غرض ہے ترا   جو ہوئے جمع خاطر پریشان مرا
خیر
کہی بعد از اں یوں کہ اے دوستدار   جو سوتی تھی میں آج کے دن دوپہار
دوپہر تو
سو یک جان خوش روپ کا دلفریب   لے یک ہت منے آنب یک ہت میں سیب
جوان خوبصورت   ہات میں آم
نزک آمرے ہات میں بھا اوپھل   گیا کوچ نا بول سیدھا نکل
دے
جو دیکھی ہو بیدار اس سات میں   نہ او آنب نا سیب تھا ہات میں
ساعت   آم
اور رانواں کہیا تب کہ اے ماہ رو ۲۳۳۰ ہوا خوش میں اس خواب تے موبمو

کہ او جان جو تھا ادک دلفریب   تیرا بخت ہے ہور آنب ہور سیب
جوان بہت   آم
یکن مرد تیرا ہے ایکن سو یار   یو دونو ترت تج سوں ہیں ملنہار
ایک   جلد
عجب خواب دیکھی ہے یو خواب تول   کہ پاویگی اس خواب کا لاب تول
ایک   فائدہ
جوں اورائے جو اپنی عورت سوں مل   ہوا ہے خوش آخر کوں جوں پھول کھل
ہونہار ہے توں بھی خوش دن یو دن   گھٹنہار تیرا ہے یو غم کٹھن
کم ہونے والا   مشکل
یو تعبیر سن شاد ہو پھر کہی   قصا رائے کا کیا ہے کہہ منج صحی
سو بولن لگیا رائے ماجبین کا   جواں مرد بھوگی خوش آئین کا
عیش پسند

اتم اسکے اوصاف ہور اسکے گن — تھے حیران ترلوک کے رائے سن
اعمال — دنیا

جو بکدیس نکلیا او کھیلن شکار — چڑیا ایک نادر پنکھی نا مدار
رتی — یعنی بات — پرندہ — یعنی ایک ٹھار

سونا روک ہور نرم ایساچ تھا ۳۴۴۰ — سمور اس آنگے شرمندہ سا نچ تھا
نرم گھانس — صحیح

لگی رائے کوں اوسکی نرمی عجب — کہیا حاضراں کوں زباں کھول تب

کہ روئے زمیں پر کہیں اسکے دھات — نہو سے یتی نرم آدم کی ذات
طرح — نہوگی — اتنی

جو تھا پیر مرد یک حاضر وہاں — او ٹھیا بول کریوں اونے ناگہاں

کہ اے رائے تن آدمی زاد کا — ہوا کھا نپیکر مختلف باد کا

پکڑتا ہے سختی اگر نئیں تو چرم — سو اس جانور تے بھی اچھیا ہو نرم
پوست — ہوتا

ولے آج تن ایک اتم نار کا — نہ نرمی میں کئیں پھول اوس سار کا
مانند

لطافت کے عالم کی ہے راج او — اتم پدمنیاں کی ہے سرتاج او

سن او بات کوں رائے بولیا او دھن — ہے کس ملک میں کاں ہے اسکا وطن
یعنی وہیا عورت — یعنی وطن کاں ہے اسکا ہے کس ملک میں

ادسے ناٹوں کیا ہے او کس کی ہے جائی — کہیا تب او شخص اے جہانگیر رائی
یعنی نام — بیٹی — رائے

ہے اس دھرتری کے تلے یک نگر ۳۴۵۰ — سونا نوں اوس نگر کا ہے دیپک نگر
زمین — نیچے — شہر — یعنی نام — شہر

وہاں ایک راجا ہے گنبھیر آج — ہے اوس راج کا ناٹوں سوراراج
یعنی نام

وو محبوب صاحب جمال آج کی — ہے بیٹی اوسی بے بدل راج کی

جو رول رول اگر جیب ہووے مرا — نہ کر سک سوں تعریف اوس دھن کیرا
(رُواں رُواں زبان — نہیں کر سکتا عورت کی)

جو اوس راج کن تھا وزیر یک جوان — سنیا اوسکی تعریف دے خوب کان
(کے پاس — کان دھر کر)

سو عاشق ہوویں اوس انم نار کا — رکھیا دل اوپر قصد اوس شہار کا
(شہر)

جو اول تے جادوگری او وزیر — سکیا تھا سو تھا سحر میں بے نظیر

پھریا رائے جیوں کھیل کر دو شکار — سو ویں سحر سوں بن کے چیونٹی کے سار
(سے — مانند)

چلیا ایک سوراخ میں پیس کر — اوسی نار کے جا کو پہونچیا نگر
(گھس — عورت — شہر)

ولے رائے کوں کچ نہ تھا فام یو — کہ عیارگی سوں کیا کام وو
(معلوم)

جو گئے دیس دو تین میانے گذر ۔ ۲۳۰ سر پر آپنا خوب سنگار کر
(دن — بارن)

سو درپن منے عورت اوس رائے کی — نچھا دیکھ چھب اپنی زیبائی کی
(آئینہ — بغور — ادا)

کہی ایسی صورت کسی نار میں — نہوسے کہیں آج سنسار میں
(عورت — نہوگی — دنیا)

مرا مرد جو رائے رایاں ہے آج — اس ایسا بھی کوئی جگ میں ہوسے نہ راج
(دنیا — ہوگا)

جو نزدیک تھا ایک رانواں وہاں — سن اس بات کوں ہنس پڑیا ناگہاں

سو عورت کی خاطر کوں لاگا بُرا — کہی وو ہنسا رائے کی دھیر دورا
(سے — دُور ہرا کر)

جو پوچھیا اوسے رائے سو پھیر تب — او رانواں کھیا میں ہنسا اس سبب

جو بھاگی رتی رائے کی کر منم — کہی حسن میں کوئی نہیں اپنے سم
(مغرور — نیک بخت زن — برابر)

نہ راہاں منے آج کوں کوئی رائے | کہاں ہے جو تیرے مقابل کوں آئے
(یعنی راج) (یعنی آج)

کہ جگ میں نر و نار کوں ذوالجلال | تفاوت سوں روزی کیا ہے جمال
(مرد عورت) (فرق)

جو اچھتا ہے توں جس زمیں کے اوپر ۔ ۳۳۷۰ | اوسی کے تلے اے گنی بختور
(نیچے) (عقلمند)

ہے دیپک نگر کر نگر یک گنبھیر | وہاں رائے ہی ایک روشن ضمیر
(شہر)

کہ جوڑا نہیں اس دھرت پر اوسے | دیا ہے الٰہی عجب فرح اوسے
(مثال) (زمیں) (یعنی فرح)

نیکا ناوں اسکا سو ہے رام راج | عجب ایک دھرتا ہے بیٹی وو آج
(نیک)

ہے اوس نار کا روپ سمار ناوں | کہ تھوڑا دیسے اوس جتا میں سراؤں
(نام) (دیکھے) (تعریف کروں)

مری جان کوں حسن و خوبی میں دیک | اوس ایسے نہو سے کہیں جگ میں نیک

سنیا رائے رانویں تے جس نل یو بین | دل و جاں سوں اوسکا دیوانا ہو عین
(لحظہ بات)

جکوئی خاص ہور معتمد تھا حضور | حوالے کر اوس سلطنت کا امور

یکایک جو گیاں کا لیا بھیس ویں | چلیا مملکت چھوڑ پردیس ویں
(تنہا)

جو نزدیک دریا کی کرا کی پوجا | کھڑا ہو نجھانے لگیا جا بجا
(کنارے) (بغور دیکھنے)

نہ کئیں باٹ جو جائے مارگ پکڑ ۔ ۳۳۸۰ | نہ ہوڑی جو پیلاڑ ہوئے اسپہ چڑ
(راستہ) (راہ) (چھوٹی کشتی) (پار)

توجہ دریا سوں دھر یک دیس وانج | رھیا بھوک ہور دھوپ کی سوس آنچ
(دل) (سے تکلیف)

کیا اوس دریا کوں جو حق مہرباں | وو ماچین کا راج ہے کر چھپاں

ویں آدم کے سار ابلیس دکھلائیکر — کھڑا رائے کے سامنے آئیکر

کہیا حال کیا ہے توں آیا کدھر — ہو خورشید توں چھاؤں بھایا کدھر

کنا کھول کیا ہے ارادت ترا — جو بر لیاؤں ہر حال حاجت ترا

کہیا تب کہ منج عشق یک نار کا — کر اس دھات گھر دار تے بھار کا

منجے کھینچ لیا یا سو آیا ہوں یوں — نجانوں اگلے ہونہار اہے کیوں

کہ دیپک نگر بیچ اوسکا ہے ٹھاؤں — مگر روپ سمدر اوسکا ہے ناؤں

سن لے بات دریا کہیا اے نگار — ہے او نار نئیں کوئی نار اوسکے سار

ولے او نگر یہاں تے ہے بھوت دور ۔۲۴۹ — جو ہوئے مہرباں تج پو رب غفور

عجب نئیں ہے تیرے چڑھے ہات او — کر اس سات اس دھات سوں بات او

ترت اپنی سرحد تے اُلگا گیا — جوں اورائے دریا اُتر آ گیا

دیکھیا باغ فردوس کے سار ایک — سو اوس باغ میں جاکے بیٹھا ٹک ایک

دکا ٹیک ایسے میں وہاں دو جواں — سلام آکے رائے کا دیکھ شاں

او ٹھے بول یوں لے گنی حق شناس — ہمیں تج سوں دھرتے ہیں یک التماس

کہ دونو ہمیں سو سگے بھائی ہیں — جو میراث کچ باپ تے پائے ہیں

سو لڑتے ہیں اوسکے بدل بھائی دوئی — برابر نہیں بانٹ سکتا ہے کوئی

ہمن وو کے میانے توں حاکم ہو آج — او تقسیم کر دے کہ ہیں لا علاج

کہیا را اُئے کیا ہے سو بولو وو چیز — جو دیوں تمن میانے اسکا تمیز

کہیا تب کہ وہ چار چیز ہیں اول — ۲۴۰ سو خرقا اہے اوس منے بے بدل

اگر دل منے سُن ٹکے دس ہزار — وو جھاڑے تو اسمیں تے نکلے بھار

دوجا ایک کچکول ایسا ہے جو — منگیں جیسی نعمت تو ہوئے پوردو

ہے تیسرا کھڑاویں کیرا جوڑ ایک — جو کوئی پانوں اپنا اوس اُپرال رک

کرنے قصد جس ملک جس شہار کا — اچھے وانچ حاضر ہو یکبار کا

ہے چوتھا عصا ایک اس ہات کا — اگر وقت ہووے جو کیں رات کا

جو مارے زمیں میں اوسے جیسے ٹھار — تو در حال ہوئے شہر واں آشکار

یو باتاں سنیا کان دھر رائے جیوں — اوک شاد ہو لیا لیا دل میں یوں

مگر لطف کر آج پروردگار — مرے منج بھیجیا ہے یو چیز چار

کہیا بعد ازاں انکوں او چار چیز — رکھو منج انگے لیا جو دیوں تمیز

جیوں اولیا کے آنگے رکھے رائے کے — ۲۴۱ سمج خیال کوں اس دونو بھائی کے

یکیں کوں کہیا راست تا دھر دوڑ — یکیں کوں کہیا یوں چپا دھر دوڑ

جکوئی تیر کے خاص جا بیگ آئے — او اول چلیچ خوش لگے سو اوچائے

جوراضی ہوکرتے ہیں یوں منج حضور　　توہوتا ہے دونوں میں کا جھنج دور

چلے دوڑتے وُو بیچ دونو سجنے　　ہوا رائے کوں فرصت ایسے منے

سواوس چار بستاں کوں سورات کر　　او کچکول خرقا عصا ہات کر

قدم اوس کھڑاویں کے اپرال رک　　نیٹ اپنے مقصود پر خیال رک

چلیا نیٹ دیک نگر بیچ پیس　　ہوا ایک وو آسود ایک ٹھار بیس

جوں اوراۓ کے قصر کن آئیا　　وزیر آپنے کوں وہاں پائیا

کہیا توں کیوں اسٹہار آیا کنا　　گھڑیا کیوں تجے یو سمایا کنا

دیا جواب اویوں کہ اے رائے میں　۳۴۲۰　دیکھن یاں کے آیا تماشا کے تئیں

عجب کچ جو رونق تھا اس ٹھار کا　　عجب کوئی راجا ہے اس شہار کا

زمیں کا مگر یو ہے دیو اندر آج　　پونم کا یہی ہے مگر چندر آج

جو بیٹی اہے ایک اس راج کوں　　سو ہے بے بدل حسن میں آج کوں

نیت یوں ہے اسکا جو تج راج باج　　نہ لوڑے کسی مرد دسرے کوں آج

تتے کچ ہیں اوصاف تیرے یہاں　　اس ایک جیب سوں کہ سکوں میں کہاں

اسی گفتگو میں تھکے مل دوئی سو　　ویں ایسے منے پا خبر کوئی سو

کہے واں کے راجے کوں جانا گہاں　　کہ ماچین کا رائے آیا ہے یاں

وو راجا سنیا یو خبر جبگھڑی   خوشی آپنے دل میں لیا لے بڑی

چلیا ویں لیے سامنے رائے کے   چلیا لے محلاں میں زیبائی کے

آپ خود   اپنے تئیں لیا   محلوں

دیکھت رائے کے شان کے دھات کوں ۲۴۳ گیا بھول کر آپنی ذات کوں

دیکھکر   طرح   اپنے تئیں لیا بھول

محبت سوں مل بیس یک تخت پر   خوشی سوں گما وقت اسوقت پر

بیٹھ

دوجے دن گنا میز بانی بڑی   دیا بیٹی اوس دیک امرت گھڑی

دوسرے   مقرر کر   نیک

جوں اورائے خورشید کے نور کا   دیکھیا روپ اوس روپ سمدور کا

چہرہ

ہوا شاد یوں جو کہیا کچھ نہ جائے   کہ جیسا ہے جن کیوں وایسا وو پائے

جو کوئی

جو وو چار بستاں تھے اوس رائے کن   تھا دیکھ یک دیس وو گلبدن

چیزیں   کے پاس   بغور   دن

کہی جو ہے ایسا بڑا رائے توں   تو کیوں خوش کیا ہے کنا منجکوں یوں

پسند کیا

کہیا تب کہ اے نار یو چار سو   ہرے جیو کے عین ہیں یار سو

عورت   جان

اگر پوچھتی ہے منج اوسکا توں مول   ہے تیری مری بادشاہی کے تول

قیمت   برابر

کہ عظمت انوں کا جو کچھ ہے تمام   لگے یک بیک ہو دیگا تجکوں قام

آئندہ   معلوم

اہانت ستی توں انن کوں نہ دیک ۲۴۴ یو چاروں ہیں اوتار ایکس تے ایک

سے   ان   غیر معمولی   ایک سے

کہ اس دھات گذرے دیکھت چند روز   رضا لیکر او رائے گیتی فروز

طرح   دیکھکر

رخ اپنے نگر ہور ملک دھیر کر   جو محبوب کوں لے چلیا پھیر کر

شہر   کی طرف

وزیر اپنے دل میں ہوا نپٹ دوکھی   پھرا روپ یکبار گی ہو مکھی
شکل

گیبت راز اپنا چھپا رائے پر   لگیا رائے کے دور کوں جائیکر
تمام   دامن

جو آنگے ہو منزل پو منزل چلے   وو دو بھائی آباٹ میانے ملے
راہ

نظر رائے کی جوں انن پر پڑی   سو یک جھاڑ کے تل اوترا اوس گھڑی
یعنی اپنے معذرت سات جا اوس گھڑی

کہیا عذر خواہی سوں اے بھائی ہو   ہوں ماچین کا میں ایلے برائے سو
یعنی لگیا بولنے کو انن سات ہو   خود

ضرورت بدل میں وو بستاں چہار   گیالے کے تمنا سوں کچ نا بچار
کے لئے   چیزیں   تم   قبول

انو سوں تج تھی سرفرازی مری   انو تیج ہوئی کارسازی مری
انہی سے   مقصد براری

مرا چوک بخشو نہ مانو برا ۔ ۲۲۵۰ خوشی سوں تمیں لیو یو بستاں پھرا
یعنی میری غلطی   چیزیاں   واپس

کہ جو لگ اہے صبح جو لگ ہے شام   ہوں ثنا کر تمہارا کہ جانو تمام
جب   جب   سمجھو

کہے تب وو دو بھائی اے حق گذار   ہمیں تج تے خوشنود ہیں بے شمار

کہ لئی دن تے اس چار بستاں بدل   ہمن دونوں بھایاں میں تھا جو خلل
بہت   چیزوں کے لئے   یعنی ہمن دونوں میں یو بڑا تھا خلل   جھگڑا

جدھاں تے جو توں لیو کر وو گیا   تدھاں تے خلل برطرف ہو گیا
جب   لیکر   اسوقت   جھگڑا

مبارک اچھو تج یو بستاں چہار   کہ ایسے ہمن پاس ہیں بے شمار
ہو   چیزیں   ہمارے

یو نا ہو منگیگا توں بھی کچ فتوح   تو سکلا ئینگے تج ہمیں نقل روح
چاہیگا   سکھلائینگے   تجھے   ہم

محبت کے مارگ میں جو آئے او   سو دیں نقل روح اسکوں سکلائے او
راستہ   سکھلائے

مکھی ہو کو جو لگ رہا تھا وزیر ۔۔۔ سو وو بی سکیا وو ہنر بے نظیر

رضا ترت دے رائے کوں دونو بھائی ۔۔۔ سو بی وو کھڑا اوس ساعت رائی

کیا قصد ماچین کا دل منے ۔ ۳۴۶۰ سو انپڑیا اوسی شہر جاتل منے

ہوا دیک نزدیک کہیں ایک ٹھار ۔۔۔ جو بیٹھیا وہاں ٹک کھڑا ویں اوتار

ویں ایسے میں ہو آدمی آ وزیر ۔۔۔ کیا رائے کوں آ کو تسلیم پھیر

کہیا دیک رائے اوس کہ اسٹھار کو ۔۔۔ تو آیا سو کیوں وو دیا جواب یو

کہ ہیں تج تے اگیچ آیا ہوں یاں ۔۔۔ تھنڈی چھانوں دیک ذوق پایا ہوں یاں

بھلا جو توں کھیلے ہرن کا شکار ۔۔۔ کہ ہیں اس جنگل میں ہرن بے شمار

ہوس رائے کا تھا جو کھانا کباب ۔۔۔ سو جا مارِیا یک ہرن کو شتاب

خیانت سوں میں دل پھرا اب وزیر ۔۔۔ کہیا یوں کہ اے رائے گردوں سریر

ہنر ایک دیکپ نگر بیچ منج ۔۔۔ چڑیا ہات سو کہنے منگیا ہوں تج

اگر منجکوں ہووے اشارت ترا ۔۔۔ مکھی ہو دکھلاؤں اپنی صورت پھرا

رضا جوں دیا رائے بھوگی سکی ۔ ۳۴۷۰ سو دکھلائیا اُن اپس کر مکھی

گھڑی وقت رہ وو پچ ایکبار کا ۔۔۔ ہوا آدمی پھر اول سار کا

(بین السطور حواشی: سکیا، جلد، خواہش، ہیں، پہنچا، لحظ، کسی جگہ پر، ذرا، ہوگئے ہیں، خواہش، بدلنے ارادہ، نیت بدلا، لے لینا چاہتا، اجازت، شکل بدلا، اپنے آپکو، کچھ دیر، بن کے دوبارہ، اسی طرح، مانند)

لہ یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

دیکھیا اس ہنر کوں جو اوگن نداں — کہیا یو ہنر سہل کچ ہے کہ جان

(عقلمند)

رمرے پاس ایسا چ ہے یک ہنر — چڑا جیو مردے کے دھڑ کے بہتر

(یعنے جوبھا — یعنی تن — اندر)

کروں زندہ ہور پھر اپن دھڑ میں آؤں — اول کچ صورت سوں اپس دکھاؤں

(اپنے جسم)

سنیا رائے تے بات جیوں او وزیر — کہیا رائے کوں پھر کہ اے دستگیر

مری ذات میانے اتھا جے ہنر — سو دکھلائیا تجکوں مخفی نہ دھر

(ہیں — جو)

اگر لطف کر او ہنر توں دکھائے — مرا جیو بھی تج تے ٹک امن پائے

سو ویں رائے ہو اپنے دھڑ تے بہار — اوس آہو کے دھڑ میں کیا جا کو ٹھار

دیکھیا رائے کے دھڑ کوں خالی اونے — سو در حال جا سنچریا اوس منے

(اسی وقت — داخل ہوا)

نکل وال تے آ رائے کے روپ سوں ۳۴۸۰ — لے اپنے سنگات اوس اتم جائی کوں

(شکل — یعنے آزوب)

نمک رائے کا کر اپس پر حرام — یکیلا اوسے چھوڑ دے اوس مقام

قدم شوم رک اوس کھڑا ویں اوپر — چلیا رائے مہاڑی منے ہیں کر

(نحس — لینا کے بیس محل مہاڑی — بہتر)

سو غوغا اوٹھیا شہر میں جاں تہاں — جو اوس دھن کوں لے رائے آیا یہاں

(ہر جگہ — عورت)

ہوئے پھول کے سار کھل لوگ خوش — دمامے بجانے لگے ٹھوک خوش

(طرح — نقارے)

سب یکدھر تے ارکان دولت ملے — سمجھا روپ اوسکا ولے در ولے

(ہر طرف کے — بغور دیکھ — شکل — محلہ — محلہ)

دھرے کوئی سر بھوئیں کئے کوئی سلام — ولے راز کس کوں ہوا کچ نہ فام

(رکھے — زمیں)

جو دن جا کو سنچر ہوا شام کا ہوا دیک کر وقت آرام کا

وقت داخل ہوا

چلیا روپ سمدور کی سیج دھیر ادا پرتے اوسکے او روشن ضمیر

خواب گاہ کی طرف طرز

سیج دل منے لی جو یو رائے نوئے لیا ہے اُسیکا مگر روپ کوئے

نہیں شکل

لیتی اوسکے نزدیک تے اپیں کاڑ ۔ ۲۴۹۰ اوٹھی بول یوں اوسکوں باتاں میں پاڑ

جدا ڈال

لہ صحی رائے کا کالبد توں تو ہوئے ولے اس بہتر رائے کا روح نوئے

جسم نہیں

مرے دل میں اس باب آتا ہے شک کتک دیس توں منج تے اپہات رک

چند دن اپنے سینتی علحدہ رہ

اگر توں وہی رائے سچلا اچھے ہوں تیر نیچ کر جان منجکوں سچے

اصلی

مری بات ناسن توں زوری پو آئے تو سچ جان اس تل مرا جیو جائے

ہو زبردستی لحظہ جان

سن یو بات دیں اوسکوں لرزا چھٹیا ضرورت سوں اوسکے نزک تے اوٹھیا

تھرتھری

دیں اول کی عورت کے گھر میں چلیا سو اون بی روش اوسکی خاطر میں لیا

طرز

ہو دلگیر سخت اوسکے آنے پوتے لیتی کھینچ اپس ایک بھانے سیتی

۲ہ نہ روزی ہوا دیک انن کا وصال دیا چھوڑ اوس دوبی کا او خیال

حاصل ان دونو

ولے دیکھنے روز آتا اچھے یو دونو کے تئیں دیک جاتا اچھے

انکو دیکھا دور تے پھیر جاتا اچھے

لہ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

۲ہ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

یکایک اَنگے دن جو خوبی کے آئے ۲۵۰ ہرن ہو کہ جو تھا جنگل میں اورائے

سو رانواں دیکھیا یک موا (مردہ) سو کہیں ہرن کے نکل جسم میں تے وہیں

سنچر (داخل ہو) تن میں رانویں کے پایا قرار اوڑیا وانتے خوشحال پنک (پر) مار مار

اُتر آپنے قصر کے بام پر نوی اپنی محبوب کوں فام (معلوم) کر

پکیٹ دیک اوسے کھول منقاروِیں کیا سب جفا او سپوا اظہار ویں

کہی (کہا) تب او عورت کہ اے رائے تج گنوالے (گم کرکے) دوکھی تھی سو پھر پائی تج

ولے روپ تیرا ہے رانواں کیرا ملاقات کیوں ہووے تیرا مرا

کہیا پھر او رانواں کہ اے ہم چلیں جب آگا (آئیگا) محل میں ترے او خسیں

نزک بیسلا (بٹھلا) کر میٹھی بات توں او خوش ہوئے تیوں بول اس دھات توں

جو مج دل میں تھا دغدغا ہور گمان ہوا آج تے دور کر تو پچھان

مرا مرد تحقیق سو تو نچ ہوئے ۲۵۱ بغیر توں نہیں ہے منجے غیر کوئے

ولے روح کے نقل کا جو ہنر اتھا تج میں دکھلا منجے یک نظر

کیا ہے تو لئی (بہت) بار میرے حضور کر انبار جو شک مرا ہوئے دور

منجے یو ہنر جب توں دکھلائیگا مرا روح (اس مرتبہ) تو تج تے سکھ پائیگا

چھپا رک منج اوں آئے لگ یک (تک) ٹھار بزاں (بعدازاں) دیک کرتا ہے کیا کردگار

سن اس بات کوں او سہاگن سکی | کر اپ جیو پنجرا چھپا اوس رکھی

جو منجلس تے اوٹ دوسرے دیس پھیر | جوں آیا او اوس پدمنی کے سندھیر

اوسی دھات باتاں منے گھال کر | ادک اوس سیہ دل کوں خوشحال کر

جو بولی تو راضی ہوا و نابکار | اسی نل جیواں ایک گدھڑے کی مار

نکل رائے کے تن منے تے او پھیر | جو گدھڑے کے تن میں گیا پیس کر

سو درحال اورائے عالی تبار ۲۵۲۰ نکل کالبد میں تے راتوں کے بھار

کیا آپنے تن میں جا کر مقام | ہوا دور دل کا کدورت تمام

او گدھڑا جو تھا کر کتنک مار اوسے | کوتیاں ہات کھڑ کڑا سٹے بھار اوسے

نکل کے نمن بعد ازاں رائے کھل | نوی ہور قدیم اپنی عورت سوں مل

یکیس کا چندا ہو یکیس کا اجنت | لگیا راج کرنے کوں نوشو ہونت

الٰہی کی توفیق سوں اے نگار | جفا سوں اورائے جوں بے شمار

ہوا عاقبت شاد اس دھات توں | مل اوس یار ہور آپنے مرد سوں

ہو نہار ہے شاد کچ غم نہ کر | جمارا ک خاطر کوں برہم نہ کر

رہی رات تھوڑی کمر باند بیگ | توں ہوا اوس ستارے کی جیا چاند بیگ

ہوس کا قدم رک انگے چل جو آئی | صبا کی نکل آئی وہیں روشنائی

سو ہونا امید او سگھڑی یار تے ۳۵۳ چلی اپنے مندھر پھر اوس ٹھار تے

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے صین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب بست و ہفتم

گگن (آسمان) سانچ کوں سور (سورج کا) کیرا رتن (جواہر) جو مغرب کے طبلے (صندوق) میں راکھیا جتن

وو جڑ (وہ جڑاؤ) چاند کا نثرق تھالے میں تے جھمکنے لگیا رین (رات) کالے میں تے

سو او نار تن نورتن سوں سنگار مکلل جو ہو آئی رانوں کے ٹھار

کہی اے فراست کی دریا کے دُر جو مٹھ بول پنکھیاں میں توں ہے سگھر

زباں کھول کر منج سوں کرتا ہے بات تو سنتی ہوں میں تج تے تازے (نئے) حکات (حکایات)

ہوا نئیں غرض گرچہ حاصل مرا ولے تج تے پکڑیا صفا دل مرا

گذرتا ہے خاطر منے یوں اپنال جو اوس یار کا چھوڑ دیوں خیال

کہ نئیں فائدا (اب) کچھ ہلاکی بغیر ۳۵۴ سنجا ہے (سنجاتیگی) ہلاکی یو پاکی بغیر

یو گرد آپنے پاک دامن تے جھاڑ بھلا یو جو سودا اسٹوں دل تے کاڑ (نکال)

کہ دستا ہے منج خیر پاکی منے ہے ناپاک سو جم ہلاکی منے

نئیں اس کام تے فائدا کچ منجے بغر دوک نہیں ہے ادا کچ منجے

کہیا تب او رانواں کہ اے دھن اصیل اصالت ترا عاقبت ہر سبیل

رکھنہار ہے منج کسافت تے پاک نہ کر سے ترے پاک دامن کوں چاک

کہ جوں بیٹی یک منتری خاص کی یک ایمان یک دل یکا اخلاص کی

طہارت کوں اپنی جو ثابت رکھی او دیکھیاں کی تہمت تے چھوٹے ہی سکی

ہے جس میں طہارت اوسے زیاں نئیں نفا باج اوسے ذرہ نقصان نئیں

کتا ہوں سن اسکا حقیقت تمام کہ تھا بادشاہ کوئی بہرام نام

اتھے دو وزیر اوسکے تئیں بے نظیر ۲۵۵ یکن عالم ایکن سو عامل گنبھیر

جو عالم کوں بیٹی اتم ذات تھی سورج دیس کی چاند تھی رات کی

نہ دھر مرد پر خیال او نیک نام عبادت میں مشغول اچھے صبح و شام

سو یک دیس عالم خوشی کاج کر جو عامل کو بھیجیا بلا اپنے گھر

یکایک او بیٹی نظر اوس پڑی سو پورا دیوانا ہوا اوس گھڑی

لگایا دل اوس سات مخفی وہیں نہ اظہار کر بھی کسی سوں کہیں

پری تھے اوسے خوب لک ٹھار جان کیا شاہ کوں جا کو خاطر نشان

سنیا جوں صفت اوسکی بہرام شاہ ہوا عاشق اوسکا سو دیں صبح گاہ

درونی میں دھر آرزو بے قیاس دیا بھیج پیغام عالم کے پاس

کہ ہر حال اس پاکدامان کوں بھلا جو مرے عقد میں لائے توں

جو بیٹی کوں عالم سنایا یو بات ۳۵۶۰ نہ راضی ہویوں بول اوٹھی باپ سات

کہ دے جیو مجکوں جلایا ہے جن اوسی سات لیائی ہوں دل رات دن

سٹی ہوں ہوا نفس کا کاڑ ہیں کسی مرد کا نا دھروں چاڑ ہیں

اگر تل اوپر ہوئیں گگن سات یو تو ہرگز قبولوں سو نا بات یو

جو سپلا مرا توں جنیا باپ ہے تو اس کام تے ہات دھو یاپ ہے

خدا کی پرستش بغر ہور پر نہیں دل مرا مج پونا زور کر

نپٹ دیک اوسے منکر اس بات سوں کہیا شہ کو جا عالم اس دھات سوں

کہ اے بادشاہے زمین و زماں فدا تج پو ہیں ہور مرا خانماں

جو بیٹی سوں میں خوب دیکھیا بچار خدا کے بغیر کس سوں نئیں اختیار

رین دن عبادت سیتی لائی ہو دھیاں دنیا کی لذت پر نئیں اسکا پراں

مگر ہے خراب اوس لکھے یو جہاں ۳۵۷۰ چلے کچ نہ تدبیر میرا یہاں

برا مان بہرام اس بات پر غضب کا نظر تیز کر کھات پر

کہیا کر توں راضی اوسے پسند — مرا ہو نکو کر مری بات رد

برائی نہ لے باند منج سوں اندیش — بھلا جو بھلائی سوں توں آئے پیش

ہو عالم ادک اوس گھڑی گھا برا — کہیا یو خبر پھیر بیٹی دھیر آ

سو تدبیر نے سخت ہوا لا علاج — کہی باپ کی دھیریوں میں نو آج

ہوں راضی یو جیو دیونے کے بدل — ولے نفس کا سر نہ لے سوں خلل

جو دھرتا اچھیگا مری چاڑ توں — تو اس ملک تے منج لیجا کاڑ توں

ہو راضی اسی دھات اس رات کوں — لے سنگات باپ اوس اتم ذات کوں

چلیا چھوڑ گھر دار بے اختیار — ہوا یو خبر شاہ پر آشکار

سو اوس نار کے عشق کے شوق سوں ۲۵۰ نہ رہ سک چلیا پیٹ لگ ذوق سوں

جو او دو ملے باٹ میں ایک ٹھار — جیواں شاہ اوسی ٹھار عالم کوں مار

لے بیٹی کوں اوسکی جو گھر آئیا — ستم سات اپن عقد میں لیائیا

یکا یک بڑی یک مہم جو گھڑی — سو اندیشہ دیک بادشاہ اوس گھڑی

بڑا اعتمادی سو عامل ہے کر — چلیا مملکت چھوڑ دے اوس اوپر

سو عامل نہ لیا تاب بے تاب ہو — پریشان اوس نار کے باپ ہو

کچی بد کر یک رات آدھی رات کوں — نجھانے بدل اوس اتم ذات کوں

چڑیا شاہ کے قصر کے بام پر — پڑی جوں نظر اوس گل اندام پر

لگی عشق کی چیٹ پیٹی پھر اوسے — نہ کر اوس گھڑی راز ظاہر کیے
(پہنچی)

جو آیا اتر قصر کے بام تے — پکڑ آپنی عقل ہور فام تے
(سمجھ)

نہانی کسی دائی کے ہات سوں ۲۵۹۰ دیا بھیج اُسے بول اس دھات سوں
(پوشیدہ طور پر)

کہ لئی دن تھے تیرا جمال اے نگار — کیا ہے مرے دوئی انکھیاں میں ٹھار
(بہت، سے، دونو، مقام)

سُکھیا ہے سینا دیک منج دھیر آج — ترے وصل کا ٹک پلا نیر آج
(سوکھ گیا، طرف، ذرا، پانی)

بہ سمع رضا سن مرا التماس — نہ کر آپنے درس تے منج نراس
(قبولیت، اپنے مری، درشن، نا امید)

اگر نئیں تو شہ تے تجھے پاڑ دور — کرونگا بلا ہور محنت سوں چور
(علاحدہ کر)

کہ ہے سلطنت سب مرے ہات میں — پھر نہار ہے شہ مری بات میں

جو او دھن سنی دائی تے جوں یو بات — دئی بھیج یوں بول پھر اوس کے ہات
(عورت، نے کر اوس سنگات)

کہ شہ تج دیانت پو دھر اعتبار — گیا اس سبب محض بھانج پو بھار
(رکھ، ڈال، بار)

جو میرے اچھے حفظ کے پئے میں تول — نہ کی یوں خیانت کرے منج سوں
(رہے، کر)

کہ میں کھیت ہور توں ہی باڑی کے سار — ہے باڑی کیرا کھیت کوں اعتبار
(حصار، طرح)

جہاں کھیت کوں اوٹھ کے باڑی چرے ۲۶۰۰ تو عزت بھروسے کوں کیا کوئی ڈرے
(تا، کسقدر)

گنہ کا مرے پاک دامن پو گرد — نہ بیٹھے کدھیں جان اگر توں ہے مرد
(کبھی)

ہما کا اچھے آشیانا جہاں
گھگو کا سنجر ہوئے کیوں کہہ وہاں

سنیا عامل اس دھات کا جوں جواب
رکھیا بغض دل میں ہوا جل کباب

کتک دن کوں بہرام اپنے مندھیر
جم تے جو آیا سلامت سوں پھیر

سو عامل کوں اپنے حرم کا خبر
لگیا پوچھنے کوں سوا و بد سیر

کہیا اے شہنشاہے عالی صفات
کہوں کیا حرم کی تجے کھول بات

جو فرمان سوں شہ کے یک رات میں
چڑیا بام پر جوں تماشے کے تئیں

یکایک نظر سو حرم منج پڑی
سو رانی نوی شاہ کی اوس گھڑی

مل یک ٹھار بیٹھی ہے طباخ سوں
زباں کھول اوس نحس گستاخ سوں

اُتر بات میں بولتی ہے کہ آج
۳۶۱۰ صبا لگ ترا ہور میرا ہے راج

کہہ اس دھات لے اوس چلی اپنے سیج
میں اتریا وہیں واں تے لاول بھیج

پڑی شاہ کے کان میں جوں یو بات
ہوا اوس لکھی زہر سارا حیات

غصہ سوں نہ اندیشہ کر دیک دور
پچھونڈے بندا مطبخی کوں حضور

کیا پارچے دوئی شمشیر کھینچ
غضب سوں حرم میں گیا ہیں وبنچ

کہیا اپنی عورت کوں اے نابکار
یکایک توں کیا کام کی اختیار

اپے ذات وتی ہو کم ذات سوں
قبولی برا فعل کس دھات سوں

تب اونار اوٹھی بول اے شہریار — اگر سچ ہے توں سایۂ کردگار
ظل اللہ

تو اہل غرض کی نہ سن بات یوں — انا لا ہو منج پر نہ کر گھات یوں
بیقرار — دشمنی

تفحص کرا ہور تحقیق کر — نہ دھر کان عامل کی تر زبن پر
دریافت

عدالت کے ہے اوج کا چاند توں — ۳۶۲۰ مرا خون گردن نہ لے باند توں

ہے انصاف تج میں تو انصاف کر — بزاں دھڑ تے مری منڈی صاف کر
بعدازاں — جسم — گردن

ویں اس بات تے ہات گردان کر — سیاست کے خنجر کتیں میان کر
سمیٹ — غلاف خنجر — نیام

صبوری نہ کر سک غصے سات اوسے — چڑا اونٹ اپرال آدھی رات اوسے
صبر — اوپر

کہیا ایسے جنگل منے دیو وُچھوڑ — جو کھاویں اوسے دیو و دد توڑ توڑ
جانور پھاڑ

اسی دھات اوس بے گنہ کوں لیجا — دئے چھوڑ جنگل میں سو جا بجا
طرح

لگیا اونٹ پھرنے کوں جنگلے جنگل — اترنے اوسے اونٹ پرتے نہ بل
موقع۔ قوت

بھوکی ہور پیاسی نہ پانی نہ کھان — ہوئی سخت بیتاب اڑجا پران
کھانا — ہوش

بندے بند کل مل ہوئے سب کھگل — اندھارا ہوا اسپو سنسار کل
کھو گئے — تاریک — جہاں

نہ تھی سدھ کچ اسمیں جو دن تین چار — سو ایسے منے اسپو پروردگار
بند بند — ہوش

نظر جو کیا مہربانی کی تب — ۳۶۳۰ کھلے غیب تے بند اعضا کے سب

سو پانی بھری ایک بائیں کے ٹھار — ہلوں اونٹ اوپر تے جو اتری بلار
کنوئیں — جگہ — نیچے

جو دیکھی یکایک انکھیاں کھول واں ‌ ‌ پڑیا ایک نظر تب یسن ڈول واں

توکل کے بازو کیرے تول سوں ‌ ‌ لینی چیندیا پانی خوش اوس ڈول سوں

وضو ساز بندگی کی مشغول ہو ‌ ‌ زمیں کے اوپر عجز سوں دھول ہو

کہی یونکہ اے جگ کے پروردگار ‌ ‌ نہیں تج بغیر کوئی منجکوں ادھار

ہوا نفس کا دل تے کر پاک میں ‌ ‌ تیری باٹ کی رہی تھی ہو خاک میں

کدھر گئی بتے دن کی پاکی مری ‌ ‌ کہوں کھول کس یو بلاکی مری

مرے پاس بن کا سو علام توں چ ‌ ‌ کرنہار یو راز کوں فام توں چ

ہیں اپنا تج ابرال بھائی ہوں بہار ‌ ‌ مرادا دسو توں چ ہے دینہار

توکل کر اس دھات سوں صبح و شام ۲۶۴ اوسی بائیں کے پاس تھی کر مقام

قضا ایکدن یوں ہوا ناگہاں ‌ ‌ جو پر ملک کے شاہ کا سارباں

گم اونٹاں ہوے تھے سو ویں ڈھنڈتا ‌ ‌ ہو پیاسا رخ اس بائیں کے دھر کیتا

سو یک نار دیکھیا جو مقبول ہے ‌ ‌ خدا کی عبادت سوں مشغول ہے

پری تھے ہے لک ٹھار صاحب جمال ‌ ‌ نہ اسکے نزک کوئی بغیر ذوالجلال

اگے ہو سلام اوس کر او ساربان ‌ ‌ کہیا یوں کہ اے مادر مہرباں

تو اس حسن و خوبی سوں ہر کس کی جائی ‌ ‌ بدل کائے کے اس خرابی میں آئی

بھریا ہے بلا سوں یو جنگل تمام کئے ہے توں کیوں اس بلا میں مقام

کہی تب اوسے یوں کہ اے بھائی میں اپے ہو کر اس ٹھار نئیں آئی ہیں
[از خود — جگہ]

مرے حاسداں افترا مج پو جوڑ دئے اس خرابے میں غربت سوں چھوڑ
[تہمت]

کہوں کیا مرا ماجرا تج سنگات .٣٦٥ سنیا اوس تے او ساربان جیوں یو بات

کہیا پھر اوسے یوں کہ اے مائی توں جو راضی ہو فرمائیگی منج کوں
[ماں]

تو اس ٹھار پرتے تجے بے ہراس لیکر جاؤنگا آپنے شاہ پاس

کہ شاہاں میں ہے آج گنبھیر او نظیر اوس نہیں ہے جہانگیر او

اپے چودواں چاند توں ہے کہ جان ہے تیرے لیکھے یو خرابا گراں
[آپ — چودھواں — واسطے]

کہ تج سار کی خوب اس ٹھار پر نہ اچھنا مبادا کچ انپڑے ضرر
[مانند — رہنا — پہنچے]

کہی تب کہ اے بھائی سر پر جسے قوی حق تعالیٰ ہے کیا ڈر اوسے

ہے رکھوال اسٹھار سبحان منج یکیلی ہوں کریاں نکو جان منج
[نگہبان — جگہ]

لگاوے دل اپنا خدا سوں جکوئی کیوں اوسکے نزک تے خدا دور ہوئی

جو آیا ہے توں دوڑتے ناگہاں کنا کیا ہے مقصود تیرا یہاں

اوٹھیا ساربان بعد ازاں بول یوں .٣٦٦ کہ نکلیا لے اونٹاں کوں میں بہار جوں
[باہر]

یکایک چکا مک ہوئے او تمام سو وہیں دھنڈتا آیا اس مقام
[یعنی جو کاکم]

دعا کر جو میرے چڑے ہات او — کیتی اُن دعا سو اُسی سیات او
ساعت

ہوئے وانچ پیدا تمام ایک بار — سو ہو شاد ویں سارباں بے شمار

لے اونٹاں کو سارے چلیا وانتے پھیر — سو او قصا بولیا اپن شاہ دھیر
ہے

سنیا شہ جوں او پاک دامن کی بات — کیا دیکھنے کا ہوس شوق سات

سواری کے بھانے جو نکلیا بہار — کیا اوس جنگل کی طرف خوش گذار

جوں آیا نزک رک حشم کوں وہاں — ہو تنہا اپے ہور او سارباں
نزدیک — بڑے مرتب اول لشکر

چلیا دیکھنے اسکوں اس بائیں کن — سو او نار محبوب چندر بدن
کنوئیں — عورت

عبادت کے دریا منے ہوئی ہے غرق — جھمکتے ہیں جو ندھر تجلیاں سوں کرق
میں — چمکتے — چو طرف

مصلّے پو سجدے میں راکھے ہے سر ۳۶۷۰ بہتے ہیں انکھیاں تے انجو دوئی دھر
رکھے — آنسو — دو طرف

کتنک بار کوں آپنے سد میں آئی — ذرا ایک سجدے تے جوں سر اوچائی
کتنی دیر — ہوش — اٹھائی

خبردار ہو شاہ اس حال تے — اتر بیگ تیزی کے ابرال تے
جلد — گھوڑے — اوپر

سنجھا حسن اسکا ہو آپس میں گم — اتر تا چ او سکے مصلے کوں چم
دیکھ — چوم

چلیا واں تے اپنے حشم کے کدھن — سو پھر اوس اتم پاک دامن کے کن
ڈیرے — بڑے دل طرف — پاس

شہانے امولک دے تحفے سنگات — دیا بھیج یوں بول حاجب کے ہات
بیش بہا

کہ اے صالح دل میں جو یوں ہے مرے — جو اختیار توں عقد شرعی کرے

کہ بھایا ہے منج من کوں تیر اصلاح — بھلا جو ڈھنڈے اب توں میر اصلاح

سینا گرچہ دھرتا ہوں ہیں صاف آج — ولے نئیں صفا صحبت پاک باج

سن یو بات حاجب تے او دل فگار — کہی شاہ بہرام کی میں ہوں نار

جو عالم مرا باپ اسکا وزیر ۳۶۸ — اتھا سو میں اسکی ہوں بیٹی حقیر

مرے باپ پر ظلم بہرام کر — جیواں مارا اوسے منجکوں رام کر

حرم میں رک اپنے کیا مصلحت — سو عامل وزیر اوس کیرا چھوڑ ست

منج اپرال طوفان رچ بے گناہ — کیا ہے مرے حال کوں یوں تباہ

اگر شاہ باعث ہو بہرام کوں — ہور اوس عامل بدسیر خام کوں

بولا بھیج ہر حال اپنے حضور — کرے دو دمیانے تے پانی کوں دور

جزا کے ہوں لائق تو دیوے جزا — ہے تقصیر انو تے تو دیوے سزا

گر اے شرط شہ تے قوی پاؤنگی — تو چل سیس سوں شہر میں آؤنگی

اسی دھات سوں شاہ راضی ہوویں — چلیا شہر میں لیکو اوس نازنیں

بجد واجبی سوں ہو اس کام پر — دیا بھیج لشکر کوں بہرام پر

جو کر رام لے آئے بہرام کوں ۳۶۹ — ہور اوس عامل نحس فرجام کوں

جوں اود وئی پر آنکھ شہ کی پڑی — زباں کھول یوں بول اوٹھیا او گھڑی

کہ شاہاں کوں دے راج پروردگار — کیا اس سبب خلق میں آشکار

جو حق ہور ناحق کوں دیویں تمیز — دھریں عدل کوں اپنے جیو تے عزیز
(رکھیں — جان)

کہ محشر کے دن خالق انس و جن — ہمن پوچھسے کو نچ نہ انصاف بن
(پوچھیگا)

تمن دو سوں ہے آج میرا سوال — دیو جواب ہے نیئوں چھپاؤ نہ حال

کہہ اس دھات پردا بندا درمیان — بولا بھیج اوس صالح دھن کوں وہاں
(طرح — عورت)

فراست سیتی شاہ اندیش کر — پہیلیں سو عامل کے تئیں پیش کر
(پہلے)

لگیا عدل کی جیب سوں پوچھنے — کہ کیا معصیت ہور خطا کی اونے

جو بدنام کر اوس کیا گرفتار — کہیا تب او عامل کہ اے شہریار

نہ دیکھیا خطا کچ میں اوس تے ولے .. ۳۷ پڑیا نفس شیطان ہو منج گلے

سو لے افترا میں اوٹھیا اوس اوپر — گنوالے ایس کوں کیچا کام کر
(اپنے کو حقیر کر — بیوقوفی)

جو حق ظاہر اسکی زباں تے ہوا — سو ناحق کوں او شاہ رک ناروا

کیا حکم جو ترت اسکوں لیجاؤ — گدی تے زباں کاڑ سولی چڑھاؤ
(جلد — سے — نکال)

جو عالم میں تنبیہہ دسریاں کوں ہوئے — بہلیاں پر کرے افترا یوں نہ کوئے
(دوسروں — تاکید — بھلوں)

جو بہرام خون اوسکے کر باپ کا — لیا تھا اچا ٹوکرا پاپ کا
(اٹھا — گناہ)

اوسی ٹوکرے میں اوسے گھال کر — سزا کی دریا میں دیا ڈال کر
(ڈال)

زباں بعدازاں صالحی دھیر کھول ۔ کہیا کیا ترا بھی ہے مقصود بول

کہی تب کہ اے شہ عدالت شعار ۔ ترا سلطنت جم اچھو برقرار

دوجا مطلب اے جو کہ اوساریاں ۔ مرے حق پو جنگل ہیں ہو مہرباں

بڑے نھلکے ہیں تے کاڑیا ہے بہار ۳۷۱۰ کیا منج پو اُپکار او بے شمار

بھلا جو اوسے شہ کرم سوں نواز ۔ اول تے زیادہ کرے سرفراز

عطا وُنج کر شہ دوچنداں اوسے ۔ کیا پھول کے سار خنداں اوسے

کہیا بھی ترا کیا ہے مطلب سو کہہ ۔ کہی اس وضا سوں کہ اے بادشہ

مرے دل ہیں ہر دم بھی ہے یوں خیال ۔ جو گوشا پکڑ شہ کی دولت اقبال

خدا کے ہو میں پڑے میں اخلاص سوں ۔ کروں جم دعا تج شہے خاص کوں

جوں اس دھات کی بات بولی اونا ۔ سبج صدق اوسکا شہے حق گذار

کہیا رابعہ آج کی توں ہے سچ ۔ ترا ذوق جس دھاتے ہو وُنج اچ

رک اپنا توں ہر باب خاطر قرار ۔ ولے شہر ہیں تے نہ بھا پانوں بھار

کہ برکت ہے یاں استقامت ترا ۔ حق ایمان راکھے سلامت ترا

جکوئی ہیں عدالت کے عالم کے راج ۳۷۲۰ سو دیتے ہیں اس دھات حق کوں رواج

یو قصا نہایت کوں انپڑا تمام ۔ او رانواں کہیا اے سکی نیک نام

اتھی پاک دامن کہ ناریاں میں خاص
بلاسوں نہ ہو مبتلا ہوئی خلاص

اگر دل میں نیت ترا پاک ہے
تو اس عشق تے تجکوں کیا باک ہے

صبا ہونے آئی ہے نا کر درنگ
گذر لگی گئی رات ہے وقت تنگ

نہ ضائع کرا ے وقت بیگی سوں جا
نہ چوکن دے وعدا ترا لیا بجا

یو جانے کیتی قصد او دوست پاس
دن آیا نکل سو پہری بھر اُساس

غواصی اتم رین کالی دراز
یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و ہشتم

سورج بے مثل چشمہ نہار کا
ہوا غیب گگن تے جو یکبار کا

نکل قرص مہتاب کیرا بہار
لگیا جگمگانے کوں درپن کے سار

پھر او نار برہے تے بیتاب ہو
پریشان اوس یار کے باب ہو

جو را نویں کن آئی انجو ڈھالتی
لگی فکر را نویں کوں اس حال تے

مبادا نہ لیا تاب بے اختیار
سٹے گھر کی دہلیز تے پانوں بہار

مبادا نپٹ شرم تے ہات دھوئے — مبادا مرا کشت نا چیز ہوئے

سمج بیقراری کوں اوسکی شتاب — اوٹھیا بول کریوں کہ اے ماہتاب

مبارک ہے یو رات بیگی سوں جا — نہ کر بات منج سات بیگی سوں جا

کہ کونڈیا ہے تیرا سینا برہ آج — ترے دل تے کر دور یو گرہ آج

ولے جب ملیگی توں جا یار سوں — نکو بھول واں کس کی رفتار کوں

کہونگا سنیگی تو میں دوجی بات — کہ اس دوئی باتاں میں ہے تج نجات

کہی کیا او دو بات ہے منج بول ۳۷۲ ب سو بولن لگیا اس وضا اس سوں کھول

کہ یک بادشہ جو گیا تھا شکار — ہوا سانپ یک باٹ میانے دوچار

زمیں کے اوپر عجز سوں راک پہن — کہیا یوں کہ اے شاہ قدسی لکھن

کہ بالذات اپے یک تو میں ہوں بلا — ولے یک بلا سات ہوں مبتلا

کمر دھڑ تے اسکی مری گئی ہے بس — نہ یاں بل کہیں ہے جو میں جاؤں پیس

مرے حق پو اس ٹھار ہو دستگیر — ترے آسرے منج چھپالے امیر

او شاہ او سکے ہو عجز پر مہرباں — دیا اپنے جامے کے دامن میں ٹھاں

ویں ایسے میں کوئی شخص پیدا ہوا — لگیا دھنڈنے اوس سانپ کوں جان تہاں

نظر نئیں پڑیا کئیں سو دلگیر ہو — جوں اسٹھار پر تے چلیا پھیر او

کہیا سانپ کوں شہ کہ تیرا او کال — گیا یاں تے جا توں سلامت اِقبال

اوٹھیا بول تب اس وضا سانپ لو — ۳۷۵۰ کہ در اصل میں ہوں بڑا کال سو

ترا عین دشمن ہوں کر جان جان — دیا کیوں منجے اپنے دامن میں ٹھان

لڑے باج تج یاں تے جا سوں نہیں — بھی ایسا خورش کینچ پاسوں نہیں

کہیا بادشہ تب کہ اے سانپ تج — بچا آپنے دور میں ڈھانپ تج

کرم ہور احسان کر بے کراں — کیا اوس بلا تے خلاص ایک یراں

جن ایکار تج پر کیا ہووے یوں — اندیشے بدی توں اس اپرال کیوں

کہیا سانپ توں تو کیا سچ بھلائی — ولے میں کئے بن نہ رہسوں برائی

سمج گر ہے تج میں تو توں فام لے — ترا کام سو او مرا کام اہے

کہہ اس دھات سوں ہن اوچا تیز ہو — منگیا لڑنے جوں ٹھکوں خوں ریز ہو

سو ایسے منے خالق مور و مار — دیا شہ کوں قوت سو بے اختیار

پچھاڑیا دُم اسکی پکڑ بھیں اوپر — ۳۷۶۰ کچل پانوں سوں پھن سٹیا چور کر

جکوئی دیوے دشمن کے باتاں کوں کان — او دشمن لہے اپنی جیو کا کہ جان

یونا ہو کہ بھی تج سوں لے نونہال — دوجی بات کہتا ہوں میں سن اقبال

جو مل دوست سوں ہو گی ایک توں — جے کچ او کر یگا سو چپ دیک توں

اپے اسکی تقلید کرنے نہ جا   لیکر آ توں یو میری منت بجا

کہ جوں ایک حجام تقلید کر   بلا لالیا آپنے سیس پر

اگر توں ہے دریا پچی فام کی   نکو کر کچی بُد جوں حجام کی

کتا ہوں سن او قصہ اے موہنی   جو حاصل تیرے دل کوں ہوئے روشنی

سنیا تھا جو کوئی تاجر یک ٹھانوں تھا   سو عبدالملک اس کیرا ناؤں تھا

دھنی مال کا ہور سخی تھا بجوڑ   کدھیں موکھ دینے تے لیوے نہ موڑ

سو یکدیس بخشش کی ہمت پر آ ۲۷۷   لوٹا سب فقیراں کوں اپنا سرا

توکل سوں دیے دل کوں کرلے قرار   قناعت سوں پورا کیا اختیار

ہوا روزگار اسپو دن دن کوں تنگ   کیا فقر پوراچ تا غیر رنگ

ڈبے یک نس تفکر کے گرداب میں   سُتا تھا سونا گہہ وہیں اوس خواب میں

اتم بے بدل صورت اک سامنے   کھڑا ہور ہا آنیکر سو اونے

زباں کھول پوچھیا کہ ہے کون توں   او صورت کہیا میں ترا بخت ہوں

جو مال آپنا توں لٹا ایک بار   توکل کیا ذوق سوں اختیار

ہوا حق کی درگاہ مقبول توں   نہ مخمول اچھ خوش ہو جوں پھول توں

کہ درویش کا روپ لے میں کھنر   ترے گھر میں آتا ہوں اے بختوز

کھڑا ہوؤنگا سامنے جب ترے　　　عصا سات تب مار سر پر مرے

سُنا ہو پڑونگا زمین کے اوپر　۳۷۸.　اوسُنّا اوچالے توں خوش خرچ کر

سونا　　　اٹھالے

اوسی دھات میں آؤتا جاؤنگا　　　تجے فیض دے جاؤتا جاؤنگا

طرح

ہوا غیب کہہ کھول اس دھات اوسے　　　رہیا نقش ہو دل میں او بات اوسے

طرح

یکایک صبا جوں ہوا جا اوشام　　　حجامت بدل اوسکے آیا حجام

کیلئے

ہوا جوں حجامت تے مشغول اونے　　　اوصورت ہو درویش ایسے منے

جو عبدالملک کے نزک آ ئیا　　　سو درحال اوروپ کر پا ئیا

نزدیک　　　اسی وقت　شکل　سمجھا

عصا لیکو مارن لگیا اسکوں جب　　　اوصورت پڑیا ووچ سُنّا ہو سب

خوشی دل منے لاک آن کر　　　لیا سب زمیں پرتے گردان کر

بیحد　　　سمیٹ

دے حجام کوں کوچ اسمیں تے کاڑ　　　کہیا کئیں تو یو راز باہر نہ پاڑ

نکال　　　فاش نہ کر

او حجام یو کیفیت دیک کر　　　چلیا واں تے خوشحال جوں اپنے گھر

نہ پا کوچ اس راز کا ماہیت　۳۷۹.　او احمق کیا دل منے یوں نیت

جو از ما ئیکر دیکھوں میں بھی برے　　　کہ درویش لئی آشنا ہیں مرے

بارے

کچی بُدکر اس دھات کی او کچا　　　ضیافت کیرا شور گھر میں اوچا

بیوقوفی　　　کا　　　اٹھائے

چلیا آپ بازار کی دھیر نشاد　　　سو درویش تین اوس ملے نامراد

طرح　　　طرف

بولا گھر کوں لیا لیا ضیافت بدل | دے دروازہ گھر کا نہ گئے تیوں نکل
کھلا کھان تعظیم سوں خوش کیا | کتک بعد ازاں ہات میانے لیا
اٹھیا اس بچاریاں اوپر ہو دلیر | لگیا گھر منے ٹھوکنے انکوں گھبیر
کیا پھوڑ سر سب کے لہو میں گھلال | لہو کے بہے کالوے بُہیں پو لال
بچارے نہ لیا تاب جوں غُل او چائے | ہو ہمسائے سب گھابرے دوڑ آئے
جوں ایسی خبر پائے حاکم کے لوگ | پچھونڈے بند اوس لے چلے خوب ٹھوک
جو والا گھر حاکم اوس شہر کا ...۳۸۰ | سنیا قصہ حجام کے قہر کا
کھیا تب اوسے اے قباحت شعار | دکھایا سبب اس فقیراں کوں مار
او حجام عاجز اوٹھیا بول ویں | کہ دھرتا ہوں سر پاؤں لگ حل میں
جے کچ منج کرینگے سزاوار ہوں | ولے میں بھی حیران اس ٹھار ہوں
کہ عبدالملک کی حجامت بدل | گیا تھا کمانے کتر اوٹ کل
جو درویش یک آئیا اوسکے پاس | سو اوس دیک عبدالملک بے قیاس
کتک جو کیا او سُنا ہو گریا | تماشا یو دیک میں جو واننے پھریا
ہوا خیال منجکوں جو از ماؤں وُونچ | کتک کرانوں کوں سنا پاؤں وُونچ

لہ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

کُٹک کھائے اتا سُنا ہیں ہوئے
منج اس دھات لوگاں ہیں سو اکئے

سن یو بات ہنس پڑا وہاکم وہیں
کہیا یو دیوانا عقل اوس نہیں

اگر اچھتی اس خام کی عقل ٹھار
۴۸۱ نہ کرتا کچا کام یوں اختیار

بڑاں اس فقیراں کو سنتوش کر
کیا دور حجام کوں رُوس کر

کہہ اس دھات سوں بات انواں آوسے
خوشامد سوں خوش کر فراواں آوسے

کہیا ذوق سوں جا اتال اے نگار
کہ مشتاق تیرا اچھیگا او یار

اوجانے بدل گرم کی جوں خیال
صبا ہوی سو برہا کیا پھر نڈھال

غواصی اتم رین کالی دراز
یقیں جان ہے ہنجین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و نہم

جو حراف صراف اسمان کا
گرہ باندلے سُن ٹکا بھان کا

بکھریا رُوپیہ ستاریاں کوں جب
نکل گھر تے او برہنی نار شب

نہ کر دشٹ سید ہے وباویں کدھن
چلی فکر سوں نیٹ راتویں کدھن

تلیں ہوراو پر جوں نجھائی اوسے ۔۴۸۲ سو پوراچ دلگیر پائی اوسے

کہی یوں کہ اسے بیکٹر یار توں (بغور دیکھی — تیجے)　　عجب کوئی پنکھی ہے مکار توں

سبب کیا ہے جو یوں ہے دلگیر آج (سنگدل)　　کنا کھول کر بارے منج دھر آج (پرندہ)

کہیا تب اسے لے ابو جگ سکی　　توں کام آپنا کچ نوئیں کر سکی (ستے)

کہ دیکھیا ہوں میں خواب وقت سحر　　سفر تے ترا مرد آیا ہے گھر

سینا داٹ فکر اس سبب منجکوں آئی　　مبادا مرا خواب اوسچ ہو جائے

یکایک ہو محروم دیدار تے (بھر کر)　　رہیگی توں شرمندا اوس یار تے

کہ جوں ایک زاہد کی عورت نہ فام　　رہی مرد تے شرمندی ہو مدام

کتا ہوں تجے کیوں سو ہے اسکی بات (سمجھ)　　دو جلتی نہوس توں یک چت سنگات (رو دل - اچاٹ — دل)

سنیا ہوں جو یک کوئی زاہد گنبھیر　　انتھا زہد میں آپنے بے نظیر

یک عورت تھی اوس ہور بیٹا بھی ایک ۔۴۸۳ ولے تھا او نھنوا د طالع میں نیک (بچہ)

گذرتا اچھے اسپو فاقہ مدام (تھا)　　بغیر از حلال اُن نہ کھائے حرام

مسلّم پڑیا بے نوائی سوں گھر (بالکل — فقر و فاقہ)　　سو یک رات سُتنے میں وقت سحر (خواب)

بشارت دئے کوئی آ اس وضا　　کہ اے جو گذرتا ہے تج پر جفا

کہ تر آج اُٹ جا توں صحرا کی دھیر (فجر — طرف)　　انکھیاں کھول کر دیک چوندھیر پھیر (چو طرف)

پنکھی ہفت رنگی لے کوئی ناگہاں — شکاری ملیگا تجے یک وہاں

لے اوس پاس تے او پنکھی مول توں — ولے بھی کسی دھیر نکو بول توں

کہ جس گھر منے او جناور اچھے — تو نعمت سوں بھر دائم او گھر اچھے

جکچ ہیں خواص اس پنکھی میں تمام — انگے دن پو دن ہوئینگے تجکوں فام

جوں اس دھات کا خواب اسکوں ہوا — کیترا اوٹ اسی دھات او بے نوا

جو صحرا کدھن سیر کرتا چلا ۲۸۴۰ سو ناگاہ واں یک شکاری ملا

نظر جوں پڑیا اوس پنکھی پر سوویں — لیا مول جانے نہ دے ہور کئیں

خوشی سات پھر واں تے آیا جو گھر — کہی عورت اوس مرغ کوں دیک کر

کہ اے مرد اس بے نوائی میں توں — سبب لیا ئیا گھر میں اس مرغ کوں

ہمارے جو پیٹاں کوں مشکل دسے — ہے دانا کہاں جو کھلاویں اسے

خدا تئیں اسے چھوڑ توں جان دے — فراغت سوں جنگل میں چگ کھان دے

کہیا تب او زاہد کہ اے غم گسار — کہ خالق جو ہے رازقے مور و مار

دیونہار ہے رزق اسکا اوسے — کہ بے رزق چھوڑیا نہیں ہے کسے

نکر فکر توں اسکے چارے بدل — کہ بھیجیا ہے حق اس ہمارے بدل

اہے خاصیت خاص اس مرغ میں — نہال استے ہیں ہونہارے ہمیں

کہ اس دہات عورت کوں جوں فوق سوں ۔ ۳۸۵۰ دیا چھوڑ انگن میں اوس مرغ کوں

لگیا مرغ جوں پھرنے پر جھاڑ کر　　جھڑے دو رتن سو لیا کاڑ کر

چلیا او امس سات بازار کوں　　جو دکھلائیا جا خریدار کوں

بڑے مول کے دو رتن دیک او　　دیے پیکے بہوت اوس لیا مول او

او ماما چڑیا ہات وہیں ایکبار　　دلندر تے فارغ ہو پایا قرار

فراغت سوں اوقات چلنے لگیا　　گھر اسکا سو جوں دود ٹیلنے لگیا

دنے دن او پنکھی ادک لاب اوسے　　لگیا دینے خوش کر ہر یک باب اوسے

جو خالق مسبب ہے اسباب کا　　کیا جوں سبب رزق کے باب کا

سبب ہو کہ آغنیب تے مرغ او　　کشادا کیا اوس کیرا رزق سو

جو دیتا ہے کس رزق پروردگار　　تو کرتا ہے ایسے سبب صد ہزار

کیا کامیاب آخر او خواب اوسے ۔ ۳۸۶۰ ہوا عیش کا دست اسباب اوسے

کیتاک نوبہار ہور کیتاک خزاں　　خوشی سات گذران کر بعد ازاں

مراد اپنی حاصل ہوی دیک کر　　نیت حج کی او زاہدے نیک کر

کہیا اپنی عورت کی دہر کھول حال　　کہ واجب ہوا حج منج اپر ال اپتال

جو مکہ کے اسباب کا سج کروں　　اپس واں لگ انپڑاؤں ہور حج کروں

مری غیب اچھ گھر منے توں ہشیار — نہ بھا پانوں دہلیز میں تے توں بھار

حیا سات رک اپس گردان کر — نکو خاطر اپنا پریشان کر

اچھ اس مرغ کے حفظ میں رات دن — نہ غافل ہو فرزند تے ایک چھن

انگے دیک کر خرچ گھر کا چلا — نہ اصراف کر در خلا ہور ملا

چلی ہے روش پاک بیبیاں کی جوں — چلا اپنی باڑے کے لوگاں میں وں

کسی غیر کے دھر نکو جھانک توں ۳۸ رک اپنی اصالت اوپر آنک توں

جکچھ بولنا تھا سو بولیا تمام — چلیا آپ مکے کوں او نیک نام

ولے یو نہ سمجھا جو او بدنہاد — کریگی ادھر گھر میں کیا کیا فساد

کتک دن گذر گئے پچھیں ایک دن — او عورت لیکا ٹیک چپ ایک چھن

نکل گھرتے دہلیز میں آ کھڑی — سو یک جان صراف پر او سگھڑی

پڑی آنک اوسکی سو لبدی وہیں — سو باندی کوں بیگ بھیج کر دی ہیں

بولا جا او باندی جو لیائی اوسے — او پھر لئی انن تے نجھائی اوسے

ہلوں بعد ازاں بول اوٹھی اوسکے دھیر — بھلا جو توں روز آئے میرے مندھیر

صبا اوٹ خرد اچلاتا اچھے — کھرا ہور کھوٹا نجھاتا اچھے

سنیا جوں او صراف استے یو بات — گھر آنے لگیا وو نچ دن ہور رات

اول مفلس اون تھی کہ تھا جانتا ۳۸۸۰ سوویں بات میں بات گذرانتا

لگیا پوچھنے خوش اوسے ایک دل | کہ تھی مفلسی تجکوں اول کٹھن

یکا ایک یو برکت ہوا یکھو سری | کدھرتے تج آئی کہ اے گن بھری

کہی تب کہونگی تجے میں یو بات | جو مخفی پیرت لائیگا منج سنگات

کہ صراف کا بھی یہی تھا مراد | جو ہر حال اوس سات کرنا فساد

اپے ہو جوں اس دھات او بول اوٹھی | وہیں فسق کی گدگلی اوس چھٹی

محبت لگیا دو میں جوں زور سات | او صراف کا ہو بجد ایک رات

کہیا اے دل آرام گن گیان کی | جو ہے چاند منج دل کے اسمان کی

یو ساماں ہور یو فراغت تجے | ہوا دست کس دھرتے کہنا منجے

او نادان کم عقل یکبارگی | سمج لے نہ سک گھر کی آوارگی

کہی ہفت رنگی جو ہے مرغ یو ۳۸۹۰ ہے اسکے طرف تے یو ساماں سو

ویں اے راز رک دل میں صراف کا | گم اوس سات لس گھر جو اوٹ جا صبا

گیا اپنے گھر سو اُسوں یک حکیم | دھر بہار تھا آشنائی قدیم

کہیا کھول اوس مرغ کی بات اوسے | او حکمت منے دیک اوس سات اوسے

کہیا اس وضا سوں زبان کھول کر | سر اوس مرغ کا کوئی کھاوے اگر

تو ہوئے بادشہ اسمیں کچھ شک نہیں ۔ اہے خاصیت اسمیں بہوت یک نہیں

سنیا اس تے صراف یو بات جوں ۔ لیا آپنے دل میں گذران یوں

او عورت مری عاشق اپیں کھائے ۔ عجب کیا جو او مرغ منجکوں کھلائے

بھلا جو کتک دیس بھانا کروں ۔ نپٹ برہ سوں اوس دیوانا کروں

تفکر کر اس دھات نا جائیکر ۔ رہیا گھر میں وہدے اُدھر لائیکر

نہ آنے پوتے اودسکے اڑجا پران ۔ ۲۹۰ او زاہد کی عورت لگی تلملان

سینا برہ داٹیا دکھیت بے قیاس ۔ کسی کوں دئی بھیج صراف پاس

کہ کیا چوک منج دھرتے صادر ہوا ۔ جو یکبار کا منج تے منکر ہوا

تج ایرال کہہ عیب میں کیا رکھی ۔ تو کیا منجکوں یولیا جو نئیں کرسکی

کہیا تب او صراف لے گلعذار ۔ اگر سچ منج ایرال تیرا ہے پیار

تو دوڑیا ہے میرا دل اوس مرغ پر ۔ کھلا گی توں اوس مرغ کوں کاٹ کر

تو نیرے اتم درس کوں آؤنگا ۔ اگر نئیں تو یو شہر سٹ جاؤنگا

سن یو بات پورا ہو دلگیر سو ۔ نپٹ تلملانے لگی پھیر او

جہاں اوس لکھے سب اندھارا ہوا ۔ جنم اوس بغیر اسپو کھارا ہوا

لیا فسق کا شومیت پھر اوسے ۔ نو اعشق گمرہ کیا چھیڑ اوسے

دلی چھوڑ کر مطلق انصاف کوں ۳۹۱۰ ضرورت سوں راضی ہو صراف سوں

بولا بھیج اوس مرغ کوں کاٹ خوش   لگی میہمانی کوں ویں داٹ خوش

پکا مرغ کوں جوں رکھی دیگ اتار   سو فرزند ہو بھوک تے بے قرار

لگیا شور او چا زور سوں ہٹ کرن   لیجا دائی اسے ترت اس دیگ کن

سر اوس مرغ کا کاڑ کر اوس کھلائی   ڈھلاموں کنارے لیجا بیسالائی

او انپڑیا سو ہیڑا بزاں دیک جھاڑ   جکچ تھا سو سب ایک کانسے میں کاڑ

رکھی آنگے صراف کے لیائیکر   نہ تھا اس منے سر سونا کھائیکر

کہیا کیا ہوا مرغ کا سر کنا   کہی دائی اوسے یوں کہ کھایا نھنیا

ویں یو بات سنتاچ کلسے کوں پھوڑ   ہو درہم چلیا واں تے لے مرں مڑوڑ

کہ جس ٹھار اچھتا اتھا او حکیم   گیا پھیر کر اوس کنے او لئیم

کہیا کھول یو کیفیت اوسکے دھیر ۳۹۲۰ سو بولیا حکیم اس وضا اس سوں پھیر

کہ دولت حیلے سات پایا نہ جائے   قدر کے انگے دم اچایا نہ جائے

ولے ایک حیلہ ہے دسرا اگر   ترے ہات ہویگا تو دیک سعی کر

کہ کھایا ہے اوس مرغ کا سر جکوئی   سر اوسکا جنے کھائے سو راج ہوئی

یو حیلہ جو پایا او صراف نے   لیا کھینچ پورا نہ جا اوس کنے

اوس عورت کوں بتری لگی چٹ پٹی — برہ کے انگاراں تے جل ہوی بھٹی
(اور بدتر، بے چینی، ہجر، بھٹی)

دئی بھیج پیغام پھر اوسکے پاس — کہ اے سنگدل تپ تے ہوی میں نراس
(نا امید)

ترے تائیں اس مرغ کا سیں کاٹ — کٹنی آپنی زندگی بارا باٹ
(لئے، سر، پریشان)

سر اسکا سو کھایا نھنا کچ نہ جان — منج اپرال ہرگز برا توں نہ مان
(بچہ، پر)

جکچ توں کہیا تھا سنی وُونچ میں — لیا کھینچ یوں کیا سبب آپ تئیں
(اسی طرح، آنا جانا بند کر دیا)

بہر حال آ درس دکھلا ترا — ۳۰ ۲۹ کہ ہونٹاں میں آ جیو رہیا ہے مرا
(صورت، لبوں، جان)

دیا بھیج صراف یوں بول پھیر — جنے مرغ کا سو جو کھایا ہے سیر
(سر)

سر اسکا اگر کاٹ دیگی منجے — توں معشوق میری کہ سمجھوں تجے

اگر نئیں تو بس ہے تری آشنائی — جو اونحس ایسا جواب اوس تے پائی

جنی ماں ہو بیٹے کے سر تے اوٹھی — سو دل کوں لگی دائی کے چٹ پٹی
(سے ہاتھ دھو بیٹھی، بے چینی)

آدھی رات غفلت میں اوس پاڑ کر — نھنے کوں چلی واں تے لے کاڑ کر
(ڈال، بچہ، نکال)

سو پر ملک میں دور جا کی مقام — لگی پالنے چاؤ سوں صبح و شام
(محبت)

جو نھنوا دکے تے او شانا ہوا — ادب دار دانا توانا ہوا
(بچے، سیانا)

تیر انداز ایسا ہو نکلیا گنبھیر — جو اس دور میں کوئی نہ تھا اوس نظیر
(بڑا)

قضارا او یکدیں کھیلن شکار — چڑیا رخش اپرال جو آشکار
(دن، گھوڑے پر)

جو بیٹی تھی اوس شہر کے شاہ کی ۳۹۴۰ مگر جائی تھی مہر ہور ماہ کی

نکل سیر کوں اوس دن آئی تھی بہار دیک اوس جوان کا روپ ہوئی بیقرار
(بنا محل کے جھروکے میں بیٹھی اٹھی — بنا زرینا او تن پر لپیٹی اٹھی — چہرہ)

جو دیکھی[1] نظر بھر سو اوس جوان کوں اتم دلربا دھرت کے بھان کوں
(زمین — سورج)

محبت لگا جیو سوں بے قیاس دئی بھیج مخفی کسے اوسکے پاس

کہ توں کوں ہور کاں ہے تیرا وطن ہے کس کھان کا جوت ونتا رتن
(کہاں — کان — چمکدار — موتی)

مرے دل میں یوں ہے جو لوڑوں تجے پرت جیو سوں جوڑوں نہ چھوڑوں تجے
(بیاہ کروں — عشق — جان — لگاؤں)

ولے شرط یو ہے جو یاں ایک ٹھار فلانے جنگل دھر ہے قلب غار
(کی طرف)

وہاں اژدہا ایک ایسا گنبھیر جو روئے زمیں پر نہیں اوس نظیر

نگلتا اویک دم میں دس پانچ کوں سکے سوس اوسکی نہ کوئی آنچ کوں
(سہ)

یتے آدمیاں کھائیا ہے جو ہاڑ پہاڑاں ہو تیچ ہیں چو ندھیر اجاڑ
(جسم — چو طرف)

کتا ہے مرا باپ جے کوئی اوسے ۳۹۵۰ جو مارے جیواں دیوں بیٹی اوسے
(جو — جان سے)

اگر توں کریگا کچ اسکا علاج تو تیری ہوں توں مرد میرا ہے آج

سن لے بات ہمّس میں آ او جوان کہیا منج ہے آسان یو کام جان
(ہمت)

اگر شرط تیرا ہے یو برقرار تو اوس سانپ کوں جور کرتا ہوں مار

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

کہ ہے منجکوں توفیق کرتار کا　　لے آتا ہوں سر کاٹ اوس مار کا

کہیا اس وہات دسرے دن اوس غار پاس　　چلیا مستعد ہوکو راسیک راس

سوا ایسے میں اوس شاہ کیرا وزیر　　گیا تھا تفکر کوں صحرا کی دھیر

گذرگاہ میں اوس بہادر کوں دیک　　شجاعت کے دریا کے اوس دُر کوں دیک

کہیا کون توں ہور جاتا ہے کاں　　کہاں ہے وطن ہور تیرا ٹھکاں

کہیا میں سپاہی ہوں مرے غریب　　سنیا ہوں جو اس شہر کے عنقریب

ہے ایک غار میانے بڑا اژدہا　　۳۹۶۰ رہ اوس دھیر کا سب گیا ہے رہا

ہے دلگیر شہ اوسکے آزار تے　　اوسے دفع کرنا کر اس ٹھار تے

مرے دل میں آیا سو جاتا ہوں میں　　سر اسکا لے شہ پاس آتا ہوں میں

کہیا تب وزیر اوس کہ لے نوجواں　　پھر اس کام تے توں کہ ہے تج زیاں

بہوت رستماں جیو دیے اوس بدل　　ولے دور کر نئیں سکے یو خلل

مگر ہفت رنگ مرغ کا سر جکوئی　　جو کھایا اچھے اس تے یو کام ہوئے

چڑیا سر تے اُمّس اوسے بیشتر　　نہ سن بات اوسکا ہوا پیشتر

جو انیڑا تھا ایسیں اوس غار کن　　دیکھیا دور تے اژدہا کے کدھن

شکم سیر کر سُست ہو بے شمار　　پڑیا ہے انکھیاں موند بے اختیار

اتر رخش (گھوڑے) پرتے لیا ہت (ہات) کماں — چلایا کتک (کتنے) تیر اوس کر نشاں

سو بیٹھے کلیجے میں کاری او تیر ۳۹۷۰ — ہو نرجیو (بے جان) او اژدہا بے نظیر

رہیا سست ہو جوں او پھر ہل نہ سک — ہوا درمیانی تے جوں دو زنک

منڈی (سر) کاٹ اوسکی چھپیا چھوڑ دھڑ (جسم) — پھریا واں تے خوشحال تیزی (گھوڑے) پو چڑ

جو دیتا ہے حس (قوت) او خداوند پاک — تو کرتا ہے مچھر ہتی کوں ہلاک

اگر نئیں تو کاں (کہاں) یو سکت ہے جو مور — کرے اژدہا کے اوپر جا کو زور

دوجے (دوسرے) دن اوٹھیا شہر میں غلبلا (شور) — جو کوئی شخص کیتا (کیا) دغا او بلا

جب اوس شاہ کوں یو خبر انپڑی (پہنچی) — سو نزدیک تھا او وزیر اوس گھڑی

کہ بولیا کہ ہیں سیر کرنے کوں کل — گیا بھار (باہر) سو یک جواں بے بدل

ملیا باٹ (راہ) میں منجکوں تیزی (گھوڑے) سوار — اسی اژدہا دھیر (کی طرف) اسکا گذار

ہوا ہیں جو مانع کیتی دھات (طرح) سوں — چلیا کان نا دے (نہ سن) مری بات کوں

ہے البتہ یو کام اوسی جوان کا ۳۹۸۰ — شجاعت میں رستم کے تھا بان (بڑے شان) کا

جو شہ کوں ہوا آرزو لک جسے — دھنڈے ہور عزت سوں لیائے اوسے

پڑی شاہ کی جوں نظر اوس اوپر — شہانے کرم سات ادک (بہت) شاد کر

شگفتا ہو دل میں جہاں در جہاں — چلیا دیکھن (دیکھنے) اوس اژدہا کوں وہاں

نہ او اژدہا بلکہ تھا یک پہاڑ   کیا تھا حویلی کوں چوندھیر او جھاڑ
چو طرف
پڑیا ہے دھڑ آیا نہ تھا اسپو سیر   جو سیر کان ہے کر پوچھیا شاہ پھیر
لیکن   سر   سر
چھپایا سو جاگے یو تے او جواں   سر اوسکا لیکر آ سٹیا درمیاں
جگہ   ڈالا
ہزار آفریں بھیج شاہ اوس اوپر   پھریا واں تے لے اوسکوں دنبال گھر
ساتھ
کرار کان دولت سوں اپنے بچار   کہیا اس وضا میں دیا تھا قرار
سوچ
جنے دفع اس اژدہا کوں کرے   دیؤں فرزند اپنا اوسے تو سرے
جو   بیٹی   زیب دے
سعادت کے اسمیں تو ہیں سب نشاں[1]   ۳۹۹۰ کیا دفع اسکوں تو یو نوجواں
بھلا جو بجا لیاؤں وعدا ایتال   پکڑ ہات اوسکوں کروں میں نہال
اب
جوار کان دولت کو بھائی یو بات   سو ویں میزبانی گنا ذوق سات
دعوت کر
دیا اوسکوں بیٹی کیا سرفراز   رہیا خوش قبیلے میں اپنی نواز
[1] ہوا مہربان اوس اوپر کار ساز
جوں اوس شاہ کی عمر پوری بھری   اوسی جواں کوں اپنی دے سروری
[1] سو اوس جوان پر آئی اوسروری
جو تھا ہفت رنگ مرغ کا خاصیت   ہوا ظاہر اس دھات سوں عاقبت
چڑھی پادشاہی او جوں اوسکے ہات   سو یکدن سواری کے بہانے سنگات
لے دنبال اوس دائی کوں ناگہاں   چلیا آپنا شہر تھا جاں وہاں
ساتھ

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

اوزاہد جو اپنا جنیا باپ تھا　　او مائی جو اوستے ہوا پاپ تھا

بولا بھیج دونوں کوں اپنے حضور　　کہیا باپ کوں تب بحکم ضرور

کہ ہے گھر تمارے سنیا ہوں جو یک　　۴۰۰۰ پنکھی ہفت رنگی جو نئیں اسمیں شک

اگر منجکوں دکھلائینگے یک نظر　　تو تمنوں ہو جاؤنگا پھیر کر

کہیا زاہد اے سرور خوش مقال　　مرے گھر میں تھا سچ ولے نئیں اپیال

جو مکے گیا تھا بدل حج کے میں　　موا ہے پھر آئے تلک گھر میں نئیں

جو تھا یک جگر گوشہ ہور ایک دائی　　موئی دو بھی اب میں ہوں ہور اوسکی مائی

جب او پھول ہوا گم مرے باغ تے　　رین دیس جھکتا ہوں اوس داغ تے

سنیا باپ کے موں تے یو بات جوں　　کہیا باپ کوں پھر کواس دھات یوں

موئے کر کو دونوں کہے تجکوں کن　　او فرزند میں ہوں او دائی سوان

دیک اوس دائی کا مکھ وہی کر پچھان　　گلے لالے بیٹے کوں پایا پران

لگیا حال پوچھن سو فرزند کوں پھیر　　کہیا کیفیت کھول سب باپ دھیر

وہیں اوس مادر نحس غدار کوں　　۴۰۱۰ ہور اوس ہین صراف مردار کوں

سیاست کی ترو ار سوں پاک کر　　اوسی ٹھار نابود در خاک کر

پھریا واں تے وہیں باپ کوں لے سنگات　　لگیا بادشاہی کرن ذوق سات

اورانواں صفابول اس دھات سول زباں کھول پھر سعی کی بات سول

کہیا یوں کہ اے نار ہر کئیوں توں آج ترے من کے مقصود کوں دیے واج

شتابی سوں جا یار کوں شاد کر بیتے دن کی یاری نہ برباد کر

ترت دور کر دل میں کا دغدغا مبادا ایکا یک تجے ہوئے دغا

جوں او موہنی برہنی گل بدن ہوئی مستعد جاؤنے یار کن

شفق شرق دھرتے ہو یدا ہوا سو غوغے سوں ویں مرد پیدا ہوا

ہوئے شاد سب گھر کے باندی غلام چھٹیا تن میں بھکلاٹ اوسکے تمام

پڑیا مرد کا گھر میتے جوں قدم ۴۰۲۰ خوشی نا خوشی سوں کراسیں کدم

رکھی سیس جا مرد کے پانوں پر لیچا بیلا سیج کے ٹھانوں پر

ادب سات اوسکے انگے ہو کھڑی خوشامد سوں کر گفتگو یک گھڑی

جو کچھ تھا سو لیا میوا اوسکوں کھلائی محبت کے پیالے میں شربت پلائی

ہو آسودہ گھر میں گھڑی تین چار چلیا بعد ازاں مرد رانویں کے ٹھار

اوٹھیا بول اے طیر شیریں کلام کیا صرف منج بعد کیوں صبح و شام

ترا لاڑ کس دھات خاتوں چلائی تجے وقت بے وقت کیوں کام آئی

تجھے ہور بڑے گھر کے تجھے کس طریق مرے دھیر بول اے موافق رفیق

اورانواں کر اول ثنا ہور سلام ۔۔۔ کیا خوش دل اوسکا چلا خوش کلام

کنے کا جکچ تھا سو کہہ کھول کر ۔۔۔ اٹھیا سیوٹ اس بھات سوں بول کر

کہ اے خواجہ میں تیری غیبت منے ۔۔۔ ۴۰۳۰ کیا خدمت ایسی جو ویسی کنے

کیا نئیں ہے اس دور میانے اچھول ۔۔۔ سنیا نئیں ہے کوئی اس زمانے اچھول

منج آزاد اس پنجرے تے اگر ۔۔۔ کریگا تو کہونگا تجے سر بسر

کیا شرط اوس سوں اوسی بھات اون ۔۔۔ سو بولن لگیا تب کہ اے خواجہ سن

جو ہے گھر منیں خاتوں تیری حلال ۔۔۔ ترے بعد اپس نہ رک سک سنبھال

جو مہاڑی پر چڑ کھول کھڑکی نہاے ۔۔۔ نظر کوئی پڑیا سو اسوں عشق لیائی

دکایک جو ہوئی عشق تے بیقرار ۔۔۔ چلی بہار اول سو شارو کے ٹھار

کیتی مشورت بہار جانے بدل ۔۔۔ ترا ننگ ناموس کہانے بدل

اوشارو نمک کھائی تھی کر ترا ۔۔۔ نہ جانے دی مانع ہوئی بہتیرا

سو ماری جیواں پنک اوسکے مروڑ ۔۔۔ براں آئی میرے طرف اسکوں چھوڑ

کہی دے رضا منج جو ٹک بہار جاؤں ۔۔۔ ۴۰۴۰ نوے یار سوں یک گھڑی گم کو آؤں

تب اس بات میں دور اندیش کر ۔۔۔ اوسی کاج ہو آپس پیش کر

حکایاں منے کر گرفتار اوسے ۔۔۔ دیا گھر تے جانے نہیں بہار اوسے

صبا لگ سینا بیس کر ہر رین تون آئے تلک تو رکھیا اوس جتن

بری شکر جو رنج میرا تمام نہ ناچیز ہو آئیا آج کام

ہے توں مرد اوسکا او تیری حلال تجے بھائے تیوں راکھ اوسکوں اتیال

خدا ئیں رہا کر جو میں یاں تے جانوں جو اس غم تے فارغ ہو کچ آن پانوں

کہ اس عورتاں سوں نہ جیتیا ہے کوئی او جتنے انوں نے جو کوئی ہات دھوئی

سن اے قصہ او خواجہ دل سب تے توڑ دیا اوس قفس میں تے رانوین کوں چھوڑ

جو غیرت کی اگ اوسکے سینے لگی سٹیا توڑ عورت کوں یکبار گی

لٹا گھر فقیراں کوں سب ایکبار ۴۰۵۰ گلے گھال لے خرقہ صوفی کے سار

لگا انس حق سات چھوٹے انس تے ہوا واز عورت کیرے جنس تے

سٹیا نفس کا کاڑ دل تے منم کیا صرف طاعت سوں باقی جنم

در مدح اشعار خود گوید

زہے بخت و دولت زہے اقتدار زہے وقت و ساعت زہے روزگار

جو طوطی مرے طبع کا بے نظیر ہے شکر فشانی منے دل پذیر

کیا شکر افشان اس دھات سوں — کہ دم کوئی اچاوے نہ یاں بات سوں
(دم نہ ار نکلے)

کہے بن خزاں کا جسے نو بہار — سو یو نامہ ہے دلربا نامدار
(بہار بے خزاں) (یہ نامہ)

جو افسان اس میں جو ہے رس بھریا — سو جوں شہد ہور دود کا ہے دریا
(افسانہ)

نہ افسانہ ہے بلکہ افسوں ہے یو — حلاوت میں حلوے تے افزوں ہے یو
(شیریں)

کہ جس وقت پر یو انھا نانمام — اوسی وقت خواہاں تھے سب خاص و عام

جو سب کا کیا آرزو ہنج یو زور ۴۰۶۰ ضرورت بدل میں لیا سر یو شور
(کیلئے) (محنت)

جو یو داستاں ہے بدل فارسی — مرے امتحاں کا ہوا آرسی
(آئینہ)

حکایت کنک اسمیں کے خوب دیک — سرس ہور رسدار مرغوب دیک
(بہتر)

پراگندہ خاطر نہ کر اس بدل — کیا ترجمع مختصر اس بدل
(ترجمہ)

جو راغب ہو کر کوئی مشغول ہوئیں — کلیاں ہورہے ہیں کھل پھول ہوئیں
(کیلئے)

ہوس ہوئے اگلا پڑہنہار کوں — نہوئے کدورت لکھن ہار کوں
(زیادہ) (والے)

کہ تھوڑے میں لذت اہے ہور سواد — کہ کرتا اہے اشتہا کوں زیاد
(لذت ہے ولے لئی سواد) (خواہش)

یو گلدستہ خاصا مرے باغ کا — دوا درد منداں کے ہے داغ کا

جہاں خام ہے ہور جہاں عقل ہے — وہاں روح کا نقل یو نقل ہے

کہاں آج ہے یو سکت ہر کسے — جو اس دھات سوں دیوے زینت اسے
(طاقت) (طرح)

یو افسانے جیں دل تے کرتے تھے جوش ۴۰۷۰ تو کہتے اتھے مرحبا عقل و ہوش

یو نامہ رنگا رنگ نرمل پنچھل — ہوا اس زمانے میں سب بے بدل
(صاف خالص)

مرے فکر میانے تے بے اختیار — نکل آئیا ہے یو نقش و نگار

عجب کیا جو عشاق دیک نقش یو — دلاں کی انگوٹھیاں پولیویں گرد
(زمین)

اگر یو چڑے نکتہ دانے کے ہات — سینے پر سُنے کے لکھیں نیر سات
(داں) (سونے) (پانی)

ہوئے حضرت نخشبی پیچ مدد — دیا ہیں اسے تورواج اس سند
(ضیاء الدین نخشبی) (طرح)

برس یک ہزار ہور چالیس پر نو — ہوئے تھے یو موتیاں پرویا ہوں نو
(۱۰۴۹)

لطافت بھری مثنوی یو عجب — مرتب کیا خوش سو ہلی رجب

جو ابیات ہیں اس منے الف چار — برابر ہے لک بیت کے ہر چہار
(۴۰۰۰) (لاکھ)

عزیزاں کنے جم یو مقبول ہیں — حسوداں کی انکھیاں منے دھول ہیں
(ہمیشہ) (کے لئے ہیں جیوں پھول)

جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس ۴۰۸۰ نہ کیوں ہو ویں حیراں دیک جنس و انس

کہ اس دھات کے نورتن رولیا — ہور ایسی نوی مثنوی بولیا
(مول لئے رولنا) (لئے بولنا)

مرا کام ہے اس زمانے میں آج — کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج
(زیب دے) (کسی کو) (بغیر)

جو سلطان[1] عبد اللہ اس دور کا — ہے راجا سلیمان کے طور کا

---

[1] یہ شعر اور اسکے بعد کے چھ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہیں۔

شگفتا کیا دیک اسکا کرم — سو چھمکیا مری طبع کا جام جم

کروں کیوں نہ میں شکر ہر دم ہزار — جو سن خوش ہوا یو شہے روزگار

جوں اوس شہ کی خاطر بڑا یو قبول — گگن تے ہوا منج پو رحمت نزول

(وجہ سے قبول خاص و عام ہوا) (آسمان)

جب یو نظم میرا عروسی کیا — سورج منج سوں آ دست بوسی کیا

کہیا اے سخن سنج صاحب تمیز — بچن کے سو ہے مصر کا توں عزیز

تیری طبع پر صد ہزار مرحبا — سچا توں ہے منظور آل عبا

کوئی اس بات کوں لاف جانو نکو ۰۹۰۴ بُرے ہور برا دل میں مانو نکو

(غرور) (اور)

کہ جس کے صدف میں رتن صاف ہے — کرے لاف اگر اُن تو انصاف ہے

(موتی) (غرور)

چھپانوں کیتا آپس کوں نڑ میں — کہ چھپتی نہیں پھول کی باس کئیں

(مقید کر) (بو)

جتا چاند بادل میں اپس چھپائے — رہے جوت اسکا نہ بن بہار آئے

(چمک) (اپنے کو)

سخن پروراں یک تے ہیں یک زیاد — ولے اور ہے منج زباں کا سواد

یو افسانہ جو عیب تے دور ہے — سلاست کے اسمان کا سور ہے

(سورج)

جہاں پر جھلکتا اچھو یو مدام — بحق محمد علیہ السلام

(رہے)

درحسبِ حال خود گوید

غواصی اگر توں ہے سچا غواص
لگا عشق اپنے خدا سات خاص

ترے درد کا توں اپے ہو طبیب
لے گردان لے ہرزہ گوئی تے جیب

چلیگا کتیا نفس کے کئے منے
کتا ہوئیگا ناوں کے بیئے منے

کتیا شاعری پر دھریگا خیال
کتیا ہوئیگا در پئے خط و خال

نہ دن کوں سیج ہور نا رات کوں
دھنڈیگا کتا استغا رات کوں

کتا ہوئیگا یوں توں دود چراغ
کتا خشک اپنا کریگا دماغ

کتا فکر سوں ہر شبے تار توں
کریگا سو کا تن کوں جوں تار توں

اچھیگا کتا در ربائی ہنوز
کریگا کتا خود نمائی ہنوز

ہو بیدار یکبار اس خواب تے
نکل بھار اس غم کے گرداب تے

جو ہے رہنما پیر حیدر ترا
ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا

ہو مشغول اس سات ہر سات توں
فدا اسپو کر آپنی ذات توں

جلچ خواست تیرا ہے سب اسپو چھوڑ
دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ

مگر نئیں سنیا ہے جو عیسیٰ نبی — بجا ایک دن ہو کہے اے رَبی

دنیا کس وضا کی ہے دکھلا منجے ۱۱۰۴ — ہے اوس دیکھنے کا تمنّا منجے

ندا غیب تے آئیا اس وضا — نظر کر فلانے جنگل دھیر جا

کہ پنچے ہے خلقت ہیں جس ذات سوں — او دکھلائی دیگی اسی دھات سوں

جو عیسیٰ گئے اوس جنگل دھر گذر — پڑی ایک برقع سوں عورت نظر

کہے کُن ہے توں ہور ترا ناؤں کیا — کیلی توں کرتی ہے اس ٹھانوں کیا

سو در حال اورُخ نبی دھیر کر — دئی جواب اس دھات سوں پھیر کر

دنیا جس کتے ہیں سو میرا ہے ناؤں — کہے کاڑ برقع جو تجکوں بجھاؤں

جو برقع ستی کاڑ کر اوسگھڑی — بڑی شکل سوں تب نظر تل پڑی

ڈوبائی ہے خوش لہو منے ایک ہات — دو جا ہات رنگی ہے مہندی سنگات

جو عیسیٰ نبی کوں لگیا یو عجب — کہی کھول عیسیٰ کوں اس دھات تب

جو یو ہات لہو سوں بھریا ہے مرا ۱۱۲۰ — سو کر خون آئی ہوں یک شو کیرا

جو مہندی دوجے ہات کوں لیائی ہوں — تو ایک منس لوڑ کر آئی ہوں

اسے بھی نہ خوش کر جیواں ہار ہیں — ہور ایکس کے ہوتی ہوں گل ہار ہیں

مرا کام ہے لوڑنا چھوڑنا — مرا رسم ہے جوڑنا توڑنا

بتے مُنس کے جو عدد فام نئیں — کسی کا منجے یاد بھی نام نئیں

انو سات مل کر تو سوتی ہوں ییں — ولے بکر سوں وُونچ اچھوتی ہوں ییں

عجب دل کوں عیسیٰ کے پوراچ بھی — لگیا سو کہی اے خدا کے نبی

توں یو بات چنداں عجب کر نہ جان — کہ کرتی ہوں ییں تجکوں خاطر نشان

مری آرزو میں جے کوئی عمر کھوئے — تھے نامرد ان میں نہ تھا مرد کوئے

جے کوئی رچ کے ہیں پاک مردانِ دیں — نہیں دیکھتے منج کدھن پھر کدھیں

یہی ہے میرے بکر کیرا سبب — ۱۴۳۰ اچھوں بکر سوں میں تو کیا ہے عجب

دنیا جاں تے اے دوست ایسی اچھے — بڑا عار ہے دوڑنا اوس پیچھے

نبی مصطفیٰ تے ہے سچ یو خبر — کہ طالب دنیا کا مخنث ہے کر

اگر مرد ہے توں مخنث نہو — اس آلودگی سوں ملوث نہو

طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں — ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہے توں

توں عارف ہے گر نکتہ دانی منے — تجھا دیک اپنے معانی منے

جو ہے کون آیا ہے کس کام کوں — شرف کس بدل ہے ترے نام کوں

کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا — سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا

نکو جان پنجیا ہوں کر خاک تے — کہ پیلاڑ ہے توں تو افلاک تے

مخمّر اگرچہ توں بار نج ہے　　ولے ہر قدم تل ترے گنج ہے

جلکچ آفرینش کے آثار ہیں　۱۴۴۰　او سب تج میں جلوا دیونہار ہیں

سمج لے توں قدر اپنے اقبال کا　　ہے دو جگ یہاں تیرے یکبال کا

تری ذات میں نور اللہ ہے سب　　تری قید میں ماسوا اللہ ہے سب

توں جانے کینے لَیْسَ فِی جُبَّتِیْ　　اچا توں سکے دم انا الحق سینی
(میرے جبّہ میں نہیں ہے) (اٹھا)

کہی عبد ہور گاہ معبود توں　　کہی کم ایاز ہور محمود توں

او صاحب تج ایراں دھر اعتبار　　دیا ہے ترے ہات سب کاروبار

ولے توں نہ سمجھے توکوئی کیا کرے　　سمج کر جلکچ توں کرے سو سرے
(زیب دے)

اگر کرنے منگتا ہے کچ کام توں　　تو فرصت یہی وقت ہے فام توں
(چاہتا)

انکھی کھول عزّت کی درخویش دیک　　عجب منزل آنگے ہے اندیش دیک
(بے عزتی) (سمجھ)

نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا　　یو پھاندا ہے درویش ہور شاہ کا
(بے اعتبار) (پھندا)

سنبھال اپسیں اے یار اس دام تے　۱۴۵۰　نکو غافل اچھ آپنے کام تے
(رہ)

اچا دم جم اللہ کے نام سوں　　متارہ سدا عشق کے جام سوں
(بھر ہمیشہ) (مست)

خبر تجکوں دے نفی اثبات تے　　کیا بات کوں ختم اس بات تے
(برائی اچھائی)

الٰہی جو دانا ہے اسرار کا　　دیوے تج اثر میری گفتار کا

سرافراز دونو جہاں پر کرے   جو رہے آرزو کچ نہ دل میں مرے

دعا سوں کیا ختم میں یو کتاب

الٰہی دعا یو کرے مستجاب

تمت بالخیر